سمتِ قبلہ
پر قواعد رضویہ و فوائد نوریہ
مع ضمیمہ
قاعدہ نمبر ۹ پر متفرع ایک مقالہ
علی گڑھ والوں کو مل گیا
اپنا قبلہ
جامع معقولات و منقولات
حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام صاحب قبلہ نوری
خلیفہ حضور تاج الشریعہ و صدر شعبہ افتاء جامعہ غوثیہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی
ناشر
ادارۂ ضیائے رضا کراچی
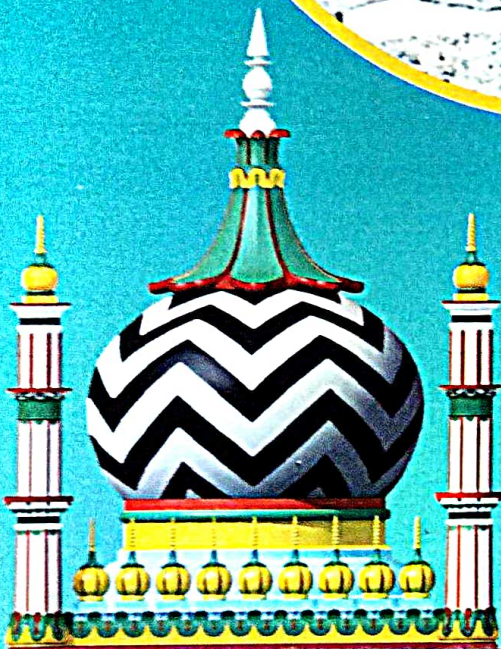
سمت قبلہ

پر قواعد رضویہ و فوائد نوریہ

استقبال قبلہ پر امام احمد رضا کے ایجاد کردہ ایسے

دس قاعدے

جو صرف سطح زمین کو ہی نہیں کرۂ ماء کو بھی محیط ہیں بلکہ فلکیات کے تاریک گوشے بھی ان سے تابناک نظر آنے لگے ہیں۔

از

جامع معقولات و منقولات

حضرت علامہ مفتی **محمد رفیق الاسلام نوری منظری**

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ و صدر شعبۂ افتاء جامعہ غوثیہ شکوریہ

بلہور، کانپور، یوپی

ناشر ادارۂ ضیائے رضا کراچی

نام کتاب : سمت قبلہ پر قواعد رضویہ وفوائد نوریہ
از قلم : جامع معقولات ومنقولات خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام نوری منظری
صفحات : ۱۸۴
اشاعت اول : بموقع صد و یک سالہ عرس اعلیٰ حضرت ۱۴۴۱ھ/۲۰۱۹ء
ناشر : ادارہ ضیائے رضا، کراچی، پاکستان
تعداد : تقریباً گیارہ سو
قیمت :

کتاب ملنے کے پتے

☆ ادارہ ضیائے رضا، J-184 پیر الٰہی بخش کالونی، کراچی
☆ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ریگل صدر، کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی
☆ مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما

نحن عباد محمد صلی علیہ و سلما

اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑ ہا شکر ہے کہ اس نے اپنے کرم سے ایمان و سنیت سے مالا مال فرمایا، اپنے رسول مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کیا اور ان کے فیض و جود کے دریا، لاڈلے بیٹے غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرب میں کیا اور غوث پاک کے نائب مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک سے وابستہ فرمایا، جن کے ذریعہ اپنی اور اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و معرفت عطا فرمائی اور سچوں کا دامن عطا فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم سے معرفت الٰہی و عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محاصل جاریہ لئے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے عطا کردہ علوم کا وہ بحر بیکراں ہے کہ جس کی گہرائیوں تک نہ کوئی پہنچ سکا اور نہ ہی اس کی بلند لہروں کا مقابلہ کر سکا۔ یہ اسی بارگاہ کا فیض تھا کہ آپ کی ذات علوم عقلیہ ونقلیہ کی جامع اور مرجع خاص و عام تھی کہ عوام تو عوام جلیل القدر علمائے کرام اسی در سے فیض پاتے نظر آتے ہیں۔ کوئی مسئلہ چاہے وہ کسی فن سے متعلق ہو، کیسا ہی پیچیدہ کیوں نہ ہو اس پر ایسی سیر حاصل بحث اور ایسی تحقیق فرمائی کہ بڑے بڑے علمائے کرام چاہے وہ آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے، انگشت بدنداں ہیں اور اہل حق یہ دینی وجاہت اور علمی مراتب عالی دیکھ کر انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت گردانتے اور اس نعمت پر اس کا شکر بجالاتے ہیں۔

انہیں فیوض کی ایک جھلک آپ قارئین کے ہاتھوں میں موجود اس کتاب میں نظر

آئے گی جو کہ امام اہلسنت کی علمی وتحقیقی کتاب "کشف العلۃ عن سمت القبلۃ" کے باب دوم میں موجود ان دس قواعد پر مشتمل ہے جو سمت قبلہ کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایجاد فرمائے جن کے متعلق اعلیٰ حضرت کا یہ قول ہی کافی ہوگا کہ "الحمد للہ، ہمارے یہ دسوں قاعدے تمام زمین زیر و بالا، بحر و بر، سہل و جبل، آبادی و جنگل سب کو محیط ہوئے کہ جس مقام کا عرض وطول معلوم ہو نہایت آسانی سے اس کی سمت قبلہ نکل آئے، آسانی اتنی کہ ان سے سہل تر بلکہ ان کے برابر بھی اصلاً کوئی قاعدہ نہیں، اور تحقیق ایسی کہ عرض وطول اگر صحیح ہو اور ان قواعد سے سمت قبلہ نکال کر استقبال کریں اور پردے اُٹھادیے جائیں تو کعبہ معظمہ کو خاص روبرو پائیں۔" (کشف العلۃ صفحہ ۱۱۶)

یقیناً یہ ایک قیمتی اور تحقیقی خزانہ ہے مگر فی زمانہ اس کی شرح کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی اور فقیر کی بھی یہ دلی خواہش تھی۔ پھر کرم باری تعالیٰ ہوا کہ برادرم نبیرۂ محدث کبیر، استاذ الاساتذہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب کے شہزادے مولانا ریاض المصطفیٰ اعظمی صاحب کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ ان کو ان قواعد کی شرح موصول ہوئی ہے اور وہ اس کی اشاعت کی خواہش رکھتے ہیں جس کے لئے مولانا موصوف نے اس خاکسار کا انتخاب فرمالیا ہے۔ جان کر نہایت خوشی حاصل ہوئی اور شکر خدا ادا کیا کہ دیرینہ آرزو پوری ہوئی فوراً ہی یہ خدمت قبول کی۔ ساتھ ہی شارح علام حضرت قبلہ مولانا مفتی محمد رفیق الاسلام نوری زید مجدہ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں کہ حضرت نے اس طرف توجہ فرما کر یہ بیڑا اُٹھایا اور اس ضرورت کو پورا فرمایا۔ گو کہ موضوع قدرے خشک ہے لیکن شارح علام نے اس فن میں اپنی علمی مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے نہایت شرح و بسط کے ساتھ ان قواعد کی تفہیم فرمائی اور فیض رضا کے سمندر سے سیراب فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

ساتھ ہی حضرت قبلہ ہی کا ایک مقالہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جو اعلیٰ حضرت کی تصنیف جلیل "ھدایۃ المتعال فی حد الاستقبال" سے متعلق ہے۔ جس میں اعلیٰ حضرت نے

انہیں قواعد میں سے قاعدہ نمبر ۹ پر علی گڑھ سے آئے ہوئے ایک استفتاء کے جواب میں سمت قبلہ سے متعلق تحقیق و رہنمائی فرمائی تھی، لہٰذا موضوع سے مطابقت کی وجہ سے اسے بھی ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

ادارے سے منسلک تمام علمائے کرام، احباب اور ارکان کا میں نہایت ممنون و مشکور ہوں جن کی بدولت یہ کتاب اشاعت پذیر ہوسکی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اس خدمت کو ہم سب کی طرف سے قبول فرمائے اور ہمیں مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رکھے اور اس کی ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی الہ و اصحابہ افضل الصلوۃ و اکرم التسلیم

فقیر امان اللہ خان قادری
بانی و مہتمم ادارہ ضیائے رضا کراچی
10 اکتوبر 2019ء

ہدیۂ تشکر
برائے ادارہ ضیائے رضا

اگر چہ اس فعال و متحرک ادارہ سے میں کما حقہ واقف نہیں اور نہ ہی اس کے متدین و محسن ارکان سے کبھی ہم شناسی کا مجھے شرف ملا پھر بھی ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کرنا میرے لئے تقاضۂ انصاف ہر گز نہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا کے علمی شاہ کار بے شمار ستاروں کی طرح آسمانِ علم و فضل میں ضوفگن ہیں ان میں جس تارے کو دیکھو تو تحقیقات کے ایسے درجنوں باب دعوت فکر دیتے نظر آرہے ہیں جن میں سے ہر ایک باب میں معدنیات سے مالا مال درجنوں کیا پچاسوں خزانے گوہر شناس تاجداروں میں بھی کاسۂ گدائی کے ساتھ خود رفتگی کی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ انھیں میں کا ایک خزانہ "کشف العلۃ عن سمت القبلۃ" کے مبارک نام سے اپنے جلوے بکھیر رہا ہے، دس رنگوں (قاعدوں) کے معدنیات کا یہ شاہی خزانہ بھی ارباب علم و دانش کو خوب اپنا گرویدہ بنا رہا ہے۔ کچھ احباب کی فرمائش پر میں نے امام احمد رضا کے ایجاد کردہ ان دس قاعدوں کی معمولی تشریح کی تا کہ ہمارے باوقار علمائے کرام مزید اس سلسلہ کو آگے بڑھائیں اور رضوی تحقیقات سے علماء ہی نہیں بلکہ عام لوگ بھی مستفیض ہوں۔

دو سال پہلے میں نے اس بارے میں اپنے ما فی الضمیر کو تحریری شکل دیدی تھی لیکن طباعت کے لئے بڑا فکر مند تھا کہ میری تحریر کو بھلا کون شائع کریگا؟ میں شکر گزار ہوں ہمارے اس عظیم ادارہ ضیائے رضا کا جس نے میری فکر دور کر دی اور طباعت کے بارِ گراں کو اپنے کاندھے پر لیا کہ ان کی نظر میری تحریر پر نہیں بلکہ قواعد رضویہ پر تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کا نیک

صلہ عطا فرمائے اور اس ادارہ کو کامیابی کے اعلیٰ مقام پر فائز المرام کرے۔اس کے ذمہ دار اراکین کو اور زیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۱ھ
محمد رفیق الاسلام نوری
خادم افتاء جامعہ شکوریہ بلہور کانپور یوپی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اللہ رب العزت کی قدرت کا ایک شاہکار، رحمت دوعالم ﷺ کا معجزہ، اور امام اعظم ابوحنیفہ کی کھلی کرامت تھے، علم وفن کے اس عبقری کی نظیر گزشتہ چند صدیوں میں نظر نہ آئی' نہ آئندہ اس کی امید نظر آتی ہے۔

اعلیٰ حضرت عقلی علوم میں مجتہد مطلق تھے، عقلی علوم میں اگرچہ مجتہد کی اصطلاح استعمال نہیں ہوتی لیکن اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جس طرح مجتہد کسی کے مقلد نہیں ہوتے اسی طرح اعلیٰ حضرت بھی عقلی علوم میں کسی کے مقلد نہیں تھے۔ عقلی علوم میں خصوصاً علم ریاضی اپنے تمام شعبوں کے ساتھ مشکل ترین مانا جاتا ہے، اس میں بھی اعلیٰ حضرت ایسی خداداد صلاحیت کے مالک تھے کہ کبھی کسی ماہر فن کی اتباع وتقلید نہ کی۔ علوم ریاضیہ وہندسیہ میں صرف چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم بہت بچپن میں اس غرض سے سیکھے کہ فرائض میں کام آئیں گے، اور تحریر اقلیدس کی شکل اول اور بس، جس دن یہ قواعد اربعہ والد ماجد نے سکھا دیے اسی روز ارشاد فرمایا "تم اپنے علوم دینیہ کی طرف متوجہ رہو، اِن علوم کو خود حل کرلو گے۔" چنانچہ اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ارشاد میں برکت رکھتا ہے، حسب ارشاد بعونہ تعالیٰ فقیر نے حساب وجبر ومقابلہ ولوگارثم وعلم مربعات وعلم مثلث کروی وعلم ہیئت قدیمہ وہیات جدیدہ وزیجات وارثماطیقی وغیرہا میں تصنیفات فائقہ وتحریرات رائقہ لکھیں، اور صدہا قواعد وضوابط خود ایجاد کیے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۷/ ۳۸۵)

اس عارف ربانی (والد ماجد) کے فیضِ تربیت نے آپ کو ایسا درِ شہوار بنا دیا کہ معقولات کی جوہر آشنا نگاہیں جس کی چمک دمک سے خیرہ ہونے لگیں، ابن سینا کے

"اشارات" دم توڑتے دکھائی دیے، طوسی کے فلسفے اور متفلسف جونپوری کی حکمتیں سرتاسر جزاف بن کر رہ گئیں۔ "الکلمۃ الملہمہ" اور "مقامع الحدید" سے ان سب کے مفروضات اور مسلمات کو قصۂ پارینہ بنادیا۔

امام احمد رضا قدس سرہ فن ہیئت و توقیت میں نابغۂ روزگار تھے۔ "فن توقیت" جو حساب، ہندسہ اور لوگارثم وغیرہ ریاضی کی کئی شاخوں کا عطر مجموعہ ہے اس کا تعلق افضل عبادات "نماز" سے ہے۔ اسی طرح علم ہیئت کی ایک شاخ "فن تحدید سمت قبلہ" ایک ایسا فن ہے جس کا تعلق بھی "نماز" ہی سے ہے۔ فرق یہ ہے کہ "فن توقیت" نماز کی ایک شرط "اوقات" سے بحث کرتا ہے تو "فن تحدید قبلہ" نماز کی دوسری شرط "استقبال قبلہ" کو اپنا موضوع بناتا ہے۔ ان دونوں فنون کی "افضل العبادات" سے وابستگی نے ہی نہایت خشک موضوع ہونے کے باوجود ان کو فقہائے اسلام کا پسندیدہ موضوع بنادیا، یہاں تک کہ جب یہ فن ارتقا کے مراحل طے کرتے کرتے امام احمد رضا قدس سرہ کے در دولت پر دستک دیتے ہیں تو امام احمد رضا ان کا بھرپور استقبال کرتے ہیں اور نوع بنوع ضیافت کر کے ان میں زندگی کی حرارتیں پیدا کر دیتے ہیں۔

"فن تحدید قبلہ" سے متعلق پورے ذخیرۂ علوم میں اب تک جو کچھ پونجی تھی وہ علم ہیئت کی کتابوں میں بیان کردہ طریقہ تھا جسے ہفت اقلیم کو ذہن میں رکھ کر وضع کیا گیا تھا، مگر وہ طریقہ روئے زمین کے ہر ہر خطے کی سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے قطعاً ناکافی تھا، اس لیے امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کے لیے "دس قواعد" ایجاد کر کے اس کو ایک مستقل فن کی حیثیت دیدی جس سے آپ نے پورے کرۂ ارض کو اپنے قوانین کی آغوش میں لے لیا ہے، کہ اس کا کوئی خطہ کوئی گوشہ ان کی گرفت سے باہر نہیں ہوسکتا۔

علم ہیئت و جغرافیہ کے ایک سے ایک ماہر اس خاکدان گیتی پر جنم لے چکے ہیں، مگر کاتبِ تقدیر نے ازل سے یہ سعادت چودہویں صدی کے مجدد حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ

العزیز کے حصے میں رکھ دی تھی، تو کیسے کوئی اس طرف پیش قدمی کرتا، صدیوں تک دنیا اس قدر مدوّن قواعد سے محروم تھی ،لیکن جب اعلیٰ حضرت نے خاکدانِ گیتی پر قدم رکھا علم وحکمت کا نصیبہ جاگ اُٹھا، جب یورپ کے کشور کشا سمندر کی لہروں کا سینا چیرتے اور پہاڑوں کے جگر چاک کرتے ہوئے دنیا کے بحرو براور خشک وتر کو ایک کیے ہوئے تھے، اس وقت ہندوستان کے شہر بریلی کے ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر امام احمد رضا کا نوکِ قلم اپنے ذاتی اسطرلاب کی مدد سے کرۂ ارض کی ہزاروں میل پہنائیوں اور وسعتوں کی پیمائش کر رہا تھا۔

فقہائے اسلام میں ایسے ماہرین گزرے ہیں جنھوں نے ''سمت قبلہ'' کی تحقیق میں جادہ پیمائی کی ہے، لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ کسی فقیہ نے اس کو ایک مستقل فن کی حیثیت دے کر اس کے قوانین بتائے ہوں، رضائے الٰہی یہی تھی، لہٰذا یہ عظیم الشان کارنامہ فقہائے اسلام نے چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے لیے چھوڑ دیا تھا، چنانچہ جب امام احمد رضا کی تجدید دین واحیائے سنت کا عہد زریں شروع ہوا تو جہاں آپ نے ہمہ گیر علمی خدمات انجام دیں وہیں شش جہات کو بھی اپنی توجہات سے نوازا، اور مرکز کائنات 'بیت عتیق' کعبۃ اللہ المشرفۃ کی مرکزیت کو ایک علمی حقیقت کا روپ دینے کے لیے پیش رفت کی اور پوری دنیا کا رخ کعبۃ اللہ کی طرف پھیرنے کے لیے دس ایسے قاعدے ایجاد کیے جن سے ''تعیین سمت قبلہ'' ایک مستقل فن کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آیا۔

اس موضوع پر آپ کی مستقل تصنیف ''کشف العلۃ عن سمت القبلۃ'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہکار اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے معجزے کا ایک نمونہ ہے جو امام احمد رضا کے قلم سے سینۂ قرطاس پر ثبت ہوا ہے۔ اور ایک دوسرا رسالہ ''ھدایۃ المتعال فی حد الاستقبال'' ہے جو آپ نے علی گڑھ کی سمت قبلہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا۔

کشف العلۃ کے ان دسوں قاعدوں کے متعلق خود امام احمد رضا یوں تبصرہ فرماتے ہیں

"الحمدللہ، ہمارے یہ دسوں قاعدے تمام زمین زیر و بالا، بحر و بر، سہل و جبل، آبادی و جنگل سب کو محیط ہوئے کہ جس مقام کا عرض وطول معلوم ہو نہایت آسانی سے اس کی سمت قبلہ نکل آئے، آسانی اتنی کہ ان سے سہل تر بلکہ ان کے برابر بھی اصلاً کوئی قاعدہ نہیں، اور تحقیق ایسی کہ عرض وطول اگر صحیح ہو اور ان قواعد سے سمت قبلہ نکال کر استقبال کریں اور پردے اٹھادیے جائیں تو کعبہ معظمہ کو خاص روبرو پائیں۔" (کشف العلۃ صفحہ ۱۱۶)

اسی "کشف العلۃ" کے متعلق اپنے رسالہ "ھدایۃ المتعال فی حد الاستقبال" میں فرماتے ہیں

"ہم نے اپنے رسالہ "کشف العلۃ عن سمت القبلۃ" میں براہین ہندسیہ سے ثابت کیا ہے کہ شروع جنوبی ہند جزیرہ سرندیپ وغیرہا سے تیئس درجے چونتیس دقیقے عرض تک جتنے بلاد ہیں جن میں مدراس، حالہ، بمبئی، حیدرآباد کا علاقہ وغیرہا داخل ہیں سب کا قبلہ نقطۂ مغرب سے شمال کو جھکا ہوا ہے، ستارۂ قطب داہنے شانے سے سامنے کی جانب مائل ہوگا اور انتیسویں درجۂ عرض سے اخیر شمالی ہند تک جس میں دہلی، بریلی، مرادآباد، میرٹھ، پنجاب، بلوچستان، شکارپور، قلات، پشاور، کشمیر وغیرہا سب کا قبلہ جنوب کو جھکا ہوا ہے، قطب سیدھے کندھے سے پشت کی طرف میلان کرے گا، دلیل کی رو سے یہ عام حکم ساڑھے بتیس درجے سے ہوتا تھا، مگر °۲۸ کے بعد °۳۲ تک عدم انحراف کے لیے جتنا طول درکار ہے ہندوستان میں اس عرض وطول پر آبادی نہیں، ۲۳ درجہ ۳۴ دقیقہ سے ۲۸ درجہ تک جتنے بلاد کثیرہ ہیں ان میں کسی کا قبلہ مغربی جنوبی کسی کا خاص نقطۂ مغرب کی طرف، علی گڑھ اسی قسم دوم میں ہے جس کا قبلہ جنوب کو مائل ہے، ہم نے اس رسالے میں عرض "لح، ل" سے عرض "لح، ہا" تک ایک ایک دقیقے کے فاصلے سے ایک جدول دی ہے کہ اتنے عرض پر جب اتنا طول ہو تو قبلہ ٹھیک مغرب اعتدال کی طرف ہوگا، اس کے ملاحظہ سے واضح ہوسکتا ہے کہ ہندوستان

میں کتنے شہروں کا تحقیقی قبلہ اس حکم مشہور کے مطابق ہے۔ (فتاویٰ رضویہ قدیم سوم صفحہ ۲۰)

چند ضروری اصطلاحات

سمت قبلہ کی تخریج کے لیے جو عمل کیا جاتا ہے اس کے لیے علم الھندسہ (Geometry) اور علم مثلث (Trigonometry) کی چند اصطلاحات جاننا ضروری ہے، یہ اصطلاحات طلباء کے لیے اِس کتاب کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوں گی۔

دائرہ ومحیط دائرہ: کاغذ پر قلم سے ایک دائرہ بنایا جائے اس سے جو شکل اُبھرتی ہے یعنی اس خط کے اندورنی حصے کو "دائرہ" کہتے ہیں اور خود اس خط مستدیر کو جو اُس شکل کو ہر طرف سے گھیرے ہوتا ہے "محیطِ دائرہ" کہتے ہیں۔

کرہ ومرکزِ کرہ: اگر وہ شکل گیند کی طرح ہو یعنی اس میں طول عرض عمق موجود ہوں تو اسے کرہ (Sphere) کہتے ہیں، اس کے اندرونی نقطے کو جو بالکل بیچ میں ہو "مرکز" (Centre) کہتے ہیں۔

قطرِ دائرہ: اگر دائرے کی ایک سطح سے ایک سیدھا خط دوسری سطح کی طرف کھینچا جائے جو عین مرکز سے ہو کر گزرے اسے قطر (Diameter) کہتے ہیں۔

قوس: محیط دائرہ کے کسی ٹکڑے کو قوس (Arc) کہتے ہیں۔

درجہ، دقیقہ، ثانیہ: ہر کرہ کے اوپر کل 360 برابر اجزاء فرض کیے جاتے ہیں جنھیں "درجہ" (Degree) کہتے ہیں، پھر ہر درجہ کو ساٹھ برابر اجزاء میں تقسیم کرکے ہر حصے کو "دقیقہ" (Minute) کہتے ہیں، یوں ہی ہر دقیقہ کو ساٹھ برابر حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصہ کو "ثانیہ" (Second) کہتے ہیں۔

خط استو: کرۂ ارض کے اوپر بالکل درمیانی سطح پر ایک ایسا دائرہ جو شرقاً غرباً جاتا ہو اور پورے کرہ کو دو برابر حصوں (شمالی، جنوبی) میں تقسیم کردے اسے خط استواء (Equator) کہتے ہیں۔

معدل النہار: خط استواء ہی کی طرح ایک عظیم دائرہ فلک الافلاک پر فرض کریں، اُسے "معدل النہار" کہتے ہیں۔

خطِ نصف النہار ودائرۂ نصف النہار: خط استواء سے شمال کی طرف بعید تر نقطہ "قطب شمالی" (North Pole) کہلاتا ہے اور جنوب کی طرف بعید تر نقطہ قطب جنوبی (South Pole) کہلاتا ہے، اسی کرۂ ارض پر شمالاً جنوباً ایک لکیر کھینچیں جو خط استواء سے شمال کی طرف قطب شمالی سے گزرتا ہوا دوسری طرف نکل کر قطب جنوبی کو قطع کرتے ہوئے خط استواء سے اسی مقام پر آ کر مل جائے جہاں سے شروع ہوا تھا اِس خط کو اِس مقام کا خط نصف النہار اور پورے دائرے کو "دائرۂ نصف النہار" کہتے ہیں۔

دائرۂ افق البلد: وہ عظیم دائرہ جو کرۂ ارض کو فوقانی اور تحتانی دو برابر حصوں میں تقسیم کرے اسے دائرۂ افق البلد کہا جاتا ہے، یہ دائرہ زمین کے ہر مقام کے لیے الگ الگ ہوتا ہے۔ اس کے قطبین سمت الراس اور سمت القدم ہوتے ہیں۔

سمت الراس، سمت القدم: دائرۂ افق کا جو قطب افق سے اوپر ہے اسے سمت الراس اور جو قطب افق سے نیچے ہے اسے سمت القدم کہتے ہیں۔

دائرۂ اول السموت: جو دائرہ کسی خاص مقام سے شرقاً غرباً جائے اور زمین کو دو شرقی اور غربی حصوں میں تقسیم کرے، اور نقطۂ مغرب اور نقطۂ مشرق نیز سمت الراس اور سمت القدم کو قطع کرے اسے دائرۂ اول السموت کہتے ہیں، یہ دائرہ خط استواء یا معدل النہار کی طرح ایک نہیں، بلکہ ہر مقام کا مختلف ہوگا۔

دائرۂ سمتیہ: جہت قبلہ معلوم کرنے کے سلسلہ میں دائرۂ سمتیہ اس خاص دائرہ کو کہتے ہیں جو سمت الراس، سمت القدم اور مکہ مکرمہ کے سمت الراس سے گزرے، یہ بھی ہر مقام کا مختلف ہوگا، یہی وہ دائرہ ہے جس کی سب سے چھوٹی قوس جو کسی مقام کے سمت الراس اور مکہ مکرمہ کے سمت الراس کے درمیان ہے اس مقام کے لیے جہت قبلہ ہوتی ہے۔

عمود، موقع العمود، عرضِ موقع العمود: سمت قبلہ کے مسئلے میں کسی مقام کے لیے عمود وہ چھوٹی قوس ہے جو دائرۂ افق اور خط نصف النہار کے درمیان ہے۔ اور نقطہ اعتدال یعنی نقطۂ مغرب اور مکہ مکرمہ کے سمت الراس دونوں سے ہو کر گزرے۔ اس ربع دائرہ کو عمود کہتے ہیں، اور یہ قوس خط نصف النہار کے جس نقطے پر ملے اسے موقع العمود کہتے ہیں، اور اس موقع العمود سے معدل النہار کی دوری کو عرض موقع العمود کہتے ہیں۔

طول البلد اور عرض البلد: خط استواء پر فرض کیے گئے برابر اجزاء کو طول البلد (Longitude) کہتے ہیں، اور خط نصف النہار پر فرض کیے گئے اجزاء کو عرض البلد (Latitude) کہتے ہیں۔ انگلینڈ میں ایک مقام "گرین وچ" ہے جس کو کرۂ ارض کا مرکز فرض کر کے اس سے شرقاً مخصوص دوری "طول البلد شرقی" ہے، اور غرباً مخصوص دوری "طول البلد غربی" ہے۔ اور "خطِ استواء" سے شمال کی طرف مخصوص دوری کو "عرض البلد شمالی" اور جنوب کی طرف مخصوص دوری کو "عرض البلد جنوبی" سے تعبیر کرتے ہیں۔

فصلِ طول: کسی مقام کا سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے اس مقام کا "طول البلد" اور "عرض البلد" معلوم ہونا ضروری ہے، پھر مکہ مکرمہ سے اُس خاص مقام کی شرقاً یا غرباً دوری کو "فصلِ طول" کہا جاتا ہے۔

سمت قبلہ کی تخریج کے حسابی عمل میں جو فارمولا استعمال کیا جاتا ہے اس میں "جیب" و "جم" اور "ظل" و "ظم"، "قاطع" جیسی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں، اس کے لیے علم مثلث (Trigonometry) کی درج ذیل اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے۔

خط افقی وعمودی: کاغذ پر کھینچا گیا سیدھا خط اگر دائیں بائیں طرف ہو اسے افقی (Horizental) اور جو اوپر نیچے ہو اسے عمودی (Vertical) کہتے ہیں۔

زاویہ: ایک خط مستقیم کو قاعدہ (Base) مان کر اس پر دوسرا خط اوپر سے بطور عمود (Perpendicular) گرائیں تو دونوں خطوں کے ملنے سے جو شکل پیدا ہوتی ہے اسے

زاویہ (Angle) کہتے ہیں۔

وتر، مثلث: اب عمود کے اوپری سرے سے ایک خط اس طرح کھینچیں کہ قاعدہ کے دوسرے سرے سے جا ملے، اسے "وتر" (Hipotenuse) کہتے ہیں، اور ان تینوں خطوں کے ملنے سے جو شکل پیدا ہوئی اسے "مثلث" (Tringle) کہتے ہیں۔ کسی "مثلث" کا ایک زاویہ اگر 90 درجے کا ہو تو اسے مثلث قائم الزاویہ کہتے ہیں۔ جس طرح یہ معلوم ہے کہ ایک "مربع" (Square) کے چاروں ضلعوں کے مجموعی زاویے 360 ڈگری ہوں گے، اسی طرح یہ بھی معلوم ہے کہ ایک "مثلث" کے تینوں زاویوں کا مجموعہ 180 ڈگری ہوگا، لہٰذا جس "مثلث" کا ایک زاویہ قائمہ یعنی 90 ڈگری کا ہو اس کے باقی دونوں زاویے مجموعی طور پر 90 ڈگری کے ہی ہوں گے، یعنی اگر دوسرا 30 ڈگری کا ہے تو تیسرا زاویہ لازماً 60 ڈگری کا ہوگا۔

علم مثلث (Trigonometry) کے مطابق ایک قائم الزاویہ مثلث میں کسی مخصوص زاویہ پر ایک ضلع کی مقدار معلوم ہے تو اس کی بنیاد پر دوسرے ضلعوں کی مقدار معلوم کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اس شکل میں

ا
عمود
وتر
ب
قاعدہ
ج
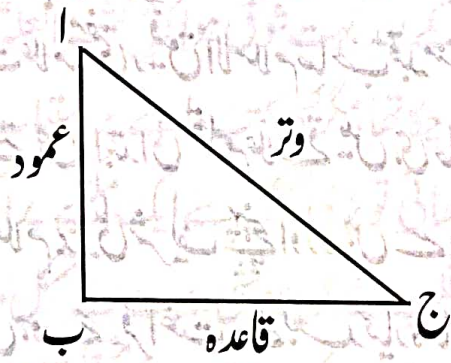
"ا۔ب" عمود کی مقدار معلوم ہو اور اس پر "ا۔ج" کا زاویہ معلوم ہو تو "ا۔ج" وتر کی مقدار معلوم کی جا سکتی ہے۔ فرض کریں ایک عمود کی سائز ۸ ہے اور اس عمود پر "ا۔ج" وتر کا زاویہ 60 ڈگری کا ہے تو 60 ڈگری پر ۸ کے عمود کی جیب (Sine) "ا۔ج" ہوگی۔ اور اگر "ب۔ج" قاعدہ کی سائز معلوم ہے اور "ب۔ج" پر "ج۔ا" نے کتنا زاویہ بنایا یہ معلوم ہو تو

اس کی بنیاد پر "ج۔ا" وتر کی سائز (جیب التمام) معلوم کی جاسکتی ہے، لہٰذا یوں کہیں گے کہ مثلاً "ب۔ج" قاعدہ کی سائز ۱۲ ہے اور اس پر "ج۔ا" وتر نے 30 ڈگری کا زاویہ بنایا تو کہا جائے گا کہ 30 ڈگری پر ۱۲ قاعدہ کا جیب التمام (Cosine) "ج۔ا" ہوگا۔

جیب/جیب التمام، قاطع/قاطع التمام، ظل/ظل التمام: علم مثلث میں معلوم عمود سے وتر کی مقدار کو جیب (sine) اور وتر سے عمود کی مقدار کو قاطع التمام (Cosecant) کہتے ہیں، اور قاعدہ سے وتر کی مقدار کو جیب التمام (Cosine) اور وتر سے قاعدہ کی مقدار کو قاطع (Secant) کہتے ہیں، عمود سے قاعدہ کی مقدار کو ظل (Tangent) اور قاعدہ سے عمود کی مقدار کو ظل التمام (Cotangent) کہتے ہیں۔ اختصار کے طور پر جیب التمام کو "جم" اور ظل التمام کو "ظم" کہتے ہیں۔

کچھ مؤلف اور اس تالیف کے بارے میں

حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام صاحب قبلہ منظری (ولادت ۱۹۶۴ء) دیناج پور بنگال سے تعلق رکھتے ہیں، ابتدائی تعلیم علاقے میں ہی حاصل کر کے ہندوستان کی مشہور درسگاہ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف پہنچے اور وہیں سے ۱۹۸۵ء میں شعبۂ فضیلت کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ فراغت کے بعد گیارہ سال تک احسن المدارس قدیم کان پور میں تدریسی خدمات انجام دیں، اس کے بعد سے اب تک جامعہ شکوریہ بلہور کان پور میں تدریس وافتاء کی خدمات جاری ہیں۔ آپ کی متعدد کتابیں اور علمی مقالات منظر عام پر آچکے ہیں۔ "تحقیقاتِ نوریہ" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ فقہ وفتاویٰ روز وشب کا مشغلہ ہے، اور فن ہیئت وتوقیت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیقات سے خصوصی شغف ہے، رضویات سے وابستگی وارفتگی کی حد تک ہے، اسی رشتے نے تالیف قلب کا کام کیا، اور ہمیں حضرت موصوف کا قائل اور ان کی محبتوں کا اسیر بنادیا ہے، اللہ تعالیٰ اس رشتۂ محبت کی عمر دراز کرے۔ چند سال

قبل جب حضرت موصوف کی "تحقیقات نوریہ" کے مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی، دل متاثر ہوا، اس کے بعد سے گاہے گاہے علمی تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ آپ کی قلمی کاوشوں میں دقیقہ سنجی اور مطالعہ میں گہرائی و گیرائی ہے، آپ کا قلم مشکل بحثوں کو اچھی طرح قابو میں رکھنے کا فن جانتا ہے۔ فقہ و فتاویٰ میں اچھا درک و استحضار ہے، اور عقلی علوم کے متعدد شعبوں میں مہارت رکھتے ہیں، جس کی سند "مصنف اعظم نمبر" میں مطبوع "علم توقیت" پر آپ کا وقیع مقالہ ہے۔ اسی طرح فقیر کی گزارش پر علم ہیئت پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی مہارت پر بھی آپ نے مقالہ رقم فرمایا، ان مشکل موضوعات پر کچھ لکھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، توفیق الٰہی جس کی یاوری کرے اور جسے بارگاہِ اعلیٰ حضرت کا علمی و روحانی فیضان میسر ہو اسی سے ممکن ہے۔ حضرت موصوف کی کتنی خوبیاں وہ ہیں جو فی الحال فقیر کی کوتاہ بین نگاہوں سے اوجھل ہیں۔

حضرت موصوف نے یہ کتاب کوئی ڈیڑھ سال قبل ہمارے مطالعہ کے لیے ارسال فرمائی تھی، ہمیں اس فن سے شوق و شغف ایک زمانے سے ہے، لیکن مہارت نہیں، اعلیٰ حضرت قبلہ کا رسالہ "ہدایۃ المتعال" پڑھنے کے بعد بہت شوق ہوا کہ "کشف العلہ" مطالعہ کو مل جائے، کشف العلہ کی طباعت کے متعلق سن چکا تھا، مگر کسی کتب خانے پر دستیاب نہ تھی، حتی کہ بریلی شریف کے کتب خانوں کی خاک چھانی تو بڑی مشکل سے ایک مکتبے پر ایک نسخہ میسر آگیا، حاصل کیا، اس کتاب کے مطالعہ نے قلب و نگاہ کو جلا بخشی، بہت سے مشکل مقامات خود سے حل کرنے کی کوشش کی، جب حضرت موصوف کی اس کتاب کے متعلق معلوم ہوا تو دل کی دنیا میں مسرتوں کے چراغ جل اُٹھے، کہ اس میں تو ہمارے لیے دلچسپی کا بہت کچھ سامان تھا، ہم نے ذوق و شوق سے مطالعہ کیا، اور خوب حظ اُٹھایا، اس کتاب کے مطالعہ میں ہماری پوزیشن ایک طالب علم کی تھی، کسی مقام پر اصلاح و تصحیح کی نہ ضرورت محسوس ہوئی نہ ہمارے اندر اس کی اہلیت تھی۔

زیر نظر کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف کو اس فن پر خوب دسترس ہے،

"کشف العلہ" کی تصنیف کو سو سال سے زائد ہو گئے، اُس وقت کرۂ ارض کے مختلف مقامات کے متعلق وہ معلومات میسر نہیں تھیں جو اس ترقی یافتہ دور میں ہیں، مؤلف نے ان قواعد عشرہ کی توضیح وتشریح میں اِن کے اصل مقامات پر خوب منطبق کیا ہے، جس سے یہ سمجھنا آسان ہو گیا ہے کہ کون سا قاعدہ کس خطۂ ارض کے لیے ہے، اور زمین کے جس خطے سے متعلق جو قاعدہ ہے اُس مقام کی موجودہ سیاسی اور جغرافیائی پوزیشن کیا ہے، اس مقام پر بطورِ نمونہ ایک اقتباس نقل کرنا مناسب ہو گا، تیسرے قاعدے کی توضیح کرتے ہوئے موصوف فرماتے ہیں

"اس طویل علاقہ میں کینیا کے مذکورہ مقام کے بعد اسی ملک کا وہ علاقہ آئے گا جو اس کے دار السلطنت نیروبی سے جنوب ومشرق میں ہے، پھر تنزانیہ کے وہ مقامات ہیں جو مشرق وجنوب میں موزامبیق سے متصل ہیں یعنی جنوب میں موزامبیق اور مشرق میں بحر ہند واقع ہے، اور اس کے ساتھ ہی موزامبیق کا کافی بڑا علاقہ اس حکم میں داخل ہے، اس سے آگے خشکی کا کہیں نام ونشان نہیں ہے۔ سمندر کی طویل مسافت کے بعد آپ کا استقبال برف کا براعظم کرے گا۔ بہر حال دس ہزار کلو میٹر کی اس طویل مسافت کا قبلہ بھی نقطۂ شمال ہے۔"

اِن قواعد عشرہ کی تشریح میں موصوف کا قلم خوب رواں دواں ہے، زبان وبیان کی چاشنی اور خوبصورت الفاظ کے انتخاب کے ساتھ حسین تعبیرات نے مشکل بحث کو پر کیف بنا دیا ہے۔ ان توضیحات کو کہیں مکالماتی رنگ وآہنگ میں ڈھالا گیا ہے، کہیں واقعاتی اسلوب دیا گیا ہے، اور کہیں کہیں بیان اِس قدر پر کشش ہو گیا ہے کہ فنی تشریح پارے کو اردوئے معلی کا ایک ادبی نمونہ کہنا بہتر ہو گا۔

ان صفحات میں ہمارے لیے نوٹ کرنے کی خاص بات یہ بھی تھی کہ اِن قواعد کی تشریح و تحقیق کرتے ہوئے موصوف کا قلم اِس قدر با ادب اور متواضع رہا ہے کہ سطر سطر سے احترامِ اعلیٰ حضرت چھلکتا اور علم وفن کا ادب ٹپکتا رہا ہے، کہیں کسی مقام پر پندارِ علم اور نخوت وغرور کی سیاہی نظر نہ آئی۔ معقولات پر لکھتے ہوئے قلم کا مؤدب رہنا رضوی فیضان کا اوّلین اثر ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو سلامت رکھے اور صحت و عافیت کے ساتھ تادیر دینی و علمی خدمات جاری رکھنے کی توفیق عنایت فرمائے، اور موصوف کی اس علمی کاوش کو قبول تام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلاۃ و اکمل التسلیم۔

طالب دعا

فقیر فیضان المصطفیٰ قادری غفرلہ

النور انسٹی ٹیوٹ ہیوسٹن (امریکہ)

۹/اکتوبر ۲۰۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ

سید الانبیاء کے ایک ایمان افروز معجزہ، سرکار غوث اعظم کی ایک روح پرور کرامت، چشتی سلطنت کے قابل فخر محافظ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے فرمایا

الحمد للہ ہمارے یہ دسوں قاعدے تمام زمین زیر و بالا، بحر و بر، سہل و جبل، آبادی و جنگل سب کو محیط ہوئے کہ جس مقام کا عرض وطول معلوم ہو نہایت آسانی سے اس کی سمت قبلہ نکل آئے، آسانی اتنی کہ ان سب سے سہل تر بلکہ ان کے برابر بھی اصلاً کوئی قاعدہ نہیں اور تحقیق ایسی کہ عرض وطول اگر صحیح ہو اور ان قواعد سے سمت قبلہ نکال کر استقبال کریں اور پردے اٹھا دیئے جائیں تو کعبہ معظمہ کو خاص روبرو پائیں۔

کشف العلۃ صفحہ 70

یہ دسوں قاعدے چونکہ اور کسی کتاب سے منقول نہیں بلکہ یہ خاص امام اہلسنت کا فیضان ہیں اس لئے وہ برق بار قلم جو حق شناس اور دیانت دار کو روشنی عطا کرتا ہے اور انصاف و عدالت سے چشم پوشی کرنے والوں پر قہر برپا کرتا ہے مسرت و شادمانی سے جھومتے ہوئے یہ چند مبارک نقوش باوفا دانشوروں کے لئے پیش کرتا ہے۔

علم ہیئت سے دلچسپی رکھنے والے بخوبی واقف ہیں کہ استقبال قبلہ کا مسئلہ کس قدر دشوار طلب ہے۔ ہزاروں مراحل کا فاصلہ ہے۔ زمین کی ساخت بھی مسطح نہیں بلکہ مدور ہے۔ مطلع شمس بھی ایک نہیں بلکہ ایک سو بیاسی ہیں۔ اور اسی طرح مغارب بھی ہیں لہٰذا طلوع وغروب سے بھی حساب بے معنی ہوگا مشرق و مغرب خود متعین نہیں۔ کتب فقہ میں اگر اس کی طرف کچھ رہنمائی ہو رہی ہے تو وہ بھی مبہم کہ اہل مکہ کا قبلہ اصابت عین ہے جبکہ آفاقی قبلہ جہت قبلہ ہے۔ پھر جہت کا تعین بھی آسان نہیں بعض آبادیوں میں ہزاروں کلو میٹر کا انحراف ہو پھر بھی جہت باقی رہتی ہے۔ جبکہ دوسری جگہ ایسی بھی پائی جاتی ہے کہ ہاتھ بھر کا فاصلہ ہوا اور جہت سے خارج۔

پھر جہت میں بھی علماء کے وہ شدید اختلافات ہیں کہ ایک سلیم الطبع ذہن جستجوئے بسیار کے بعد بھی حیران و پریشان نظر آتا ہے۔ کہیں مشرقین ومغربین کے مابین کو جہت قرار دیا جاتا ہے تو کہیں دائرۂ افق کے ایک ربع کو، جبکہ ہر ایک آبادی کا افق بھی دوسرے افق سے مختلف ہے اسی طرح مشرقین ومغربین کے درمیان کا بُعد بھی ایک نہیں بلکہ عرض میں آبادی کی زیادتی سے یہ بُعد بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ جانبین میں اس کی وسعت کبھی نصف دور تک پھیل جاتی ہے پھر اس صورت میں کبھی کعبہ معظمہ پیش نظر ہو تو نماز کے باطل ہونے کا اور پس پشت ہو تو صحت نماز کا نتیجہ سامنے آتا ہے۔

اس سلسلے میں اگر کچھ کتابوں سے استفادہ کرنا چاہیں تو ان کے موامرات سے مطلوب نتیجہ حاصل کرنا موئے شیر لانے کے مترادف نظر آتا ہے۔ یا پھر بحر ہند سے اس موتی کی تلاش کی طرح ہے جو دوسرے موتیوں سے ممتاز ہو۔ ایسے وقت میں ضرورت تھی ایک ایسی روشنی کی جس کے اُجالے میں ہمیں کعبہ نظر آجائے، ہمارے سامنے سے بُعد مسافت مٹ جائے، بخارات کے حجابات پاش پاش ہو جائیں، دشت و بیابان سمٹ جائیں، صحرا وسبزہ زار تنکے نظر آئیں، بحر ونہر طغیان ولہر سے کوئی فرق نہ پڑے، دیدہ واعالم حیرت میں متعجب ہو اور چشم بینا کے سامنے کعبۃ اللہ کی جلوہ آرائی ہو۔

اسی روشنی کی یہ دس قندیلیں ہیں جنہیں بریلی کے تاجدار نے روشن کیا پھر بھی کوئی استقبال قبلہ کے تعین جیسی دولت سے محروم ہو تو بریلی پر شکوہ بیجا ہے۔

ان قاعدوں کی بنیادیں اصل میں علم ہیئت اور علم مثلث کروی ہیں۔ جس کے ذہن وفکر میں جیوب وظلال کی مقداریں متمایز ہوں، طول وعرض کا اخذ صحیح کیا ہو، اور امام احمد رضا کے ان قاعدوں میں سے کسی ایک سے استقبال میں استفادہ کیا ہو جب وہ مصلیٰ پر کھڑا ہوگا تو تصورات کی چشم بینا سے سامنے کعبہ بیت اللہ کا دیدار کرے گا۔ اسی لئے تو آپ نے فرمایا "اور پردے اٹھا دیئے جائیں تو کعبہ معظمہ کو خاص روبرو پائیں" (کشف العلۃ صفحہ 70)

تلک عشرۃ کاملۃ

قاعدہ ۱ : اگر فصل طول ۸۰ درجے ہو اور مقام کا عرض جنوبی مساوی عرض شمالی (قبلہ) مکہ ہو تو اس کا قبلہ مثل قبلہ مکہ معظمہ الخ ۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 47

قاعدہ ۲ : اگر فصل طول ۸۰ درجے ہو اور عرض اصلاً نہ ہو یا عرض شمالی ہو مطلقاً یا جنوبی ۲۱ (درجہ) ۲۵ (دقیقہ) سے کم تو اس کا قبلہ عین نقطہ شمال ہوگا۔ اور اگر جنوبی ۲۱ (درجہ) ۲۵ (دقیقہ) سے زائد تو قبلہ نقطہ جنوب الخ ۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 69

قاعدہ ۳ : اگر فصل طول صفر ہو اور عرض اصلاً نہ ہو یا جنوبی ہو مطلقاً یا شمالی ۲۱۔۲۵ سے کم تو اس کا قبلہ عین نقطہ شمال ہوگا اور اگر شمالی ۲۱۔۲۵ سے زائد تو قبلہ نقطہ جنوب الخ ۔۔۔۔۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 50

قاعدہ ۴ : اگر فصل طول ۹۰ درجہ ہو شرقی خواہ غربی اور عرض اصلاً نہ ہو دونوں صورتوں میں انحراف شمالی ہوگا بقدر عرض مکہ مکرمہ الخ ۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 51

قاعدہ ۵ : اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم یا بیش ہو اور عرض معدوم تو چاروں صورتوں میں ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی فصل طول غربی میں بدستور یہ انحراف نقطہ مشرق سے ہوگا اور شرقی میں نقطہ مغرب سے ۔۔۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 52

قاعدہ ۶ : اگر فصل طول ۹۰ درجے شرقی یا غربی اور عرض جنوبی ہو خواہ شمالی عرض مکہ مکرمہ سے کم یا برابر یا زائد آٹھوں صورتوں میں ظل عرض مکہ + جم عرض بلد = ظل انصراف شمالی الخ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 54

قاعدہ ۷ : اگر عرض موقع عمود عرض البلد سے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض بلد شمالی اور بیش تو جنوبی ان چاروں صورتوں میں قبلہ عین نقطہ اعتدال ہوگا فصل طول شرقی میں نقطہ مغرب اور غربی میں نقطہ مشرق الخ ۔۔۔۔۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 57

قاعدہ ۸ : اگر عرض موقع العموم تمام عرض البلد کے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض جنوبی اور زائد تو عرض شمالی ان چاروں صورتوں میں

(۱) جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

(۲) خواہ۔ جیب عرض حرم - جم عرض البلد = جیب انصراف

(۳) خواہ۔ جم عرض مکہ + جیب فصل طول = جیب انحراف از نقطۂ شمالی بدستور فصل شرقی میں نقطۂ مغرب اور غربی میں نقطۂ مشرق سے الخ۔۔ کشف العلۃ صفحہ 59

قاعدہ ۹ : جم عرض موقع + ظل فصل طول = محفوظ اب اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض شمالی ہے یا زائد اور عرض جنوبی اور بہر حال عرض البلد مساوی عرض موقع نہیں بلکہ کم ہے یا زائد تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد و عرض موقع کا تفاضل لیں اب محفوظ - جیب تفاضل = ظل انحراف از نقطۂ جنوب یا شمال بنقطۂ اعتدال الخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 62

قاعدہ ۱۰ : اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض جنوبی ہے یا فصل بیش اور عرض شمالی اور بہر حال عرض البلد مساوی تمام عرض موقع نہیں بلکہ کم یا زائد ہے تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد و عرض موقع کو جمع کریں اب محفوظ - جیب مجموع العرضین = ظل انحراف از نقطۂ شمال بنقطۂ اعتدال یہ انحراف ہمیشہ شمالی ہوگا فصل طول شرقی ہے تو نقطۂ مغرب اور غربی ہے تو نقطۂ مشرق سے الخ۔۔۔۔۔۔۔ کشف العلۃ صفحہ 66

اللہ اکبر و اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اجل و للہ در المحقق

ان دس قاعدوں میں ذہن و فکر کو محو حیرت کر دینے والی ایسی باریک بینی نمایاں ہے احساس ہوتا ہے کہ انہیں ترتیب دیتے وقت روئے زمین کا گوشہ گوشہ امام احمد رضا کے سامنے دست بستہ حاضر تھا فریاد کر رہا تھا حضور! میں بھی نظر التفات کا محتاج ہوں جب مجھے کسی

نمازی کی قدم بوسی کا شرف ملے تو جہت قبلہ میں اس کی رہنمائی فرمائیں۔ سمندر کی لہروں سے صدائیں آرہی ہوں گی نمازیوں کی کوئی کشتی ہمارا بھی تاج سر بن سکتی ہے، اے کعبہ دکھانے والے مجدد اعظم! ہم پر بھی نظر کرم کریں۔

اور فاضل بریلوی نے ہر ایک کی فریاد سنی، ہر ایک کے درد کا احساس کیا، ہر ایک کی ضرورت کا مشاہدہ کیا، ہر ایک کو تحقیق کے عطیہ سے سرفراز کیا، کوئی ایسا گوشہ نظر نہیں آتا جو ان دس قاعدوں میں سے کسی کی پناہ میں محفوظ نہ ہو اور اس کے ظل میں مسرور نہ ہو۔ روئے زمین کی ساخت چونکہ مدور ہے زیادہ تر حصہ سمندر میں غرقاب ہے قطبین نے درجنوں کلومیٹر کی موٹی موٹی برفیلی چادریں اوڑھ رکھی ہیں۔ خشکی کا علاقہ نقصان و زیادتی سے محفوظ نہیں کتنی آبادیاں اجڑ چکیں کتنے صحرا آباد ہو گئے سمندر میں "بوٹ ہاؤس" کے شہر بن گئے، جنگلات کو انسانی آبادیاں کھا گئیں مسافروں کے لئے زیر آب راستے بن گئے، انٹارٹیکا میں ریسرچ سینٹر قائم ہونے لگے لہٰذا کرۂ ماء کی پوری سطح کے ہر ایک گوشہ کے بارے میں کسی نمازی کے امکان سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

اور استقبال قبلہ پر کتب سابقہ میں جو مواد موجود ہیں ان کا تعلق زیادہ تر ہفت اقلیم سے ہے، ایک عظیم مجدد کا یہ عظیم احسان ہے کہ انہوں نے استقبال قبلہ جیسے اس ضروری مسئلہ کا بشدت احساس کیا اور اپنی تحقیق کے گہر لٹائے۔ جس طرح دس دوائر عظام علم فلکیات کی جان ہیں بس اسی طرح یہ دس رضوی قاعدے صرف استقبال قبلہ ہی کے لئے نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر ایک قطعہ کے لئے استخراج سمت کی جان و جانِ جان ہیں۔

زمین پر آباد علاقے آج نظروں کے سامنے ہیں۔ انٹرنیٹ نے اس نارنگی کرۂ ارض کو اٹھا کر کف دست میں ڈال دیا ہے۔ آج خطۂ مغمورہ بھی شکل معمورہ میں تبدیل ہوتا جارہا ہے۔ ہمیں اس کا مشاہدہ ہے دو آبادیوں کے درمیان جو خلاء نظر آرہی ہے وہی ان کا بُعد ہے یہی بُعد اگر طول میں ہو تو "فصل" سے اس کی تعبیر ہوتی ہے اگر یہی بُعد عرض میں ہو تو اسی کو

"فرق" کہتے ہیں۔ دونوں آبادیوں کی سمت الراس اور سمت القدم سے گزرنے والے عظیم دائرہ سے سمت کی رہنمائی ہوتی ہے دونوں آبادیوں کی سمت الراس کے درمیان کی قوس اصغران کا بُعد اور سمت ہے۔

اس بُعد کے لحاظ سے سطح زمین کی بہت سی تصویریں سامنے آتی ہیں۔ خاص کر جبکہ اس بُعد کا ایک کنارہ کعبہ معظمہ ہو کہ یہاں مطلوب خاص استقبال قبلہ ہے نہ کہ عام استخراج سمت۔ حرم مقدس کے نصف النہار نے دائرۂ اعتدال کو مشرق و مغرب دو برابر حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔ پھر اسی نصف النہار کے قطبین نقطۂ مشرق و مغرب ہیں لہٰذا دائرۂ اعتدال چار برابر حصوں میں منقسم ہو گیا۔ ان میں سے ہر ایک حصہ برابر برابر نوے حصوں میں منقسم ہے جنہیں فصل طول کے نوے درجے یا نوے ڈگری کہتے ہیں ان ڈگریوں میں اگر فصل نوے سے کم ہو تو ناقص اور نوے ہو تو فصل تام اور نوے سے زائد ہو تو فصل زائد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ڈگریوں کا یہ شمار زیادہ سے زیادہ ایک سو اسی تک ہے اس سے زائد دوری محال ہے۔ جس طرح دائرۂ اعتدال حرم کے نصف النہار اور اس کے قطبین سے چار برابر برابر حصوں میں منقسم ہوا اسی طرح یہ نصف النہار بھی دائرۂ اعتدال اور اس کے قطبین سے برابر برابر چار حصوں میں منقسم ہو چکا ہے۔ ان میں بھی ہر ایک حصہ نوے حصوں میں منقسم ہے جنہیں عرض میں درجہ یا ڈگری کہا جاتا ہے۔ اب کرۂ ارض کافی حد تک ہمارے ذہن وفکر سے قریب آچکا۔ یہاں کی ہر ایک آبادی کو اس مقدس شہر سے ایک خاص نسبت ہے کہ نماز میں اسی کے استقبال کا حکم ہے۔

فصل طول کے لحاظ سے جب اس دوسری آبادی پر نظر کریں تو اس کی متعدد صورتیں پیش نظر ہوتی ہیں، یا تو یہ فصل "زیرو" پر ہوگا یا ناقص یا تام یا زائد یا پھر منتہی "زیرو" اور منتہی کے علاوہ باقی تینوں صورتیں شرقی ہوں گی یا غربی کل آٹھ صورتیں سامنے آئیں عرض کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کی متعدد صورتیں اور ہیں، یا تو ان آبادیوں کا عرض معدوم ہے یا عرض موقع عمود سے کم یا برابر یا پھر زائد عرض معدوم کے علاوہ تینوں صورتیں شمالی ہوں گی یا جنوبی؟

عرض کے لحاظ سے سات احتمالات سامنے آئے۔آٹھ احتمالات طول کے سات عرض کے کل احتمالات ان دونوں کی ضرب سے چھپن آئے جبکہ اس میں اور احتمال کا امکان ہی نہیں بلکہ موجود ہے۔ان میں سے ہر ایک احتمال بالاستقلال اپنا وجود رکھتا ہے۔ہر ایک وجود اپنے لئے الگ قاعدہ کا متقاضی ہے لیکن آج محققین امام احمد رضا کی مجددانہ شان کی صرف مدح سرائی ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ ان تحقیقات کو باعث فخر سمجھتے ہیں اور ہر ایک تحقیق میں بے مثال تدقیقات کو تسلیم کرنے میں اپنی سعادت مندی سے شمار کرتے ہیں۔کہ آپ نے ان چھپن یا اس سے زائد قاعدوں کو دس قاعدوں میں مقید کر دیا ہے۔بارگاہ احمد رضا میں جبیں سائی سے مجھے حوصلہ ملا اسی کے تشکر میں یہ قلب ناتواں کی طرف سے ندرانۂ عقیدت ہے۔گرچہ ان قاعدوں کے عرشی مفاہیم تک مجھ جیسوں کے ذہن وفکر کی رسائی قریب ناممکن ہے آسمان علم وفضل میں ستاروں کی طرح چمکنے والے ان مفہوموں کو اہل علم ہی کچھ بیان کر سکتے ہیں،لیکن روشنی سے استفادہ کسی خاص طبقہ سے متعلق نہیں۔یہی وجہ ہے کہ میں نے بھی طبع آزمائی کی جرأت کی۔اپنی فہم وفراست کی یہ جرأت تو بے جا ہے لیکن احمد رضا کے فیضان وکرامت سے ایسی امید بے جا ہر گز نہیں کہ اسی در پہ ایک عظیم مفکر نے یہ صدا لگائی تھی

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو (علامہ عبد العلیم میرٹھی)

قاعدہ (۱)

اگر فصل طول ۱۸۰ درجے ہو اور مقام کا عرض جنوبی مساوی عرض شمالی (قبلۂ
مکہ ہو تو اس کا قبلہ مثل قبلۂ مکہ معظمہ

کشف العلۃ صفحہ 47

یہاں صرف ایک جگہ کا بیان ہے۔ یہ قاعدہ اسی ایک جگہ سے متعلق ہے ایسا دوسرا مقام محال ہے۔ یہ جگہ خاص کعبہ معظمہ کے نصف النہار میں واقع ہے نہ کہ نصف النہار مکہ میں جبکہ کعبہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اسی طرح یہ جگہ بھی ایک ہوگی دوسری محال ہے۔ جس طرح فصل طول یہاں ایک سو اسی ڈگری کا ہے اسی طرح فرق عرض بھی ایک سو اسی ڈگری کا ہوگا۔ اس کا اندرونی حصہ جہت استقبال قبلہ میں مثل کعبہ معظمہ ہے نہ کہ بیرونی، کہ کعبہ کے بیرونی حصہ میں اس کا استقبال فرض جبکہ یہاں اس کے بیرون حصہ میں اس کا استدبار فرض ہے تا کہ کعبہ کا استقبال پایا جائے۔ اس جگہ کی صورت کچھ یوں ہے، تقریب فہم کے لئے آگرہ کا تصور کریں، تاج محل کے قریب پہنچیں سامنے حوض ہے۔ اس کے ایک کنارہ پر تاج محل واقع ہے حوض کے دوسرے کنارہ سے دیکھنے والوں کو ایک کی بجائے دو تاج محل نظر آئیں گے۔ ایک بالائے زمین دوسرا زیر زمین اور دونوں تاج محلوں کے درمیان کچھ فاصلہ نظر آئے گا جو حوض کے سطح ماء اور بنیاد تاج محل کے فاصلہ کا دوگنا ہوگا۔ یہ مثال تقریب فہم کے لئے ہے نہ کہ حقائق نفس الامر میں اس کا کوئی تطابق ہے، نصف النہار کعبہ میں ایک سو اسی ڈگری کے فاصلہ پر جو جگہ موجود ہے اس کا وجود اصلی وحقیقی ہے نہ کہ فرضی وعکسی جبکہ تاج محل کا وجود اصلی صرف بالائے زمین ہے نہ کہ زیر زمین، پانی کے اندر زمین کے نیچے نظر آنے والے تاج محل کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے۔ دراصل یہ نگاہوں کا دھوکہ ہے، شعاع بصری جب ایک ملاء سے دوسرے ملاء میں پہنچتی ہے تو اس میں قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے ان شعاعوں میں انکسار لازم آتا ہے اور شعاعیں پلٹ کے پھر اصل شئے کو دوبارہ دیکھ

لیتی ہیں، مستقیم شعاعوں نے ذہن کو تاج محل کی ایک تصویر دی تھی و منکسر شعاعوں نے بھی اس کی دوسری کاپی پیش کی جس سے ذہن کو دوسرے تاج محل کے وجود کا دھوکہ ہوا۔ اس کا وجود تو ظلی بھی نہیں چہ جائے کہ اصلی اور حقیقی پر اس کو قیاس کیا جائے۔

ہاں، یہاں دو تاج محل نظر آئے، دونوں میں کچھ فاصلہ بھی نظر آیا، اسی فاصلہ کو کرۂ زمین تصور کیا جائے اور بالائے زمین کعبہ مقدسہ تو زیر زمین وہ دوسری جگہ ہوگی جو طول اور عرض میں کعبہ معظمہ سے ایک سو اسی ڈگری کے فاصلہ پر ہے بلکہ ان دونوں جگہوں کی سمت الراس میں متقاطع جتنے بھی دوائر متصور ہیں ہر ایک دائرہ میں یہ دوسری جگہ کعبہ معظمہ سے ایک سو اسی ڈگری کے فاصلہ پر ہوگی، یعنی ایک طیارہ جو دائیں بائیں میلان کئے بغیر سیدھی پرواز پر ہے تمام روئے زمین کا طواف کر رہا ہے اگر اس کا گزر بیت اللہ شریف سے ہے تو دوسری جگہ سے بھی اس کا گزر ضرور ہوگا۔ چاہے اس کا رخ کسی بھی طرف ہو۔ خط استواء سے مکۃ المکرمۃ چونکہ شمالی ہے لہٰذا وہ جگہ جنوبی ہوگی۔ مکہ چونکہ طول شرقی میں ہے تو وہ جگہ طول غربی میں ہوگی، قطب شمالی مکہ کے بالائے افق ہے اور قطب جنوبی زیر افق اس کے برعکس اس جگہ کے لئے ہوگا یعنی قطب جنوبی بالائے افق اور شمالی زیر افق ہوگا، مکۃ المکرمۃ اور اس جگہ کا دائرۂ افق ایک ہوگا۔ دائرہ اول السموات میں بھی ان دونوں کا اتفاق رہے گا۔ نصف النہار مکہ کی قوس نہاری میں دائرۂ معدل سے شمال کو '25°21 سے کم عرض ان دونوں جگہ کے لئے جنوبی ہے جبکہ قوس لیلی کی یہی مقدار جو دوسری جگہ سے متصل ہے گرچہ یہ خط استواء سے جنوب میں واقع ہے لیکن ان دونوں کے لئے شمالی ہے، اعتدال کے دونوں نقطوں میں ان دونوں جگہوں کا اتفاق ہوگا لیکن مکۃ المشرفۃ کا مشرق اس جگہ کا مغرب ہے، اسی طرح حرم مقدس کا مغرب اس کا مشرق ہوگا، قطب شمالی اور مکۃ المکرمۃ کے مابین جو بُعد ہے دوسری جگہ اور قطب جنوبی کے درمیان بھی اسی فرق کا تسلط ہوگا۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "اس صورت میں وہ مقام مکہ معظمہ کا مقاطر ہے یعنی وہ

اور مکہ مکرمہ زمین کے ایک قطر پر ہیں، اس طرف مکہ معظمہ اس طرف وہ، مکہ معظمہ میں جس وقت ٹھیک دوپہر ہوگا وہاں ٹھیک آدھی رات ہوگی، مکہ معظمہ کے آدھی رات پر وہاں ٹھیک دوپہر ہوگا، مکہ معظمہ میں جس وقت آفتاب طلوع کرے گا وہاں غروب ہوگا جس وقت غروب کرے گا وہاں طلوع ہوگا" (کشف العلۃ صفحہ 47)

اس جگہ کا تصور یوں کریں کہ جنوبی امریکی ملک "چلی" سے مغرب کو تقریباً چھ ہزار کلومیٹر سمندر میں چلنے کے بعد "فرینچ پولے نیشیا" جزائر ملیں گے جو "آسٹریلیا" سے مشرق میں تین ہزار کلومیٹر سے زیادہ بحری مسافت پر واقع ہیں یہیں وہ جگہ موجود ہے جس میں پہنچ کر جدھر بھی رخ کرے قبلہ ہے وہاں کے غیر آباد جزیرے چھوٹے چھوٹے ہیں انہیں میں کی خاص ایک جگہ کے بارے میں سرکار امام اہلسنت فرمارہے ہیں اور جو مقاطر کعبہ معظمہ ہے اس کا تعین بہت ہی دشوار ہے۔ ظن غالب یہی ہے کہ یہ جگہ زیر آب سمندر میں واقع ہے. فی الحال وہاں عمارت کا تصور خلاف عادت ہے، اس دور ترقی میں "بوٹ ہاؤس" کا رواج بڑھ رہا ہے۔ مسافر بردار کسی کشتی کا ادھر سے گزرنا بھی خارج از امکان نہیں۔ ان مسافروں میں کسی مسلمان کے ہونے کا بھی امکان ضرور ہے لیکن خاص اس جگہ کا تعین جو مقاطر کعبہ ہے آسمان سے "ثریا" کو توڑ لانے کے مترادف ہے اس کے باوجود اس کی تشخیص وتعیین محال نہیں۔ بالفرض خاص وہ جگہ اگر مل جائے تو اس کا اندرونی حصہ مثل درون کعبہ معظمہ ہے لیکن بیرونی حصہ پر اس کا استدبار ہی استقبال قبلہ ہے۔ اسی کے بارے میں شرح چغمینی میں لکھا گیا کہ "یہاں کا قبلہ سب سے سہل تر ہے کہ یہاں کوئی سمت متعین ہی نہیں بلکہ جدھر منہ کرو سب طرف قبلہ ہے" (کشف العلۃ صفحہ 47) اس پر وقت کے عظیم محقق، ملت طاہرہ کے بے مثال مجدد امام احمد رضا نے فرمایا "اقول: یہ صحیح نہیں ضرور یہاں قبلہ متعین ہوگا مگر ایک صورت میں اور اس کا حقیقۃً متعین کرنا واقع میں متعسر (بلکہ متعذر رہے) اور جگہ صدہا میل کے تفاوت سے جہت نہ بدلتی یہاں ہاتھ بھر کے تفاوت سے بدل سکے گی (کشف العلۃ صفحہ 47)

شرح چغمینی میں یہاں کے قبلہ کو سہل تر کہا گیا جبکہ یہ مشکل ترین ہے۔امام احمد رضا نے اس سہل تر کے حکم کو غیر صحیح قرار دیا۔اس کے عدم صحت کی متعدد وجوہات آپ نے اپنے دو جملوں میں بیان فرمائی ہیں

(ا) اس جگہ کا تعین آسان نہیں جب اس کا تعین ہی سہل نہیں تو پھر وہاں کے قبلہ کو سہل تر کہنا کیا معنیٰ؟

اس لئے کہ امام اہلسنت اپنے مشہور زمانہ فتاوٰی میں ایک جگہ فرماتے ہیں "غایت تدقیق کے بعد ثابت ہوا کہ زمین کا ایک درجہ ۳۶۵۱۵۵ قدم ہے" (فتاوٰی رضویہ جلد 4 صفحہ 630) اور تعین درجات کے اختلافات سے اہل علم ناواقف نہیں اور نہ ان اختلافات کے مضر اثرات سے یہ حضرات انجان ہیں، اس طویل فاصلہ کی پیمائش میں اگر ایک ڈگری کا بھی اختلاف ہوتا ہے تو یہ 365155 فٹ کا اختلاف ہوگا، بالفرض اس پیمائش میں اور تدقیق سے کام لیں اور فرق صرف ڈگری کے ساٹھویں حصہ ایک دقیقہ کا ہو یعنی ایک منٹ کا ہی فرق ہو جسے اہل ہیئت اور جغرافیہ دان فرق ہی نہیں کہتے ہیں تو بھی 6085.92 فٹ کا فرق پڑے گا اس پر بھی بڑے سے بڑا دانشور آجائے جو ادق تدقیقات سے نتیجہ حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اسے سطح زمین کی پیمائش کے بارے میں ایسی مہارت تامہ حاصل ہو جو دقیقوں میں بھی اختلاف نہ کرے، ایسا محقق بھی ثانیوں میں اختلاف سے انکار نہیں کرسکتا اور فرض کریں دو چار ثانیوں میں اختلاف کا احتمال نہیں بلکہ صرف ایک ثانیہ تک کا یہ اختلاف رونما ہو پھر بھی یہ اختلاف 101.43 فٹ کا رہے گا۔جبکہ خانہ کعبہ کی اس قدر وسعت کسی طرف سے نہیں ہے، ہر ایک جانتا ہے کہ وقت کا وہ اعلیٰ جغرافیہ داں جس نے بیس ہزار کلو میٹر سے زائد کی مسافت کی ایک ایسی بے نظیر پیمائش کی جس میں ایک درجہ کے بھی اختلاف کا احتمال نہ رہا بلکہ دقائق کا تعین بھی صحیح صحیح کیا، ہاں اختلاف کی معمولی گنجائش ہے تو صرف ایک ثانیہ میں اور وہ مقدار بھی 101.43 فٹ کی ہے اور دیوار کعبہ اتنی طویل نہیں

لہذا خطوط اربعہ میں محصور یہ جگہ بھی قطعاً مقاطر کعبہ نہیں اسلئے سرکار اعلیٰ حضرت نے یہاں کے قبلہ کو سہل تر کہنے کے بارے میں فرمایا "یہ صحیح نہیں"

(۲) اس جگہ استقبال قبلہ متعذر ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مقام کعبہ معظمہ سے طویل ترین فاصلہ پر ہے کہ ایک سو اسی ڈگری سے زائد فاصلہ متصور ہی نہیں۔ کوہ پیماؤں سے بھی اس کا تعین سہل نہیں کہ سطح زمین برابر نہیں۔ خانہ کعبہ سے ایک خط مستقیم پر چلنے والوں کے سامنے کبھی نخلستان ہوگا تو کبھی ریگستان، اس پیمائش پر رکاوٹ کھڑی کرنے کے لئے کبھی دریا سامنے آئے گا تو کبھی پہاڑ کی چوٹی، کبھی صحراؤں کے طوفان ہوں گے تو کبھی سمندروں کی لہریں اور یقیناً ان ساری رکاوٹوں کو عبور کرنا سہل بھی نہیں چہ جائے کہ اسے سہل تر کہا جائے۔ اس لئے امام احمد رضا نے فرمایا "اس کا حقیقتہً متعین کرنا متعسر بلکہ متعذر ہے"

(۳) اس جگہ استقبال قبلہ متعذر ہونے کی تیسری وجہ یہ ہے کہ زمین کی پیمائش چل کر نہیں بلکہ اہل ہیئت کے اصول وضوابط سے کی جائے تا کہ سطح زمین کے نشیب وفراز، سنگلاخ وصحرا، پہاڑ و دریا، طوفان ولہروں کا سامنا نہ ہو بلکہ درجہ و دقائق وہی لئے جائیں جو اہل ہیئت کے مقرر کردہ ہیں، تحصیل نتائج میں انہیں قواعد پر عمل کیا جائے جو ان کے مسلمات میں سے ہیں یعنی مقدار جیوب وظلال کی رہنمائی میں آدمی اس مخصوص جگہ تک رسائی حاصل کرے۔ لیکن کیا کریں؟

اس سلسلے میں علم ہیئت خود ہی اپنی بے بسی کا اعلان کر رہا ہے ہر دس سال میں جدید تحقیقات سامنے آرہی ہیں۔ شہر مقدس مکہ معظمہ ہی کو پیش نظر رکھیں پہلے اس کا محل وقوع '54°39 طول مشرقی اور '25°21 عرض شمالی کو بتایا جارہا تھا لیکن دوسری جدید تحقیق میں طول °40 سے زائد اور عرض '30°21 بھی اہل علم کی نگاہوں میں ہے، عرض میں '5 کا اختلاف اور طول میں '6 سے بھی زائد کا اختلاف ہے جبکہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ '5 اور '6 کا اختلاف تو بڑی بات ہے، '1 کے ساٹھویں حصہ میں بھی اگر اختلاف ہو تو وہ مقاطر کعبہ نہیں ہو

سکتا ہے کہ کعبہ بیت اللہ میں 101.43 فٹ طویل کوئی بھی دیوار نہیں ہے جبکہ '5 میں اختلاف "1 (ایک ثانیہ) کے اختلاف سے تین سو گنا بڑا ہے۔ جب "1 کا اختلاف مقاطر کعبہ نہ بن سکا تو پھر اس سے تین سو گنا بڑے اختلاف میں استقبال قبلہ کا حشر کیا ہوگا عقل وفہم سے پوشیدہ نہیں، ان محققین کی تحقیق کا حال ایک بحری میل میں بھی دیکھ لیں، بحری میل کی مقدار کو مسلمات اہل ہیئت سے بیان کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے فرمایا "اس میں ان لوگوں کو بہت اختلاف ہے اس میں پانچ قول معتمد گنے گئے، ایک میل پر میل بحری کے فٹ ۶۰۷۶ء۱ ہوتے ہیں، دوسرے پر ۶۰۷۶ء۸، تیسرے پر ۶۰۸۲ء۶، چوتھے پر ۶۰۸۵ء۹، پانچویں پر ۶۱۱۵ء۹"
(کشف العلۃ صفحہ 125)

صرف ایک میل کی تحقیق میں اہل ہیئت کے جید محققین کا یہ افسوسناک اختلاف جہاں ان کے مقلدین کے لئے تفریح طبع کا سامان مہیا کر رہا ہے وہیں اس مسئلہ میں ان محققین کی تحقیق کا عبرتناک جنازہ بھی اہل نظر کو دعوت فکر دے رہا ہے، تصور ہی کیا جاسکتا ہے کہ ایک میل کی تحقیق میں اگر تقریباً چالیس فٹ کا اختلاف پڑے تو پھر بیس ہزار کلومیٹر سے زائد مسافت کی پیمائش کا وہ خوفناک نتیجہ سامنے آئے گا جس سے ستاروں کو ڈھونڈنے والوں کی نگاہیں روئے زمین کی طرف پلٹ آئیں گی اور ان کے چہروں کی سرخی پر ندامت کی زردی کا غلبہ ہوتا نظر آئے گا۔ اس لئے ہمارے امام نے یہاں کے قبلہ کے لئے سہل تر کے قول کو غیر صحیح قرار دیا اور اسے متعسر بلکہ متعذر کے زمرے میں رکھا۔

(۴) یہاں قبلہ سہل تر کے اس قول کے غیر صحیح ہونے کی چوتھی وجہ کے طور پر فاضل بریلوی کے ان دونوں جملوں سے ایک اور حقیقت کی طرف رہنمائی ہو رہی ہے اور وہ علم مثلث کے وہ آلات ہیں جو اہل ہیئت کے نزدیک ان کی جانوں سے بھی عزیز تر ہیں اور وہ آلات ہیں جیوب وظلال کی مقداریں۔ حالانکہ یہ مقداریں خود متعین نہیں دوسرے کا تعین کیا کرے۔ جیب میں 30^0، 45^0 اور 90^0 کی مقداریں یقینی ہیں۔ باقی جیوب کا حال خود ایک دوسرے

سے دست گریبان ہے، ظلال میں صرف 45^0 کی مقدار نفس الامر کے مطابق ہے باقی میں زیادہ تر بے پر کی پروازیں ہیں۔ 90^0 کے ظل کو غیر متناہی قرار دینا ان کے ظلال کی بے بسی پر بین دلیل ہے۔ جب آلات استخراج میں خود تیقن نہیں تو پھر ان آلات سے اس مخصوص جگہ کا استخراج صرف تاریکی کے غیر یقینی بھنور میں ہی نہیں بلکہ ان کے قعر میں بھی چلا جائے گا۔ مسئلہ جبکہ استقبال قبلہ جیسے اہم فرائض کا ہے پھر بھی ان ہی لہروں میں ہچکولے کھاتے ہوئے ان بیمار آلات کی بیساکھی کے سہارے اگر مطلوب تک رسائی حاصل کرنا بھی کوئی چاہے تو پھر سطح زمین پر اس کا انطباق کون کرے گا؟ ایک فٹ کے اسکیل سے سو میٹر دھاگہ لے کر اسے سو میٹر کے ٹیپ پر منطبق کریں کیا وہ طابق النعل بالنعل کا مظہر ہے؟

پھر اس انطباق میں کس قدر دشواریاں ہیں ذی شعور سے مخفی نہیں اولاً تو ہمیں کسی شہر کا طول وعرض معلوم ہوگا نہ کہ اس شہر کی ہر ایک گلی کا۔ ثانیاً جب ہر ایک گلی کا طول وعرض ان محققین کو معلوم نہیں تو پھر اس انجان گلی کے دونوں کنارے بنے ہوئے مکانات کے طول وعرض کا دعویٰ حقیقت سے کیونکر منطبق ہوگا۔ نفس الامر کے انطباق پر جس دعویٰ کا کوئی ثبوت نہ ہو اس پر احکام شرع کی بنیاد رکھنا دیانت داری ہرگز نہیں اور نہ ہی انصاف اس کا متقاضی ہے۔

مثلاً مکہ مکرمہ سے روشنی حاصل کریں، اس کا محل وقوع '54°39 طول شرقی ہے۔ کوئی بھی محقق سامنے آئے اور بتائے کہ وہ خط مستقیم جو قطب جنوبی سے قطب شمالی تک ہے اور گرینچ سے جس کا طول شرقی '54°39 ہے اسے یہاں کی کس گلی میں جاروب کشی کا شرف مل رہا ہے وہ مسجد حرام بعینہ اس خط پر ہے یا نہیں؟ پھر مطاف کے بارے میں کیا حکم ہے؟ پھر کعبہ معظمہ کا تعین تو ان ڈگریوں اور دقیقوں سے کرنا ہی پڑے گا کہ کلام اسی کے مقاطر پر ہے۔

بالفرض اگر ان دقیقوں کا تعین کر دیا جائے پھر بھی آزادی نہیں ملے گی کہ کعبہ معظمہ کی وسعت ایک دقیقہ تو کیا ایک ثانیہ بھی نہیں ہے۔ جب یہاں کا حال یہ ہے جہاں صبح وشام رحمت وانوار کی برسات ہو رہی ہے جہاں ہر وقت اللہ کے نیک بندوں کا اژدہام رہتا ہے جب

اس کے تطابق میں آلات پیمائش دم توڑ رہے ہیں تو پھر اس جگہ کا تعین کیسے ہوگا جہاں ابھی تک خشکی کا بھی پتہ نہیں چلا جو تہ سمندر میں غرقاب ہو جس کے اوپر سے شاید کہ ابھی تک کوئی انسانی کشتی بھی نہ گزری ہو اس لئے تو امام احمد رضا نے فرمایا "یہاں کے قبلہ کو سہل تر کہنا صحیح نہیں ہے"

(۵) یہاں کے قبلہ کو سہل تر کہنا صحیح نہیں۔ اس پر فاضل بریلوی کے دو جملوں نے ہماری کافی رہنمائی فرمائی۔ مذکورہ نورانی عبارت میں آپ کا دوسرا جملہ تھا "اور جگہ صدہا میل کے تفاوت سے جہت نہ بدلتی، یہاں ہاتھ بھر کے تفاوت سے بدل سکے گی"

یعنی یہاں کے قبلہ کے تعسر و تعذر کی یہ پانچویں اور اہم وجہ ہے کہ اور جگہ صدہا میل کے تفاوت سے جہت نہ بدلی جبکہ یہاں ہاتھ بھر پھسلا اور جہت سے گیا۔ وجہ یہ ہے کہ یہاں خاص وہ مقام کعبہ معظمہ کا مظہر ہے قبلہ کے بارے میں حطیم مقدس بھی یہاں شامل نہیں پھر اس کے تعین میں سارے تعسرات و تعذرات کے باوجود ہم اس تعین کو محال نہیں کہتے ہیں بالفرض اس کی پہچان ہو جائے تو بھی یہاں خطرات شدید تر ہیں نہ کہ یہاں کا قبلہ سہل تر۔ دوسری جگہ صدہا میل کا فاصلہ ہو جائے پھر بھی صحت نماز پر کوئی شبہ نہیں جبکہ یہاں ہاتھ برابر یمین و شمال تقدم و تاخر پر بطلان نماز کا حکم ہو سکتا ہے۔ مثلاً خاص اس جگہ کی حد بندی کا تصور کریں وہ چاروں خطوط جو اسے محیط ہوں بالکل جدران کعبہ معظمہ پر منطبق ہوں ایک آدمی جنوبی خط سے متصل اندرونی حصہ میں کھڑا ہے رخ مغرب کو ہے نماز ادا کر رہا ہے۔ دوسرا آدمی اس کے یسار میں ایک ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور یہ بھی نماز ادا کر رہا ہے۔ دونوں کا استقبال مغرب کو ہے، پہلے آدمی کی نماز ہو گئی کہ اس کی نماز جہت قبلہ میں ادا ہوئی دوسرے کی نماز باطل کہ یہ جہت قبلہ سے خارج ہے، اس کا قبلہ جنوبی ہو گا نہ کہ مغربی، دونوں نمازیوں میں صرف ہاتھ بھر کا فاصلہ ہے لیکن ایک کا قبلہ نقطہ مشرق بھی صحیح جبکہ دوسرے کا قبلہ نقطہ جنوب متعین ہے۔ ایک مغرب کو رخ کرے تو نماز صحیح اور دوسرا اسی کا استقبال کرے تو نماز

باطل جبکہ فاصلہ صرف ہاتھ بھر کا۔

اسی طرح مشرقی خط کے اندر جو کھڑا ہے اور استقبال مغرب کو ہے جبکہ بیرونی حصہ مشرق پر جو نمازی ہے اس کا استقبال مشرق کو ہے دونوں کی نماز صحیح جبکہ سمت مخالف میں ہیں اپنی اپنی جگہ استقبال برعکس ہو جائے تو دونوں کی نماز باطل یہ ہاتھ بھر کا فاصلہ طول میں ہے جبکہ پہلی صورت عرض کی تھی۔لہٰذا یہاں استقبال قبلہ کا عمل پر خطر ہے اور دوسری جگہ سہل تر، امام احمد رضا کا قول "اور جگہ صدہا میل کے تفاوت سے جہت نہ بدلتی یہاں ہاتھ بھر کے تفاوت سے بدل سکے گی" اسی کی رہنمائی کر رہا ہے، عرض میں ہمارے ہندوستان کو ہی پیش نظر رکھیں "کنیا کماری" سے "وادئ کشمیر" تک تقریباً تین ہزار کلو میٹر کا فاصلہ ہے ہر جگہ نماز میں قبلہ استقبال مغرب کو ہے سب کی نمازیں ہو رہی ہیں کہ جہت قبلہ موجود ہے۔

اسی طرح طول میں کراچی سے ماؤنٹ ایورسٹ تک تین ہزار کلو میٹر سے زائد کا فاصلہ ہے۔دونوں جگہ نمازیں ہو رہی ہیں اور نمازیوں کا رخ مغرب کو ہے، استقبال قبلہ کی وجہ سے ان نمازوں کی صحت پر کوئی کلام نہیں کہ جہت قبلہ دونوں جگہ موجود ہے۔اس مخصوص جگہ میں تو ہاتھ بھر کا فاصلہ گوارہ نہیں تھا اور یہاں ہزاروں کلو میٹر کا تفاوت بھی جہت قبلہ میں رکاوٹ نہ ڈال سکا لہٰذا یہاں استقبال قبلہ سہل تر ہے نہ کہ اس مخصوص جگہ میں۔پھر علامہ برجندی کے قول "وہاں کا قبلہ سہل تر ہے" کو بلا قید کیونکر زیور صحت سے آراستہ کیا جائے؟ بہر حال امام احمد رضا کا یہ قاعدہ اسی مخصوص جگہ کے لئے ہے، اس کے علاوہ دوسری جگہ یہ صادق نہیں آئے گا۔آپ فرماتے ہیں "اگر فصل طول ۱۸۰ درجہ ہو اور مقام کا عرض جنوبی مساوئ عرض شمالی مکہ ہو تو اس کا قبلہ مثل قبلہ مکہ معظمہ (کشف العلۃ صفحہ 47)

لیکن کعبہ معظمہ کے مقاطر اس مقام کا بتانے والا آج کوئی نہیں اور نہ ہی آئندہ اس کی امید ہے کہ دفع تعذر کی کوئی صورت نہیں، لہٰذا وہاں کا قبلہ اس دشت و بیابان کی طرح ہو گا جہاں دور دور تک انسانی آبادی کا نام و نشان نہیں خود نمازیوں کو بھی جس کے محل وقوع کا علم

نہیں یہاں تک کہ سمت قطبین بھی متمایز نہیں اور قبلہ بتانے والا بھی یہاں کوئی نہیں لہٰذا اس بارے میں بریلی کے محقق فرماتے ہیں" اور جبکہ یہاں کوئی عین کعبہ نہیں بتا سکتا تو جہت کی تعیین تحری سے ہوگی" (کشف العلۃ صفحہ 48)

قاعدہ (۲)

اگر فصل طول ۱۸۰ (درجے) ہو اور عرض اصلاً نہ ہو یا عرض شمالی ہو مطلقاً یا جنوبی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے کم تو اس کا قبلہ عین نقطہ شمال ہوگا اور اگر جنوبی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے زائد تو قبلہ نقطہ جنوب

کشف العلۃ صفحہ 49

روئے زمین میں انسانی آبادی مشرق و مغرب میں ہے کہ دوائر یومیہ میں دوران شمس بھی مشرق سے مغرب کو ہے۔ زمین اپنی فطرت میں برودت کی متقاضی ہے۔ گردش شمس سے اس زمین کو سورج کی حرارت بھی ملتی ہے اور خاص برودت میں جب حرارت کی ایک مخصوص مقدار اثر انداز ہو تو وہاں اللہ تعالیٰ تنفس جیسی نعمت ودیعت فرماتا ہے، دوران شمس مشرق سے مغرب کو ہے تو خشکی کا علاقہ بھی مشرق سے مغرب کو ہے۔ "ہندوستان" کے جنوب میں "سری لنکا" و "مالدیپ" کے بعد اور کوئی آبادی نہیں، قطب جنوبی میں برف کا سمندر ہے، اسی طرح شمال میں "چین" اور "روس" کے بعد انسانی آبادی کا وجود نہیں لیکن مشرق سے مغرب کو آبادی کا ایک تسلسل ہے اور وجود تسلسل کا لازمی نتیجہ دور ہے جس سے ہر ایک واقف ہے۔ درمیان میں کہیں کہیں سمندر حائل ہے لیکن خشکی کا علاقہ منقطع نہیں۔ اور آبادی کے اس عرض پر اللہ تعالیٰ نے سورج کو مامور فرمایا وہ ایک جگہ سے نہیں بلکہ ایک سو بیاسی جگہ سے طلوع ہو کر ایک سو بیاسی جگہ غروب کرتا ہے جس کا عرض '46^o54 ہے۔ مشرق

سے مغرب میں مسلسل اس آبادی کے باوجود وہ علاقہ جس کا تذکرہ امام احمد رضا نے اپنے اس دوسرے قاعدے میں کیا ہے انسانی زینت سے کچھ بے نور نظر آرہا ہے۔

اپنے پہلے قاعدہ میں سرکار اعلیٰ حضرت نے ایک مخصوص جگہ کا انتخاب فرمایا تھا جو مقاطر کعبہ معظمہ پر واقع ہے۔لیکن یہاں دوسرے قاعدہ میں آپ کے مجددانہ قلم کے نورانی نقوش پر چشم بصیرت سے جو علاقہ نظر آرہا ہے اس کی طوالت بیس ہزار کلومیٹر سے بھی زائد ہے اور اسی مسافت میں وہ مخصوص مقام بھی ہے جس کو یہاں اولیت کا شرف ملا اور پہلے قاعدہ میں اس کا بیان ہوا اگرچہ وہ مقام اس علاقہ کے درمیان میں ہے لیکن اس دوسرے قاعدہ سے خارج ہے۔

180^0 کا اگر فصل طول ہو تو وہ علاقہ کہیں اور نہیں بلکہ نصف النہار مکہ معظمہ میں ہے لیکن اس کی قوس نہاری میں نہیں بلکہ زیادہ تر حصہ قوس لیلی میں ہے اور یہ علاقہ قطب شمالی سے شروع ہوتا ہے مسلسل برفیلی وادیوں پر جنوب کی طرف بڑھتا ہے پھر سمندر کا سامنا ہوتا ہے اسی طرح ڈھائی ہزار کلومیٹر سے زائد قطع مسافت کے بعد "کناڈا" کے مغربی کنارہ میں خشکی کا کچھ علاقہ لگتا ہے جو امریکی صوبہ "الاسکا" سے متصل ہے، تقریباً ایک ہزار کلومیٹر کی اس خشکی کو عبور کرتے ہی پھر پانی ہی پانی نظر آئے گا جس کا اختتام "انٹارٹیکا" کے برفیلی پہاڑوں پر ہوگا۔اس بحری سفر میں وہ مقام بھی آپ کا استقبال کرے گا پہلے قاعدہ میں جو محور نظر و فکر رہا۔ بیس ہزار کلومیٹر کی اس طویل مسافت میں صرف ایک ہزار کلومیٹر میں کچھ آبادیاں نظر آئیں، اس طویل علاقہ کو محقق بریلوی نے چار خانوں میں تقسیم کیا ہے جبکہ اس کی صورتیں پانچ نظر آرہی ہیں ایک کو ترک کیا کہ اس کا حکم پہلے قاعدہ میں بیان ہو چکا ہے۔ باقی چار صورتیں یہ ہیں

(۱) عرض اصلاً نہ ہو

(۲) عرض شمالی ہو مطلقاً

(۳) عرض جنوبی ہو $21^0 25'$ سے کم

(۴) عرض جنوبی ہو '25°21 سے زائد

یہاں عرض جنوبی کے دو حصے کیئے گئے '25°21 سے کم یا اس سے زائد نہیں دونوں پر حکم ہے لیکن یہاں '25°21 خود مسکوت عنہ ہے یہیں وہ جگہ موجود ہے جو مقاطر کعبہ ہے اور اس کا داخلی حصہ استقبال قبلہ میں مثل کعبہ بیت اللہ ہے جس کا بیان پہلے قاعدہ میں ہو چکا ہے۔

ان چاروں مقامات میں اصلاً جس کا عرض نہیں ہے وہ خط استواء میں واقع ہے اور "ماورسیس" جزائر کے شمال میں "مائیکرونیشیا" کے جزائر "مارشل" کے مشرق میں اس کا محل وقوع ہے اس کا قبلہ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے نقطۂ شمال کو بتایا ہے۔ یہاں درجات طول میں کسی بھی طرف میلان سے فصل طول میں تناقص ہوگا میلان اگر مشرق کو ہو تو قبلہ بھی مشرق کو جھکتا جائے گا اور انحراف قبلہ کا یہ تسلسل جاری رہے گا اس کا خاتمہ "برازیل" کے شہر "بیلیم" سے قریب '06°50 طول مغربی پر ہوگا یہاں نقطۂ شمال سے انحراف مشرق کی طرف مکہ مکرمہ کے عرض تمام کے مساوی ہوگا۔ اس کے نقطۂ مشرق میں حرم مقدس کے نصف النہار کا تقاطع ہوگا بلکہ یہ نصف النہار ہی "برازیل" کے اس مقام کا افق بنے گا لہٰذا اس میں انصراف قبلہ نقطۂ مشرق سے شمال کی طرف عرض مکہ مکرمہ ہوگا۔

اور اگر میلان عرض معدوم کے اس مقام سے مغرب کو ہو تو نقطۂ شمال سے انحراف بھی مغرب کی طرف ہوگا یہ انحراف بھی زیادہ سے زیادہ حرم مقدس کے عرض تمام کے برابر ہوگا۔ اس میں بھی انحراف کی رفتار وہی ہوگی مشرقی انحراف میں جس کا مشاہدہ ہوا، اس انحراف کے تسلسل کا خاتمہ وسط "انڈونیشیا" کے ان جزیروں پر ہوگا جو '54°129 پر موجود ہیں، یہاں کے استقبال میں انحراف نقطۂ شمال سے مغرب کی طرف حرم مقدس کے عرض تمام کے مساوی ہوگا۔ "انڈونیشیا" کے یہ جزیرے "برازیل" کے اس مقام کے مقاطر پر ہیں جس کا بیان ابھی ابھی مشرقی انحراف میں آچکا ہے یہ دونوں مقام ایک نصف النہار میں ہیں ان کا افق مکہ مکرمہ کا نصف النہار ہے۔ حرم الٰہی کے جنوب میں اسی نصف النہار کا عرض معدوم ان

دونوں مقامات کے لئے ایک نقطۂ اعتدال ہے جو"انڈونیشیا" کے ان جزیروں کا مغرب اور برازیل کے اس مقام کا مشرق ہے۔ بہرحال وہ مقام جو فصل منتہی پر ہے اور عرض معدوم ہے تو یقیناً یہ مکہ معظمہ کے مقاطر سے شمال کو ہے اور اس فصل پر جتنے مقامات مقاطر مکہ مکرمہ سے شمال کو ہیں ان کا قبلہ نقطۂ شمال ہے عرض معدوم کا یہ مقام ہی نہیں بلکہ اس سے جنوب میں دو ہزار کلومیٹر سے زائد طویل علاقہ بھی اسی حکم میں داخل ہے جس کا عرض $21^0 25'$ سے کم ہے۔

امام احمد رضا نے اپنے دوسرے قاعدہ کی تیسری صورت میں اسی پر روشنی ڈالی ہے جبکہ دوسری صورت میں عرض شمالی کا بیان ہے۔ جب عرض جنوبی والی جگہ کا قبلہ یہاں نقطۂ شمالی ہے تو عرض معدوم کا قبلہ بدرجۂ اولی نقطۂ شمالی ہوگا۔ تو یقینی اعتبار سے ان دونوں سے جو شمالی مقامات ہوں ان کا قبلہ بلاشبہ نقطۂ شمال ہی قرار پائے گا۔ لہٰذا رضوی قواعد کی ضیاباری میں چمکنے والی ان چار صورتوں میں پہلی تین صورتوں کا قبلہ نقطۂ شمال میں قطب شمالی کی طرح ضوفگن ہے۔

عرض اصلاً نہ ہو تو قبلہ	نقطۂ شمال
عرض شمال ہو مطلقاً تو قبلہ	نقطۂ شمال
عرض جنوبی ہو $21^0 25'$ سے کم تو قبلہ	نقطۂ شمال

ایک صورت باقی رہی جو عرض جنوبی میں ہو اور $21^0 25'$ سے زائد پر یہ علاقہ اس مقام سے جنوب میں ہے جس کا داخلی حکم استقبال قبلہ میں کعبہ معظمہ کی طرح ہے۔ جبکہ اس علاقہ کو ابھی تک انسانی آبادی کا شرف نہیں ملا ہے اس میں کہیں بھی خشکی کا نام ونشان نہیں ہے، یہاں کی زمین سمندر کی گہرائی میں ہے یا پھر "انٹارٹیکا" کے برفیلی پہاڑوں میں دبی ہوئی ہے اور اس برفیلی علاقہ میں سردی کا وہ عالم ہے کہ انسان تو انسان اس میں ایک پرندہ پینگوئن کے علاوہ کوئی اور جاندار نظر ہی نہیں آرہا ہے یہ وسیع علاقہ عرض جنوبی میں $21^0 26'$ سے قطب جنوبی تک ہے اس کا قبلہ نقطۂ جنوب ہے کہ یہ مقام فصل منتہی پر ہے اس فصل پر حکم

استقبال فصل صفر کے برعکس ہوگا۔ انہیں مقامات کی رہنمائی کرتے ہوئے امام احمد رضا نے فرمایا "اگر فصل طول ۱۸۰ (درجے) ہو اور عرض اصلاً نہ ہو یا عرض شمالی ہو مطلقاً یا جنوبی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے کم تو اس کا قبلہ عین نقطۂ شمال ہوگا اور اگر جنوبی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے زائد ہو تو قبلہ نقطۂ جنوب (کشف العلۃ صفحہ 49)

قاعدہ (۳)

اگر فصل طول صفر ہو اور عرض اصلاً نہ ہو یا جنوبی ہو مطلقاً یا شمالی ہو ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے کم۔ تو اس کا قبلہ عین نقطۂ شمالی ہوگا اور اگر شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے زائد تو قبلہ نقطۂ جنوب

کشف العلۃ صفحہ 50

اس قاعدہ میں روئے زمین کا خوش نصیب ترین علاقہ ذہن وفکر کے لئے جاذب نظر ہے اس میں وہ مقدس مقام ہے جس نے پہلی بار سطح پانی پر اپنا سر اونچا کیا تھا اور کرۂ ماء پر اپنی بلندی کو ثابت کیا تھا، بیت المعمور سے نیچے پہلی بار فرشتوں نے یہیں کا طواف کیا تھا، اسی پیمائش میں وہ نورانی گھر موجود ہے۔ جس کی عظمتوں کی بلندی بیت المعمور سے اس کے مقاطر میں ساتویں آسمان تک ہے، یہیں وہ عرشی مقام ہے جس نے سب سے پہلی بار سید الاولین وآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تھا، یہیں وہ باعظمت جگہ ہے جہاں ایک نبی کے پائے مبارک کی ٹھوکر سے چشمۂ زمزم جاری ہوا تھا، خلوص وللہیت کا وہ محیر العقول واقعہ یہیں رونما ہوا تھا جس میں ایک بے مثال باپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے پیارے بیٹے کے گلے پر چھری چلادی تھی، بڑے بڑے جابر بادشاہوں کو یہاں کچل دیا گیا، روئے زمین پر انسانی بہار یہیں کی عطا ہے، مقام عرفات اسی کی یادگار ہے، ابرہہ کی مادی

طاقت پر قدرت کے فضائی حملے کا منظر یہیں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا، آج بھی یہاں تک جانے والے شیر دل خوف و دہشت سے پانی پانی نظر آرہے ہیں۔ امام احمد رضا کے تیسرے قاعدہ میں یہیں کا نصف النہار ہے۔

اس مبارک قاعدہ میں بظاہر وہ چار احتمالات ہیں جن کی صراحت یہاں موجود ہے جبکہ دوسرے احتمال میں دو صورتیں ہیں

(۱) فصل طول صفر ہو اور عرض اصلاً نہ ہو

(۲) فصل طول صفر ہو عرض جنوبی ہو مطلقاً (اس میں دو صورت عرض تمام مکہ کے مساوی یا عرض مکہ کے مساوی)

(۳) فصل طول صفر ہو عرض شمالی $21^0 25'$ منٹ سے کم ہو

(۴) فصل طول صفر ہو عرض شمالی $21^0 25'$ سے زائد ہو

پہلے تینوں احتمالات کا قبلہ عین نقطۂ شمال ہوگا اور چوتھے احتمال کا قبلہ نقطۂ جنوب ہے۔

اس پر نور قاعدہ میں ایک تنبیہ بھی موجود ہے جس کی نسبت بھی مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ہے۔ اس کی عبارت کچھ یوں ہے "قاعدۂ اولیٰ میں ایک صورت تھی اور دوم میں چھ سوم میں چار ان گیارہ صورتوں میں اس مقام اور مکہ معظمہ کا دائرہ نصف النہار ایک ہوگا۔ پہلی سات صورتوں میں اس کا سمت الراس نصف زیرین میں ہوگا۔ یعنی دائرہ نصف النہار مکہ مکرمہ کے اس نصف میں جو مکہ کی سمت القدم پر گزرا ہے اور پچھلی چار صورتوں میں اس کا سمت الراس نصف بالا میں ہوگا یعنی نصف النہار مکہ کے اس نصف میں جو مکہ مکرمہ کی سمت الراس پر گزرا ہے اس قسم میں قسم اول کی نظیر یعنی فصل طول صفر ہو اور عرض شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) ناممکن ہے" (کشف العلۃ صفحہ 50-51)

اس تنبیہ میں آٹھ مخصوص نکات دعوت فکر دے رہے ہیں وہ نکات یہ ہیں

(۱) ایک سے تین تک کے قاعدے میں گیارہ صورتوں کا بیان ہوا

(۲) اس قسم میں قسم اول کی نظیر

(۳) قاعدۂ اولیٰ میں ایک صورت

(۴) دوم میں چھ

(۵) سوم میں چار

(۶) ان جگہوں کا اور مکہ مکرمہ کا نصف النہار ایک ہے

(۷) سات صورتوں میں سمت الراس نصف زیریں میں

(۸) چار صورتوں میں نصف بالا میں

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ان تینوں قاعدوں میں گیارہ صورتوں کا بیان ہے پھر چونکہ یہ صورتیں ایک ہی دائرہ میں ہیں لہٰذا یہاں ایک دوسرے کی نظیر سے بھی انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور یہ بھی تسلیم کہ قاعدۂ اولیٰ میں ایک ہی صورت منظور نظر رہی لہٰذا چوتھے نمبر کا دعویٰ کہ قاعدۂ دوم میں چھ صورتیں ہیں یہ محل نظر ہے کہ متقابلین میں اگر ایک طرف چھ صورتیں نظر آئیں علاوہ مقاطر کعبہ کے تو پھر نصف بالا میں بھی چھ صورتیں ہوں گی علاوہ مکہ معظمہ کے لہٰذا تیسرے قاعدہ میں چار صورت کا تذکرہ کیونکر قابل قبول ہو۔ اس تنبیہ پر ایک حاشیہ بھی موجود ہے جس میں ان چھ صورتوں کی رہنمائی بھی کی گئی ہے بلکہ ان کا تعین بھی کیا گیا ہے۔ حاشیہ ملاحظہ ہو

دوم میں فصل طول 180^0 ہونے کی تقدیر پر چھ صورتیں ہیں

(۱) عرض صفر

(۲) عرض شمالی $21^025'$ سے کم (اس مقدار کا تعین کس نے کیا جبکہ یہ $68^035'$ سے اور قطب شمالی کے مابین محصور ہے)

(۳) عرض شمالی $21^025'$ (اس کا بھی وجود نہیں ورنہ فصل صفر کے عرض جنوبی میں بھی لازم آئے گا)

(۴) عرض شمالی '25 21^0 سے زائد (درست نہیں بلکہ عرض شمالی '35 68^0 سے کم)

(۵) عرض جنوبی '25 21^0 سے کم

(۶) عرض جنوبی '25 21^0 سے زائد

یہ چھ صورتیں ہوئیں مقاطر کعبہ کو ملا کر سات صورتوں کی سمت الراس نصف زیرین میں بتایا گیا جیسا کہ اس تنبیہ سے منقول آٹھ نکات کے ساتویں نمبر میں دیکھا جاسکتا ہے اور حاشیہ میں موجود ان چھ صورتوں میں سے چوتھی صورت (عرض شمالی '25 21^0 سے زائد) میں ایک حصہ ایسا ہے جس کی سمت الراس نصف زیرین میں نہیں بلکہ نصف بالا میں ہے جیسا کہ قطب شمالی نصف بالا میں ہے نہ کہ نصف زیرین میں۔ لہٰذا میں یہی عرض کرسکتا ہوں کہ میری ناقص فہم وفراست اس حاشیہ کے وسیع ترین مفہوم کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ ویسے میرے صفحۂ ذہن میں اس کی تعداد وترتیب کی ایک دوسری صورت ابھر رہی ہے جو حاشیہ پر بتائی گئیں ترتیب سے مطابقت نہیں رکھتی ہے اور تعداد تنبیہ کے مطابق ہے۔

امام احمد رضا کے اس مبارک جملہ کو ذہن میں رکھیں آپ فرماتے ہیں "اس قسم میں قسم اول کی نظیر یعنی فصل طول صفر ہو اور عرض شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) ناممکن ہے" محقق بریلوی کو اس فرمان کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بات جہت قبلہ کی ہے موضوع کلام ابھی ایک ہی دائرہ ہے صورت اولیٰ کے مقابلہ میں تیسرے قاعدہ میں بھی اس مقام کا بیان ہونا چاہئے جو صورت اولیٰ کے مقام کا مقاطر ہو جو تقابل کا تقاضہ ہے۔ لہٰذا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کی نشاندہی فرمائی کہ یہ جگہ ناممکن ہے کہ یہ بعینہٖ کعبہ معظمہ ہے۔ پھر قاعدۂ دوم میں چھ صورتیں کیسے نظر آئیں گی؟ جبکہ بات تقابل وتعادل کی ہے۔ اگر دوم میں چھ صورتوں کو تسلیم کرلیا جائے تو سوم میں بھی چھ صورتیں ہوں گی نہ کہ چار، کل میزان تیرہ ہوگا نہ کہ گیارہ۔ میری ناقص رائے میں اول ودوم میں چھ صورتیں ہیں سوم میں پانچ میزان گیارہ کا ہوا۔ اور یہی قرین قیاس ہے اس لئے کہ حرم محترم کا دائرہ نصف النہار چار دائروں سے

منقسم ہے اس کے مقسم دائرے یہاں دائرہ معدل، اول السموات حرم مقدس کا افق اور افق استوائی ہیں۔ اور نقطہ اعتدال میں چار متقاطع دائروں سے نصف النہار کے آٹھ حصے ہو گئے پھر ایک اول السموت میں فصل منتہی پر، دو دائرہ معدل میں صفر و منتہی پر کل گیارہ مقامات کی تشخیص ہو گی مزید ان صورتوں کے ادراک میں قاعدہ دوم کو پیش نظر رکھیں۔

اگر فصل طول 180^0 ہو اور عرض اصلاً نہ ہو (وہ جگہ جہاں نصف النہار حرم نے دائرہ معدل کو قطع کیا) یا عرض شمالی ہو مطلقاً (اس میں دو صورتیں ہیں پہلی صورت عرض 1^0 سے $68^035'$ تک جو حرم کا نقطہ شمالی ہے پھر وہاں سے قطب شمالی تک) یا جنوبی ہو $21^025'$ سے کم تو اس کا قبلہ عین نقطہ شمالی ہو گا اور جنوبی $21^025'$ سے زائد تو قبلہ نقطہ جنوب۔ یہاں پانچ مقامات کا بیان ہے۔ آپ فرماتے ہیں

(۱) عرض صفر ہو

(۲) عرض شمالی ہو مطلقاً (اس میں دو مقام)

(۳) عرض جنوبی عرض مکہ سے کم

(۴) عرض جنوبی عرض مکہ سے زائد

ان کے مقابلہ میں پانچ صورتیں نصف بالا میں اور ایک مقاطر مکہ مکرمہ کو ملا کر کل گیارہ صورتیں آئیں۔ تقابل میں اس کو یوں دیکھیں

قاعدہ ثانیہ	قاعدہ ثالثہ
(۱) فصل طول 180^0 عرض صفر	(۲) فصل طول صفر عرض معدم
(۳) عرض شمالی $68^035'$ تک	(۴) عرض جنوبی $68^035'$ تک
(۵) عرض شمالی قطب شمالی و نقطہ شمالی کے مابین	(۶) عرض جنوبی قطب جنوبی و نقطہ جنوب کے مابین
(۷) عرض جنوبی $21^025'$ سے کم	(۸) عرض شمالی $21^025'$ سے کم

(۹) عرض جنوبی مقاطر مکہ (قاعدۂ اولیٰ) (۱۰) عرض شمالی عین مکہ

(۱۱) عرض جنوبی $21^{0}25'$ سے زائد (۱۲) عرض شمالی عرض مکہ سے زائد

کل صورتیں بارہ آئیں، ان میں ایک عین مکہ مکرمہ ہے بلکہ عین کعبہ ہے اسی کے بارے میں مجدد اعظم نے فرمایا "عرض شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) ناممکن ہے"

لہٰذا ان بارہ صورتوں میں سے دسویں صورت اعلیٰ و بالا ہے گیارہ صورتیں باقی رہیں تنبیہ میں انہیں گیارہ صورتوں کے بارے میں امام اہلسنت فرمارہے ہیں۔ اسے نقشے میں یوں ملاحظہ فرمائیں
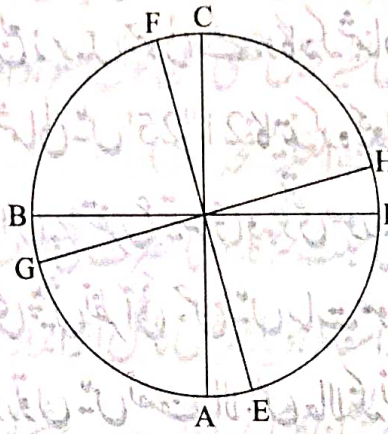
A.B.C.D نصف النہار حرم مقدس AC دائرۂ معدل BD افق استواء B قطب جنوبی D قطب شمالی E مکہ معظمہ EF اول السموت F وہ مخصوص مقام جو قاعدۂ اولیٰ میں ہے G نقطۂ جنوب H نقطۂ شمال GH افق بلد۔

قاعدۂ اولیٰ میں F کا بیان ہے

قاعدۂ ثانیہ میں CH کے درمیان، HD کے درمیان، FC کے درمیان اور BF کے درمیان کا بیان ہے۔

اس میں پانچ صورتیں آئیں۔

اسی طرح بالائے افق پانچ صورتیں ہیں جن کا بیان تیسرے قاعدہ میں ہے۔

A , AE , ED , AG , BG

اس نقشہ میں E '25°21 فصل صفر شمالی ہے جو ان محاسبات بشریہ سے بالاتر ہے۔
اب یہاں کوئی اشکال نہیں رہ گیا صورتیں عیاں ہو گئیں پانچ پانچ ثانیہ و ثالثہ میں اور ایک صورت قاعدۂ اولی میں۔ اس روشنی میں حاشیہ میں بتائی گئی چھ صورتوں میں سے تین صورتیں محل نظر ہیں۔

حاشیہ میں جو دوسری صورت بتائی گئی "عرض شمالی '25°21 سے کم" اس کی یہاں ضرورت کیوں پیش آئی جبکہ یہ طول منتہی میں ہے مذکور مقدار حرم پاک کا ہے جو اس نصف النہار کے ربع بالا شمالی میں انوار و تجلیات کی برسات کر رہا ہے فصل طول صفر کے ربع بالا شمالی کا تقابل فصل منتہی کے ربع زیریں جنوبی سے ہوگا نہ کہ شمالی سے تو پھر 180° کے فصل طول پر نصف زیرین کے ربع شمالی میں '25°21 کا تذکرہ کیوں آیا؟ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں اور جب یہ صورت باطل تو اسی پر متفرع تیسری و چوتھی صورت کا بطلان سب پر ظاہر۔

اب تنبیہ کی وہ عبارت بھی پیش نظر آئی جس میں سات صورتوں میں سمت الراس نصف زیرین میں بتایا گیا اور چار صورتوں میں نصف بالا میں حالانکہ نصف زیرین میں مقاطر کعبہ کو ملا کر چھ صورتیں ہی ملیں۔ قاعدۂ ثانیہ کی ایک صورت (نقطۂ شمالی اور قطب شمالی کے مابین) کی سمت الراس نصف بالا میں ہے نہ کہ نصف زیرین میں۔ اسی طرح قاعدۂ ثالثہ کی ایک صورت جس میں فصل طول صفر ہو اور عرض جنوبی ہو اس میں نقطۂ جنوب و قطب جنوبی کے مابین کی سمت الراس نصف زیرین میں ہے نہ کہ نصف بالا میں۔

حقیقت میں سات اور چار کے عدد ہی یہاں کم از کم میرے لئے ماوراء فہم ہیں۔ جبکہ قاعدۂ سوم میں پانچ صورتوں کا ذکر آیا ان میں ایک صورت کی سمت الراس نصف زیرین میں ہے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاعدہ کی باقی انہیں چار صورتوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ قاعدۂ ثالثہ کی چار صورتوں کی سمت الراس نصف بالا میں نہ کہ مجموعی گیارہ صورتوں میں سے چار کی اور سمت الراس بتانے میں یہاں قطب جنوبی و نقطۂ جنوب کے مابین کو ترک

فرمایا ہے نہ کہ قاعدۂ ثالثہ سے یہ خارج ہے۔

یہی حال نصف زیرین کا ہے تاکہ تقابل میں ہر ایک نصف دوسرے کا آئینہ دار ہو اور ان دونوں میں تعادل کی مقداریں بھی مقابل کی جانشینی کا حق ادا کریں لہٰذا نصف زیرین میں بھی قاعدۂ دوم کی پانچ صورتوں میں سے چار کی سمت الراس ہوگی جبکہ ایک کی سمت الراس نصف بالا میں ہے جو قاعدۂ ثالثہ کی اس صورت کے مقابل میں ہے جس کی سمت الراس نصف زیرین میں ہے اور قاعدۂ اولیٰ کے مقام کی سمت الراس چونکہ نصف زیرین میں ہے اور قاعدۂ ثالثہ میں اس کے مقابل کا تذکرہ نہیں آیا اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا "اس قسم میں قسم اول کی نظیر نہیں یعنی فصل طول صفر ہو اور عرض شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) ناممکن ہے" (کشف العلۃ صفحہ 51)

لہٰذا ایں الفاظ "تنبیہ" کی نسبت سرکار اعلیٰ حضرت کی طرف نظر ثانی کی متقاضی ہے۔ اس میں ممکن ہے کتابت میں رفع واسقاط ہو یا پھر نقل ناقل اثر انداز ہو۔ مناسب ہے کہ قلمی صفحۂ منورہ کو دوبارہ بغور دیکھا جائے تو مجھے یقین کامل ہے کہ یہ سارے شبہات خود بخود دفع ہو جائیں گے۔

آیئے قاعدۂ ثالثہ سے مزید رہنمائی حاصل کریں۔ محقق بے بدل کا ارشاد ہے "اگر فصل طول صفر ہو اور عرض اصلاً نہ ہو یا جنوبی ہو مطلقاً یا شمالی ہو ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے کم تو اس کا قبلہ عین نقطۂ شمال ہوگا اور اگر شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے زائد تو قبلہ نقطۂ جنوب"

امام اہلسنت کے پہلے جملہ "اگر فصل طول صفر ہو اور عرض اصلاً نہ ہو" سے جس مقام پر روشنی کی کرنیں برس رہی ہیں وہ حرم مقدس کے نصف النہار میں حرم الٰہی کے جنوب میں خاص خط استواء پر افریقی ملک "کینیا" کی مشرقی سرحد میں صومالیہ سے متصل علاقہ میں واقع ہے۔ رضوی قلم کا صدقہ ہے کہ آج بار بار محققین اس جگہ کے تذکرہ پر مجبور ہیں شاید کہ "کینیا" والے تحقیق کی ان کرنوں سے ناواقف ہوں جو وہاں بریلی کے آسمان سے نازل ہو رہی ہیں لیکن دنیا اس سے بے خبر نہیں کہ بے حجاب سورج کی طرف مزید رہنمائی کی حاجت نہیں

ہوتی ہے۔"کینیا" کے اس مقام کا قبلہ خاص نقطۂ شمال ہے۔

آپ کا دوسرا جملہ ہے"یا جنوبی ہو مطلقاً" یہ مبارک جملہ کسی خاص مقام تک ہماری رہنمائی نہیں کر رہا ہے بلکہ دس ہزار کلو میٹر کا طویل علاقہ اس جملہ کی گرفت میں ہے جو"کینیا" کی اس جگہ (جس کا بیان پہلے جملے میں آیا) سے جنوب میں قطب جنوبی تک واصل ہے۔اس جملہ میں سرکار اعلیٰ حضرت نے مطلقاً کا لفظ بھی استعمال فرمایا جو عادۃً یا بلا حاجت نہیں بلکہ اس طویل مسافت کی کیفیت برابر نہیں کہ یہ مسافت خود دو حصوں پر منقسم ہے یعنی مکہ مکرمہ کے نصف النہار (کینیا کی مذکورہ جگہ کی سمت الراس سے قطب جنوبی تک) خود افق حرم پاک سے منقسم ہے جس کا بڑا حصہ بالائے افق ہے اور چھوٹا حصہ زیرین افق اشتباہ کا امکان ہے کہ اس جملہ میں بالائے افق کا حصہ ہی ملحوظ ہو اور زیرین افق کا حکم استقبال کسی دوسرے لفظ سے مطلوب ہو، اسی اشتباہ کو دور کرنے کیلئے سیدنا اعلیٰ حضرت نے لفظ"جنوبی" کے ساتھ لفظ "مطلقاً" کا اضافہ کیا اور فرمایا"یا جنوبی ہو مطلقاً" یعنی اس وہم میں نہ رہو کہ یہ حکم صرف بالائے افق پر جاری ہے بلکہ یہ حکم مطلقاً جنوبی کے لئے ہے چاہے بالائے افق ہو یا زیر افق۔

اس طویل علاقہ میں"کینیا" کے مذکورہ مقام کے بعد اسی ملک کا وہ علاقہ آئے گا جو اس کے دارالسلطنت"نیروبی" سے جنوب ومشرق میں ہے پھر"تنزانیہ" کے وہ مقامات ہیں جو مشرق وجنوب میں"موزا مبیق" سے متصل ہیں یعنی جنوب میں"موزا مبیق" اور مشرق میں"بحر ہند" واقع ہے اور اس کے ساتھ ہی"موزا مبیق" کا کافی بڑا علاقہ اس حکم میں داخل ہے۔اس سے آگے خشکی کا کہیں نام ونشان نہیں ہے۔سمندر کی طویل مسافت کے بعد آپ کا استقبال برف کا براعظم کرے گا۔بہر حال دس ہزار کلو میٹر کی اس طویل مسافت کا قبلہ بھی نقطۂ شمال ہے۔

بریلی کا تیسرا جملہ ہے"یا شمالی ہو ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے کم" تیسرے قاعدہ کا یہ تیسرا جملہ ہے یہ گرچہ عرض شمالی میں ہے لیکن حرم مقدس سے جنوب میں واقع ہے اور "کینیا" کے اس مقام سے جس کا بیان جملۂ اولیٰ میں تھا شمال میں واقع ہے۔کعبہ بیت اللہ

اور اس مقام کے مابین تقریباً دو ہزار تین سو کلو میٹر کی مسافت کو اس جملہ نے اپنی گرفت میں لیا ہے۔ اس میں "کینیا" کا وہ شمالی علاقہ ہے جو مبینہ مقام سے شمالی ہے اور ساتھ ہی "ایتھوپیا" کا طویل علاقہ اس کی پناہ میں اپنی قسمت پر ناز کر رہا ہے "ہری ٹریا" کا کچھ حصہ بھی اس جملہ کے سائے میں ہے پھر "بحیرۂ احمر" اور "سعودی عرب" کا وہ علاقہ جو طول صفر اور عرض میں بیت اللہ شریف سے کم میں ہے۔ ان مقامات کا قبلہ بھی نقطۂ شمالی ہے۔ ان مقامات سے آگے کعبہ بیت اللہ جس میں قبلہ خود کعبہ بیت اللہ ہے۔

فرمان رضا کا چوتھا جملہ "اور اگر شمالی ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) سے زائد تو قبلہ نقطۂ جنوب" قاعدۂ سوم کا یہ چوتھا اور آخری جملہ ہے اس کی طوالت حطیم مقدس سے قطب شمالی تک ہے اس میں خشکی کا علاقہ کافی ہے کہ تعلق ربع شمال سے ہے۔ "مدینہ منورہ" الصلوٰۃ و السلام علی صاحبہا کے مشرق سے یہ حجازی علاقہ پیش قدمی کرتے ہوئے "عراق" میں داخل ہوگا پھر "ترکی" کی آبادی کا سامنا ہوگا۔ حطیم پاک سے نکلنے والی رہنما شعاعیں "مدینہ طیبہ" اور "بغداد شریف" کے درمیان سے قطب شمالی کی طرف یوں بڑھتی چلی گئیں کہ ترکی کے بعد "بحر اسود" بھی سامنے نظر آیا پھر "روس" کا علاقہ شروع ہوا روسی شہر "وستو" کو بائیں پہلو میں چھوڑتی ہوئیں یہ شعاعیں روسی دارالحکومت "ماسکو" کے مشرق سے گزری ہیں پھر روسی شہر "رپینسک" کو اپنی گرفت میں لیا ہے اور یہ کرنیں آگے اس قدر بڑھ گئیں کہ قطب شمالی کے ستارے چمک اٹھے جو رات کے کسی بھی حصے میں غروب نہیں ہوتے ہیں۔ ان مقامات پر کرنوں کی آمد جنوب سے ہے لہٰذا پروانوں کا رخ بھی جنوب کو ہوگا اور ان مقامات کا قبلہ نقطۂ جنوب ہوگا۔

نوٹ: تیسرے قاعدہ نے ہماری جو ہدایت کی اس میں احباب کی شرکت سے مسرت میں اضافہ ہی ہوگا۔

قاعدہ (۴)

اگر فصل طول نوے درجے ہو شرقی خواہ غربی اور عرض اصلاً نہ ہو دونوں صورتوں میں انحراف شمالی ہوگا بقدر مکہ مکرمہ

کشف العلۃ صفحہ 51

اس مجددانہ قاعدہ میں دو شمع مطاف پروانے ہیں ان دونوں کا خاص تعلق بھی حرم پاک سے ہے گرچہ یہ دونوں مقام ایک دوسرے کے بُعد منتہی پر واقع ہیں۔ دونوں کے درمیان ہر طرف سے قریب بیس ہزار کلو میٹر مسافت کا فاصلہ ہے اس کے باوجود حرم مقدس سے کچھ خاص انتساب نے ان دونوں کو اور مقامات سے ممتاز کر دیا ہے۔ فاضل بریلوی نے جس کی وجہ سے اپنے دس قاعدوں میں سے ایک خاص ان دونوں کے لئے ایجاد کیا جس کی روشنی میں یہ دونوں مقام نہار ہے ہیں۔ ضوفگن رضوی قندیل کی ہدایت میں صاف ظاہر ہے کہ تینوں سابق قاعدوں میں جتنے مقامات کا بیان آیا اصل میں سبھوں کے دونوں نقطۂ اعتدال میں ہی یہ دونوں مقام ہیں۔ جو فاضل بریلوی کے چوتھے قاعدہ سے قابل رشک بن گئے ہیں۔

اس سے پہلے جتنی جگہوں کا استقبال قبلہ بتایا گیا ان سبھوں کا سورج 20 مارچ اور 23 ستمبر کو ان دونوں میں سے ایک میں طلوع ہو کر دوسرے میں غروب ہوگا یعنی حرم مقدس کے نصف النہار کے دونوں قطب میں یہ دونوں جگہیں آباد ہیں ایک کو نقطۂ مشرق کہا جائے گا تو دوسرے کو نقطۂ مغرب۔

حرم پاک کے نصف النہار کی قوس بالا کا جو مشرقی نقطۂ اعتدال ہے وہی قوس زیریں کا مغربی نقطۂ اعتدال ہوگا اور اس کا مقاطر بالعکس افق مکہ مکرمہ ان دونوں نقطوں میں پہنچ کر اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔ افق استوائی سے جو حصہ اوپر تھا وہ نیچے کا رخ کرتا ہے اور زیریں افق والا حصہ بالائے افق استواء میں قدم رکھتا ہے بلکہ نصف النہار مکہ مکرمہ کے سارے دوائر اول السموت ان دونوں مقاموں میں ایک دوسرے سے معانقہ کرتے ہیں۔

"حرم الٰہی کا نصف النہار ان دونوں کا دائرۂ افق ہے" امام احمد رضا کے اس رضوی اسکیل کو جب خط استواء پر رکھتے ہیں تو ان دونوں میں سے ایک مقام عرض صفر کے '54°129 طول مشرق میں ہمیں "انڈونیشیا" کے کچھ جزیرے نظر آئے جو مشرقی "تیمور" کے شمال میں تقریباً ساڑھے آٹھ سو کلو میٹر کی مسافت پر واقع ہیں اور دوسرا مقام "برازیل" کے شہر "بیلیم" سے مغرب میں وہ علاقہ ہے جو سمندر سے متصل '06°50 پر دعوت نظارہ پیش کر رہا ہے۔

انہیں دونوں خوش نصیب جگہوں کے بارے میں امام احمد رضا نے فرمایا "اگر فصل طول نوے درجے ہو شرقی خواہ غربی اور عرض اصلاً نہ ہو دونوں صورتوں میں انحراف شمالی ہوگا بقدر مکہ مکرمہ" ان دونوں میں سے ہر ایک کا فصل طول °90 کا ہے جبکہ مشرق میں "انڈونیشیا" والی جگہ ہے اور مغرب میں "برازیل" والی۔ ان دونوں کا قبلہ شمالی ہے جبکہ "انڈونیشیا" والی جگہ کا انحراف مغرب کی طرف ہے اور "برازیل" والی کا مشرق کی طرف اور یہ انحراف بقدر عرض تمام مکہ مکرمہ ہے۔ اس لئے کہ یہاں کا نصف النہار ان دونوں مقاموں کا افق بلد ہے۔ اور ان دونوں جگہوں کے دائرہ سمتیہ کا غایت بُعد معدل سے نصف النہار مکہ مکرمہ میں ہے لہٰذا یہی بُعد یہاں عرض انصراف ہوگا اور حرم پاک سے سمت الراس میں۔ اس کے نصف النہار اور اس کے دائرہ سمتیہ کا تقاطع ہوگا یعنی ان دونوں مکانوں کا انحراف نقطۂ شمالی سے '35°68 نقطۂ اعتدال کی طرف ہوگا۔ شرقی کا نقطۂ مغرب کی طرف اور غربی کا نقطۂ مشرق کی طرف یعنی دیوار گھڑی کو فرش پر یوں رکھیں کہ بارہ کا نشان نقطۂ مغرب کی طرف ہو مشرقی مقام کا نمازی اپنے کو مرکز ڈائل پر تصور کرے اور دیکھے کہ پہلے گھنٹے کا نشان کہاں ہے، ٹھیک "12" کے نشان پر منٹ کی سوئی رکھیں پھر مرکز ڈائل سے مغرب کی طرف 5 فٹ کا ایک دھاگہ یوں کھینچیں کہ گھڑی میں اس سوئی کے اوپر سے 5 فٹ تک چلا جائے دھاگہ کے آخری سرے پر زمین میں ایک نشان رکھیں، اب گھڑی کو پھر جاری کریں، "12" کے نشان سے 3 منٹ 39 سکنڈ پر منٹ کی سوئی کے مطابق

اسی دھاگہ کو مرکز ڈائل سے 5 فٹ دور تک لے جائیں اور آخری سرے میں نشان لگائیں، پہلا نشان نقطۂ مغرب کی طرف تھا جبکہ دوسرا نشان مکہ مکرمہ کی طرف ہوگا اور ان دونوں نشانوں میں فاصلہ '25°21 کا ہوگا یعنی شرقی مقام پر نمازی اسی قدر یمین کو مائل ہوگا یا پھر "12" کے بعد گھنٹہ کی سوئی 42 منٹ 25 سکنڈ میں جہاں ہوگی اس سے بھی زاویہ انصراف کا حصول ہوگا اور زاویہ وہی آئے گا جو پہلی پیمائش میں آیا۔ یہی مقدار غربی مقام کے نمازیوں کے لئے بھی ہوگی جبکہ غربی کا میلان یسار کو ہوگا۔ بہر حال دونوں کے لئے یہی مقدار انصراف شمالی کی ہے۔

اور سہل تر طریقہ پر اس مقدار انصراف کو جدید مسلمات مقدار کی اعشاریہ سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً شرقی مقام ہو یا غربی وہاں ہموار زمین پر مشرق و مغرب 10 فٹ کی ایک لکیر بنائیں، غربی مقام کا نمازی اس لکیر کے غربی سرے پر کھڑا ہو کر مشرقی سرے پر نظر رکھے اور مشرقی نمازی اس لکیر کے مشرقی سرے پر کھڑا ہو کر ابھی غربی سرے پر نظر کرے، پھر عرض مکہ مکرمہ کے اعشاری ظلی مقدار سے لکیر کی طوالت 10 فٹ کو ضرب دیا جائے اور حاصل ضرب کو آخری سرے پر (جس پر نظر ہے) شمال کی طرف یوں رکھیں کہ یہاں زاویہ قائمہ بن جائے یہی مقدار مقدار انصراف ہے یعنی

10 فٹ لکیر X 0.3922 عرض مکہ مکرمہ کا ظل = 3.922 فٹ انصراف شمالی

اس لکیر کے آخری سرے سے شمال کو 3 فٹ 28 سینٹی میٹر اور 1 سینٹی میٹر کے دسویں حصہ کے برابر ایک نشان رکھیں اب اس نشان کی طرف نظر کریں پہلے مشرق یا مغرب کو نظر تھی اب نگاہیں کعبہ پر مرکوز ہوگئیں۔ چوتھے قاعدہ سے بریلی کے تاجدار نے ہمیں اسی کی تعلیم عطا فرمائی ہے۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت کے ان چار قاعدوں میں استقبال قبلہ کی تیرہ صورتیں آچکیں۔ ایک قاعدہ اولیٰ میں، پانچ قاعدۂ ثانیہ میں، پانچ قاعدۂ ثالثہ میں اور دو قاعدۂ رابعہ میں، یہ سب قاعدے کچھ اس نہج پر مرتب ہوئے کہ ان میں محاسبات لوگارثمیہ یا اعشاریہ کی اصلاً کوئی

حاجت نہ رہی اور فاضل بریلوی کی نوک قلم سے صادر علمی کرنوں سے یہ تیرہ مقامات جگمگا نے لگے لیکن آنے والے باقی چھ قاعدوں میں "علم مثلث" کی کچھ بہاریں بھی نظر آئیں گی، گرچہ علم مثلث کا فکری محور اصل میں اس کے تینوں ضلع ہیں جبکہ زوایا ثلثہ میں کسی ایک کے تغیر سے ان ضلعوں کے تناسب میں بھی زیادتی یا نقصان لازم ہے۔ امام اہلسنت نے علم الاعداد سے ان تینوں زاویوں پر نظر رکھی ہے اور سہل ترین طریقہ میں مسلمانوں کے سامنے روئے زمین کے تمام گوشوں کو یوں پیش فرمادیا کہ نمازی چشم تصور سے کعبہ معظمہ کو دیکھ رہے ہیں چاہے مصلی خط استواء میں ہو یا عرض شمالی وجنوبی میں، کعبہ کے نصف النہار میں ہو یا اس کے استوائی افق میں، فصل قریب میں ہو یا فصل بعید میں، خشکی میں ہو یا سمندر میں، اس عظیم محقق کے ایک ایک قاعدہ کے سارے نقوش کا ملاحظہ کرنے والے وسیع ترین ان مخفی علمی معدنیات کو دیکھ کر جھوم جاتے ہیں کہ یہ اکتسابی علمی جاہ وجلال ہے یا علم عطائی کے فضل وکمال۔

قاعدہ (۵)

اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم یا بیش ہو اور عرض معدوم تو چاروں صورتوں میں "ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی" فصل طول غربی میں بدستور یہ انحراف نقطۂ مشرق سے ہوگا اور شرقی میں نقطۂ مغرب سے

کشف العلۃ صفحہ 52

اس قاعدہ کا تسلط خط استواء پر ہے یہ خط دائرۂ معدل میں سطح زمین پر متصور ہے گرچہ ان دوائر کا وجود فرضی وانتزاعی ہے لیکن ان کا اعتبار اصلی وحقیقی کی طرح ہے، اسی خط نے کرۂ زمین کو شمال وجنوب دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، اسی کے متوازن خطوط کو عرض بلد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے قاعدہ میں مقاطر کعبہ کو پناہ حاصل کرنے کا شرف ملا، دوسرے

قاعدہ نے اس کے شمال وجنوب 180^0 کے فصل طول کو تابناک بنایا، تیسرے قاعدہ میں خود کعبہ معظمہ کے شمال وجنوب صفر فصل طول کا علاقہ روشن ہوا، جبکہ چوتھے قاعدہ سے امام اہلسنت نے حرم پاک کے نصف النہار کے دونوں قطب کو کعبہ کا راستہ دکھایا۔ اس پانچویں قاعدہ میں چار صورتوں کا بیان آیا

١۔ فصل طول شرقی کم

٢۔ فصل طول شرقی زائد

٣۔ فصل طول غربی کم

٤۔ فصل طول غربی زائد

فصل طول صفر و فصل طول شرقی وغربی کامل اور فصل طول منتہی کا بیان اس میں نہیں آیا وہ صرف اس وجہ سے کہ قاعدۂ دوم میں فصل منتہی وسوم میں فصل صفر اور چہارم میں فصل کامل کا بیان آچکا ہے ویسے یہ قاعدہ اس قدر وسیع ہے کہ پہلے تینوں قاعدوں کے مقابلہ میں اس کا رقبہ زیادہ ہے جبکہ دوسرے اور تیسرے قاعدوں کی ایک ایک صورت اور چوتھا قاعدہ مکمل اس پانچویں قاعدہ میں داخل ہے۔ حرم مقدس کے نصف النہار کے مقابلہ میں یہ دائرہ وسیع تر ہے کہ اس کی طوالت تقریباً چالیس ہزار کلو میٹر ہے جیسا کہ امام المحققین کا ارشاد گرامی ہے

زمین کا نصف قطر استوائی ۲۹۶ء ۳۹۶۳ میل ہے اور نیم قطر قطبی ۷۹ء ۳۹۴۹

پس نیم قطر معدل ۵۴۳ء ۳۹۵۶

پھر کمال تدقیق ادق سے قطر: محیط:::١:١٤١٥٩٢٦٥ء ٣

(حاشیہ منہیہ) فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 630

پیش نظر خط استواء ہے تو پھر یہاں قطر قطبی و قطر معدل کی حاجت نہیں اور 3963.296 میل طویل فاضل بریلوی نے نصف قطر استوائی کو بتایا، تو قطر استوائی 7926.592 میل کا ہوا جبکہ ہمیں یہاں قطر نہیں بلکہ وہ دائرۂ محیط مطلوب ہے جو یہاں قاعدۂ پنجم کے زیر تسلط ہے،

جب قطر ہمیں معلوم ہے تو پھر تحصیل محیط میں کوئی دشواری نہیں۔ ہماری رہنمائی کے لئے یہ جملہ کافی ہے کہ قطر : محیط :: ۱ : ۳،۱۴۱۵۹۲۶۵ کہ قطر معلوم و قطر و محیط کا تناسب بھی معلوم لہٰذا قطر استوائی 7926.592 میل x 3.14159265 = 24902.123 میل کا یہ خط آیا اور ایک میل 1.6 کلو میٹر تو اس کا تعادل 39843.397 کلو میٹر ہوا۔ اس طویل ترین مستطیل کو رضا کے پانچویں قاعدہ نے اپنے قبضہ میں لیا ہے۔ کرۂ ارض پر مفروض یہ دائرہ گرچہ باقی دائروں سے وسیع ترین ہے لیکن نصف النہار حرم پاک کے مقابلہ میں خشکی کا علاقہ اس کے حصہ میں کم آیا ہے۔

اس قاعدہ میں ملحوظ پہلی صورت "فصل طول شرقی کم" کی ابتداء "کینیا" کے دارالحکومت "نیروبی" کے شمال سے ہے۔ یہ علاقہ مشرق کی طرف یوں نظر آرہا ہے کہ اس سے متصل "صومالیہ" کا جنوبی علاقہ ہے پھر یہاں سے بحری لہروں کا سامنا ہوگا۔ "بحر ہند" میں جزیرہ "مالدیپ" کے دارالسلطنت "مالے" سے تین سو کلو میٹر جنوبی میں سمندری علاقہ سے آگے بڑھے گا یہاں تک کہ "انڈونیشیا" کا جزیرہ "سماترا" اس میں داخل ہے۔ "صومالیہ" اور "سماترا" کے مابین پونے چھ ہزار کلو میٹر کی طویل مسافت "بحر ہند" میں غرقاب ہے۔ پانچویں قاعدہ کی اس صورت میں داخل خشکی کا بڑا علاقہ "انڈونیشیا" کا صوبہ "بورنیو" ہے پھر اسی ملک کے چھوٹے چھوٹے جزیرے ملیں گے بالآخر اسی کے شمال میں پانی کے اوپر "فصل طول شرقی کم" کا اختتام ہوگا۔

اس قاعدہ کی دوسری صورت "فصل طول شرقی زائد" میں "انڈونیشا" کے ہی کچھ جزیرے ملیں گے جو شاید آباد بھی نہ ہوں، آگے "نورو" کا جزیرہ ملے گا پھر باقی دس ہزار کلو میٹر کی مسافت میں اور کوئی خشکی نہیں ہے۔

اس رضوی قاعدہ کی تیسری صورت "فصل طول غربی کم" اسی میں زمین زیادہ نظر آرہی ہے اور انسانی چہل پہل اسی صورت میں زیادہ ہے۔ "کینیا" کے عرض صفر میں موجود

'39°54 طول شرقی سے کم باقی پورا علاقہ آگے "یوگانڈا" پھر "کانگو" کا وسیع ترین علاقہ اور باقی مغربی افریقی کچھ حصے اسی صورت کے زیرنگیں ہیں پھر "اٹلانٹک سمندر" کا وسیع علاقہ سامنے آئے گا پھر اس کے مغربی ساحل "برازیل" کے اس حصہ تک اس صورت کا قبضہ ہے جو عرض صفر کے '50°06 غربی تک واقع ہے۔

اس قاعدہ کی چوتھی اور آخری صورت "فصل طول غربی زائد" اس میں "برازیل" کا باقی مغربی علاقہ پھر "کولمبیا" کے جنوب کی خشکی اور "کیوٹو" کے شہر کے ساتھ اس سے مغرب میں واقع باقی خشکی کا علاقہ بھی اسی میں شامل ہے آگے پھر سمندر کا سفر ہوگا اس میں کچھ جزائر ملیں گے۔ مبارک قاعدہ کی چوتھی صورت کا جلوہ سمندر کے اس حصہ تک صاف نظر آرہا ہے جو '140°06 تک پھیلا ہوا ہے۔

اس قاعدہ کی چاروں صورتوں نے خط استواء کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا ہے ہر ایک حصہ ان میں سے کسی ایک صورت کے زیر تصرف ہے گرچہ اس دائرہ کے چار گوشوں کا بیان ماسبق قاعدوں میں آچکا ہے۔ فصل طول صفر قاعدۂ سوم میں، فصل طول منتہی قاعدۂ دوم میں اور فصل کامل شرقی وغربی قاعدۂ چہارم میں داخل ہے۔

یہ پانچواں قاعدہ گرچہ نقاط اربعہ کے علاوہ باقی مقامات کی طرف رہنمائی کر رہا ہے لیکن یہ نقاط اربعہ بھی اس قاعدہ کی ضیاباری سے خوب خوب مستفیض ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اس میں امام اہلسنت نے جس ضابطہ کو پیش فرمایا ہے اسے صرف باقی مقامات دائرہ پر ہی نہیں بلکہ نقاط اربعہ پر بھی جاری کر سکتے ہیں۔ امام احمد رضا نے خود ان پر جاری فرما کر ان توہمات کو دور فرما دیا ہے کہ نقاط اربعہ اس قاعدہ سے خارج ہیں۔ چالیس ہزار کلومیٹر کی اس طویل مسافت کے لئے بریلی کا رہنما قاعدہ یہ ہے

ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی

لفظ "ظم" یہاں "ظل تمام" کا مخفف ہے۔ علم مثلث میں "ظل" کے مقابلہ میں اس کا

استعمال عام ہے جبکہ عمود زاویہ کو قاعدہ پر تقسیم سے برآمد نتیجہ کو اس زاویہ کی ظلی مقدار سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر مقسوم علیہ قاعدہ کی جگہ عمود کو قرار دیا جائے اور قاعدہ عمود کی جانشینی کرے تو پھر اسی کو "ظل تمام" سے تعبیر کرتے ہیں، سرکار اعلیٰ حضرت نے لفظ "ظم" سے اسی کو بیان فرمایا ہے۔ عرض مکہ مکرمہ 21°25' ہے تو اس کا تمام 68°35' ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کا "ظل" دوسرے کا "ظل تمام" ہے لہٰذا 68°35' کا "ظل" 21°25' کا "ظل تمام" ہوگا۔

اسی طرح یہاں دوسرا لفظ "جیب" ہے۔ یہ دراصل اس مقدار کا نام ہے جو کسی زاویہ کے عمود کو اسی کے "وتر" پر تقسیم سے برآمد نتیجہ ہو، امام احمد رضا نے یہاں ان دونوں مقداروں سے ہی کام لیا ہے۔

حرم مقدس نے چونکہ اپنے محل وقوع سے کرۂ ارض کے نصف شمال کو جنوبی پر فضیلت دی ہے لہٰذا خط استواء حجاز مقدس سے کافی جنوب میں واقع ہے۔ قریب چالیس ہزار کلومیٹر کے اس طویل خط کی پیمائش کے لئے امام احمد رضا کا عطا کردہ اسکیل یہ ہے

ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی

امام اہلسنت کا یہ قاعدہ ایک ایسا کلیہ ہے جس کے تحت اس خط کے سارے جزئی مقامات موجود ہیں۔ یہ آپ کا بڑا احسان ہے کہ آپ نے متعدد مثالوں سے اس قاعدہ کی وضاحت بھی فرمائی، حالانکہ اس وضاحت کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی کہ اہل علم اس جملہ کے علمی ذخائر سے باخبر ہیں اور مخصوص حضرات ہی اس مبارک آلہ سے پیمائش کے مستحق ہیں لیکن سرکار اعلیٰ حضرت کو ہم جیسے کمزور ذہن وفکر والے غلام یاد آئے ہوں گے تاکہ ان مثالوں کے آئینے میں پانچویں قاعدہ کا یہ جملہ جلوہ گر ہو اور سطحی غلاموں کو بھی دعوت نظارہ پیش کرے اور اہل علم کے صدقے میں ہم جیسے بھی اس سے کچھ استفادہ کرسکیں۔

یہاں مثال میں امام اہلسنت فرماتے ہیں "فرض کرو فصل طول شرقی یا غربی ایک دقیقہ عرض مکہ مکرمہ (کاکہ)" (کشف العلۃ صفحہ 53)

قاعدۂ اولیٰ میں گزرا کہ ایک دقیقہ کا طول 6085.92 فٹ ہے اور ایک فٹ برابر 30.48 سینٹی میٹر تو ایک دقیقہ کا تعادل 184675.882 سینٹی میٹر کا آیا یعنی 1 کلو میٹر اور 847 میٹر سے قریب آیا اور فاضل بریلوی نے فرمایا "فرض کرو فصل طول شرقی یا غربی ایک دقیقہ "کینیا" کی اس جگہ کو پھر پیش نظر رکھیں جس کا بیان یہاں قاعدۂ سوم میں آچکا ہے، اور اس قبلہ نقطۂ شمال تھا لیکن اب نمازی یہاں نہیں بلکہ اس سے مشرق یا مغرب کو 1 کلو میٹر 847 میٹر کے بُعد پر ہے یہ نمازی اگر "کینیا" کی اس جگہ سے مشرق میں ہے تو اس کا دائرۂ سمتیہ سمت الراس حرم تک مشرقی رہے گا پھر اس کے بعد نصف النہار مکہ سے مغربی ہو جائے گا اور اگر اسی بُعد پر نمازی مغرب میں ہے تو اس کا میلان بالعکس ہوگا یعنی اس کا انحراف شمال سے مشرق کو ہوگا۔

"کینیا" کی مذکورہ جگہ سے مشرق و مغرب میں بُعد کے ساتھ نقطۂ شمال سے بھی بُعد بڑھتا جائے گا اور اعتدال سے قرب بڑھے گا یہ معاملہ یوں ہی فصل طول کامل تک جاری رہے گا پھر فصل زائد پر قدم رکھتے ہی رخ نقطۂ شمال کی طرف ہو جائے گا ہر ایک قدم پر اعتدال سے دوری ہوگی جبکہ نقطۂ شمال سے قرب بڑھے گا لیکن یہ قرب و بُعد کس مقام پر کس مقدار کا ہوگا اس کی تعلیم دیتے ہوئے امام احمد رضا نے فرمایا

ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی

لہٰذا وہ نمازی جو "کینیا" کی مذکورہ جگہ سے صرف 1 کلو میٹر اور 847 میٹر یعنی 2 کلو میٹر سے کم کے فاصلہ پر یہاں سے مشرق یا مغرب میں ہے اس کے لئے استخراج قبلہ یوں ہوگا

ظم عرض حرم پاک 10.4064577

+ جیب ایک دقیقہ فصل طول 6.4637261

= ظل انحراف 6.8701838

اس ظل کی قوس "02'36 (دو دقیقہ چھتیس ثانیہ) ہے۔ یہی تمام انصراف ہے یعنی

نقطۂ شمال سے اسی قدر قبلہ اعتدال کو منحرف ہوگا شرقی مقام کا قبلہ مائل بغرب اور غربی کا قبلہ مائل بشرق ہوگا۔

یہ حساب لوگارثمی مقدار پر ہے جس کا قاعدہ دس کو بنایا گیا ہے اس میں اعشاریہ سے قبل کم وبیش صرف عدد کی کمی بیشی نہیں بلکہ اس کی ایک طاقت کی کمی بیشی پر دال ہے مثلاً دس کی جگہ گیارہ آجائے تو اس کی طاقت دس گنا بڑھ گئی اور دس کی جگہ نو آجائے تو اس کی طاقت صرف ایک دہائی کی رہ گئی اور دس کی جگہ آٹھ آنا ایک فیصد طاقت باقی رہنے پر دال ہے، اسی طرح سات کا عدد ہزارویں حصہ پر دال ہے جبکہ یہاں ایک دقیقہ کی جیبی مقدار کو سات اور چھ کے درمیانی عدد سے بتایا گیا ہے جو اصل طاقت کے ہزارویں حصہ سے بھی کم پر دال ہے۔

"کینیا" کی وہ جگہ جس کا بیان قاعدۂ سوم میں تھا اور اس کے مشرق ومغرب کی ایک ایک آبادی جو اس سے صرف 1 کلو میٹر اور 847 میٹر کے فاصلہ پر ہیں، تینوں کے دوائر سمتیہ کا تصور کیا جائے تو درمیانی مقام کا سمتیہ اسی کے نصف النہار پر منطبق ہے جو حرم مقدس کی سمت الراس سے قطب شمالی تک گیا ہے لیکن ان دونوں مقاموں میں سے ہر ایک کا دائرہ سمتیہ سمت الراس مکہ میں ایک دوسرے کا قاطع ہے بلکہ تینوں ایک دوسرے سے متقاطع ہیں اب تک جو غربی تھا یہاں سے شرقی ہوگیا اور جو شرقی تھا غربی ہوگیا یہی وجہ ہے کہ شرقی کا قبلہ منحرف بغرب اور غربی کا بالعکس نظر آیا۔ تقریباً ڈھائی دقیقے کا یہ انحراف اس ایک دقیقہ کے بُعد پر لازم آیا جو "کینیا" کے ان تینوں بلاد کے مابین آپس میں منحصر ہے۔ اس بُعد میں جس قدر افزودگی ہوگی انحراف میں بھی تزاید ہوگا اور اعتدال سے قرب بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ حرم پاک کے اعتدالین میں یہ انحراف اپنے کمال کو پہنچے گا اور ظم حرم بعینہٖ ظم انصراف قرار پائے گا۔

امام احمد رضا نے لوگارثمی مقدار سے اہل علم کی رہنمائی فرمائی اور ظل حرم پاک و جیب ایک دقیقہ کو آلۂ تفہیم بنایا۔ اسی روشنی میں ہم دورِ حاضر کے آلات جدیدہ سے بھی اس کا

معادلہ کر سکتے ہیں یعنی لوگارثمی مقدار کی بجائے اعشاری مقدار کو بھی بروئے کار لا سکتے ہیں۔ مثلاً

ظم عرض مکہ 2.5539

x جیب فصل طول 0.0003

= حاصل ضرب 0.0007

اور یہ ''36'02 کا ظل ہے فاضل بریلوی کے ظلی قاعدہ کے نورانی ظل میں یہ جدید قاعدہ بھی سکون کی سانس لے رہا ہے۔ ہمارے امام نے صرف مطلوب نتیجہ سے ہم پر احسان نہیں کیا ہے بلکہ اس گہر مطلوب تک رسائی کے لئے راستے بھی بتا دیئے ہیں۔

بہر حال اس پر فیض قاعدہ میں جن چار مقامات کا تذکرہ آیا ان میں سے دو مقاموں کو محقق بریلوی نے علمائے اہلسنت کے سامنے پیش فرمایا۔ بظاہر یہ دو مقام ہیں جو استواء میں فصل صفر کے شرق و غرب میں واقع ہیں لیکن حقیقت میں اسی روشنی سے ہزاروں مقامات کے قبلہ کو ہم صاف دیکھ سکتے ہیں۔ اس طرح ہر ایک دقیقہ کے فصل طول کی آبادی کا تصور کیا جائے تو 90^0 تک صرف مشرق میں 5400 مقامات پائے جائیں گے اور یہی تعداد مغرب میں ہوگی یہ 10800 مقامات صرف خط استواء کے نصف بالا میں پائے گئے اور اسی قدر نصف زیریں میں ہیں تو مقامات کا کل میزان 21600 ہوا۔

اس قاعدہ کی چاروں صورتیں ان سب مقامات کو جامع ہیں اور فاضل بریلوی کے اسی بافیض قاعدہ سے یہ سارے مقامات مستفیض ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی مقام اس قاعدہ سے خارج نہیں۔ ان چاروں صورتوں میں دو فصل کم کی ہیں دو فصل زائد کی، فصل کم کی دونوں صورتوں کی دو دو حالتیں محقق بریلوی نے بیان کی ہیں اسی طرح فصل زائد کی، دقیقوں میں فصل کم کی ابتداء و انتہاء کو بیان فرمایا ہے اسی طرح فصل زائد کی۔ اس میں آپ نے ابتداء و انتہاء کو فصل کم میں فصل '01 کو جس طرح روشنی عطا کی اسی طرح اس کی انتہاء '$89^0$59 کو بھی جلوہ دکھایا۔ اس اسکیل پر ایک مقام "برازیل" میں ہے دوسرا "انڈونیشیا" میں، وہی قاعدہ

ان دونوں پر بھی جاری ہوگا جو پہلے دونوں پر جاری ہوا تھا یعنی

ظلم عرض مکہ + جیب فصل = ظلم انصراف شمالی

لہٰذا	ظلم عرض مکہ	10.4064577
	+ جیب فصل	مثل مرفوع
	= حاصل جمع	10.4064577

68°35' کا انحراف ہوا نقطہ شمال سے حالانکہ یہ پیمائش نقطہ اعتدال کی ہے حرم مقدس کے دونوں نقطہ اعتدال کے جانبین کا قبلہ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے تقریباً ایک ہی کو قرار دیا ہے تو یقیناً اعتدالین اس قاعدہ میں داخل ہیں۔

89°59' کی جیب جب مثل مرفوع ہے تو اس کے دائرہ سمتیہ کا غایت بُعد معدل سے سمت الراس مکہ مکرمہ میں ہوگا لہٰذا عرض مکہ ہی عرض انصراف ہوا اور اس کا تمام انحراف ہے۔

اب تک اس میں چار مقامات کا بیان آچکا ہے، فصل کم شرقی ابتدائی دقیقہ، فصل کم شرقی انتہائی دقیقہ، فصل کم غربی ابتدائی دقیقہ، فصل کم غربی انتہائی دقیقہ۔ فائدہ کے نام پر یہاں مزید دو مقام کا تذکرہ اور آیا، محقق بے بدل کا ارشاد گرامی ہے "یہاں اگر جیب فصل ظل عرض حرم کے مساوی ہو یعنی فصل طول ۲۳ (درجے) ۳۲ (دقیقے) ۵ (ثانیے) تو انصراف ۴۵ درجے کا ہوگا" (کشف العلۃ صفحہ 53) کہ "23°32'05 کی جیب 21°25' کے ظل کے مساوی ہے، جب اس ظل کے لوگارثم کو مذکورہ جیب کے لوگارثم سے جوڑا جائے تو مرفوع نتیجہ برآمد ہوگا۔ یا پھر ظلی عدد اعشاری کو جیب مذکور کے اعشاری عدد پر تقسیم سے "1" نتیجہ آئے گا جو 45° کا ظل ہے۔

یہاں بھی دو مقاموں کو روشنی ملی ان میں سے ایک بحر ہند میں "کینیا" اور "مالدیپ" کے درمیان "63°26'05 طول شرقی میں زیر آب ملا جبکہ دوسرا مقام افریقی ملک "کانگو" میں "16°21'55 طول شرقی پر نظر آیا۔ "کانگو" کی اس جگہ کا قبلہ شمال و مشرق ہے جبکہ پہلی جگہ کا

قبلہ شمال و مغرب ہے۔ یہاں خط استواء پر حرم پاک سے قرب بڑھے گا تو نمازی کا قبلہ مشرق و مغرب سے خارج ہو جائے گا اور بُعد کی زیادتی پر جہت شمال سے خارج مانا جائے گا۔

اب یہ بریلی کا قاعدہ فصل کم کی سرحدوں کو منہدم کرتا ہوا پیش قدمی جاری رکھتا ہے اور فصل زائد کو بھی کعبہ بیت اللہ کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ اس میں بھی ابتداء و انتہاء دو مقامات کو کعبہ کی طرف رہنمائی فرما کر باقی 10798 جگہوں کو بھی کعبہ کا جلوہ دکھا رہا ہے۔ پانچویں قاعدہ کے تحت تیسری مثال میں مبارک الفاظ ہیں "فرض کرو فصل طول ۹۰ درجہ ایک دقیقہ تو قوس منفح ۸۹ درجہ ۵۹ دقیقہ اور انحراف وہی بقدر عرض مکہ" (کشف العلۃ صفحہ 53) یہ جگہ فصل شرق میں نقطہ مشرق کے بعد اس سے متصل ہے (لہٰذا اس کا محل وقوع انڈونیشیا میں ہے) فصل غربی میں نقطہ مغرب کے بعد (تو پھر اس کا وجود برازیل میں ہوگا) ان دونوں کا قبلہ ایک ہی عرض پر ہے کہ یہ دونوں جگہیں زائد فاصلہ پر اعتدالین سے متصل ہیں جبکہ کم فاصلہ پر متصل دو مقام کا بیان یہاں آ چکا ہے اور ان دونوں کا قبلہ قبلہ اعتدالین ہے تو ان دونوں کا قبلہ بھی قبلہ اعتدالین قرار پائے گا کہ اُن دونوں کی قوس فصل ان دونوں کے فصل کی منفح قوس کے مطابق ہے اور اس کی جیب مثل مرفوع لہٰذا ظم عرض حرم ہی ظم انصراف شمالی ہوگا۔ ابھی مبحث چونکہ خط استواء ہے جسے مکہ مکرمہ کے نصف النہار اور اس کے افق استوائی نے مل کر چار برابر حصوں پر منقسم کر دیا ہے یہی نقاط اربعہ فی الحال بارگاہ مجدد اعظم میں حاضر ہیں شرقی و غربی کے اعتبار سے ہر ایک کی دو دو صورتیں بن چکی ہیں۔

اب حرم پاک کے نصف النہار کی قوس زیرین سے متصل مقامات کی مثال باقی ہے اس پر سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "فرض کرو فصل طول ۱۷۹ درجہ ۵۹ دقیقہ تو قوس منفح ایک دقیقہ اور انحراف مثل اول" (کشف العلۃ صفحہ 54) صورت اولیٰ میں معلوم ہو چکا ہے کہ یہ انحراف نقطہ شمال سے "02'36 ہے اگر اس طول پر مقام مغربی ہے تو یہ انحراف مشرق کو ہوگا اور مشرقی بالعکس۔

یہاں فصل شرقی کا یہ مقام طول مغربی '07°140 میں ہے جبکہ غربی مقام طول مغربی '05°140 میں واقع ہے، حقیقت حال تو یہ ہے کہ یہاں خشکی کا کوئی نشان بھی نہیں ہے یہاں کی زمین تہ سمندر میں ہے۔

اس مبارک قاعدہ میں بصراحت امام احمد رضا نے چار مقامات کی نشاندہی فرمائی۔شرقی وغربی کے آئینے میں انہیں کی آٹھ صورتیں نظر آئیں پھر ان آٹھ صورتوں کی کرنوں میں خط استواء کی 21600 جگہیں جگمگا اُٹھیں اور ہر ایک کے روبرو قبلہ جلوہ بار نظر آیا۔

بارگاہ احمد رضا کی خاک بوسی کے صلہ میں فیضان کرم یہ ہوا کہ دوسرے طریقہ سے بھی ہم اس قاعدہ سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔رضا کا قاعدہ ہے

ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی

یہاں اگر "ظم عرض مکہ" کی جگہ "ظل عرض مکہ" لیا جائے اور لوگارثم میں جیب فصل طول کو اس سے منہا کیا جائے تو ظل انصراف کا نتیجہ سامنے آئے گا یا پھر اعشاری مقدار میں "ظل عرض مکہ" کو "جیب فصل طول" پر تقسیم کیا جائے پھر بھی وہی نتیجہ روبرو ہوگا اور ظل انصراف کا سامنا ہوگا اور یہ کوئی جدا قاعدہ نہیں بلکہ رضوی قاعدہ کے ہمہ جہت فیضان کرم کا ایک قطرہ ہے۔

اس کے مطابق اگر ہم کوئی جدید جگہ فرض کریں جیسا کہ "کینیا" سے مغرب میں افریقی ملک "کانگو جمہوریہ" کی وہ جگہ جو خط استواء میں '54°19 طول مشرق میں واقع ہے، رضوی قاعدہ سے اس کے استخراج قبلہ کا طریقہ یہ ہے کہ

ظم عرض مکہ + جیب فصل = ظم انصراف شمالی

لہٰذا ظم عرض مکہ	10.4064577
+ جیب فصل 20^0	9.5340517
= ظم انصراف	9.9405094

جدول ظل میں '05°41 کا یہ ظل ہے۔ یہی انحراف ہوگا نقطۂ شمال سے مشرق کی طرف۔
اس اُجالے میں وہ صورت بھی صاف نظر آرہی ہے جو میں نے عرض کی تھی کہ "ظم عرض مکہ" کی جگہ "ظل مکہ مکرمہ" لیا جائے اور جیب فصل کو اس سے منہا کیا جائے تو ظل انصراف نتیجہ ہوگا

لہٰذا ظل حرم 9.5935423

-جیب فصل 20^0 9.5340517

=ظل انصراف 10.0594906

جدول ظل میں اس کی قوس '55°48 ہے اور اس کا تمام '05°41 ہے یہاں حاصل اسقاط میں بھی نتیجہ وہی آیا جو حاصل جمع میں تھا۔ اس مقام کے لئے یہی ظم انصراف ہے نقطۂ شمال سے اعتدال مشرق کی طرف یہی مقدار میلان ہے۔
اس طرح اعشاری مقدار میں بھی اس کا استخراج کیا جاسکتا ہے۔

ظم عرض مکہ x جیب فصل = ظم انصراف ہوگا .... یا پھر
ظل عرض مکہ ÷ جیب فصل = ظل انصراف ہے

یہ کوئی اور قاعدہ نہیں بلکہ اسی کی ایک عکسی صورت ہے ان دونوں میں دوسری صورت حاضر خدمت ہے۔ ظل تمام کی جگہ ظل سے کام لیا جائے اور جمع کی جگہ تقسیم پر اکتفاء کیا جائے تو پھر نتیجہ تمام انصراف نہیں بلکہ عین انصراف ہوگا۔

مثلاً ظل عرض مکہ مکرمہ 0.3921

÷جیب فصل 20^0 0.342

=ظل انصراف 1.14649

جدول ظل میں اس کی قوس '55°48 ہے اس کا تمام '05°41 یہی قوس انحراف ہے نقطۂ شمال سے یعنی "کانگو" کی اس جگہ کا قبلہ جو '54°19 طول مشرقی میں خط استواء پر واقع ہے اس کا قبلہ نقطۂ شمال سے '05°41 نقطۂ مشرق کی طرف منحرف ہے۔ رضا کے پانچویں قاعدہ کی

دور بین نگاہوں سے خط استواء کے کسی بھی گوشہ سے کوئی بھی دیدہ ور اب اپنا قبلہ صاف دیکھ سکتا ہے۔

قاعدہ (٦)

اگر فصل طول نوے درجے شرقی یا غربی اور عرض جنوبی ہو خواہ شمالی عرض مکہ مکرمہ سے کم یا برابر یا زائد آٹھوں صورتوں میں ظل عرض مکہ + جم عرض بلد = ظل انصراف شمالی

کشف العلۃ صفحہ 54

کعبہ معظمہ کی زیارت کرانے والے دس رضوی قاعدوں میں سے یہ چھ نمبر کا قاعدہ ہے۔ از یں قبل پانچ قاعدوں نے دو دائروں کو روشن کیا ایک کعبہ معظمہ کا نصف النہار دوسرا دائرۂ معدل۔ امام احمد رضا کے ان قاعدوں سے ہمیں تحقیق کی اس عظیم دولت سے سرفرازی ملی جس کے صدقے میں ان دونوں دائروں میں آباد خوش نصیب نمازی چشم بصیرت سے کعبہ بیت اللہ کی زیارت کر رہے ہوں گے لیکن کرۂ ارض کا ابھی تک بہت بڑا علاقہ باقی ہے کہ انسانی آبادی صرف ان دو دائروں میں ہی منحصر نہیں۔ لہٰذا تحقیق کا دائرہ اور وسیع ہونے لگا۔ اس محقق اعظم کی نگاہِ انتخاب میں حرم الٰہی کے افق استوائی کو حاضری کی سعادت ملی۔ یہ قاعدہ گرچہ دو سطر میں ہے لیکن اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ حرم پاک کا پورا افق استوائی (جو تقریباً 40000 کلو میٹر طویل ہے) اس قاعدہ کے درمیان کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے چمکتی ہوئی آنکھ میں دلکش پتلی جاذب نظر ہو، یا پھر خوبصورت ہالہ میں مقید چاند ہو، اس قاعدہ میں امام احمد رضا نے آٹھ صورتوں کا تذکرہ فرمایا کہ یہ مقامات حرم مقدس سے 90° کے فصل طول میں واقع ہیں اور نصف شمالی سے اللہ کا یہ مقدس گھر کرۂ زمین پر جلوہ بار ہے لہٰذا ان صورتوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے

ا۔ فصل شرقی جنوبی

۲۔ فصل غربی جنوبی
۳۔ فصل شرقی شمالی کا عرض عرض مکہ سے کم
۴۔ فصل شرقی شمالی کا عرض عرض مکہ کے برابر
۵۔ فصل شرقی شمالی کا عرض عرض مکہ سے زائد
۶۔ فصل غربی شمالی کا عرض عرض مکہ سے کم
۷۔ فصل غربی شمالی کا عرض عرض مکہ کے برابر
۸۔ فصل غربی شمالی کا عرض عرض مکہ سے زائد

محقق بریلوی کے اس قاعدہ میں انہیں آٹھ صورتوں کا بیان ہے، یہ قاعدہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ تابناک ہے کہ چاند کی روشنی صرف نصف بالا تک محدود ہے جبکہ اس قاعدہ میں بالا و زیریں کے دونوں حصے منور ہیں۔ یہ آٹھ صورتیں اسی جلوہ کی آٹھ شمع ہیں بعض اذہان کو ان صورتوں کی تعداد کے آٹھ ہونے پر توقف ہے کہ جس طرح عرض شمالی کی چھ صورتیں ہیں اسی طرح جنوبی میں بھی ان چھ صورتوں کو منعکس ہونا چاہیئے تو اس قاعدہ میں صورتوں کا کل میزان بارہ ہونا چاہیئے نہ کہ آٹھ۔

یہ وہم خود توجہ طلب ہے، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ "اگر فصل طول نوے درجے شرقی یا غربی" یہ مقدار فصل کامل کی ہے، یعنی یہ فصل کم کے منتہی پر واقع ہے اور اس پر منطبق ہے جبکہ فصل کم جنوبی کا قبلہ مطلقاً شمالی ہے خواہ شرقی ہو یا غربی اس میں ان احتمالات ثلثہ کی کوئی گنجائش نہیں اسی لئے یہاں جنوب کی آپ نے صرف دو ہی صورتیں بیان کیں اور فصل کم شمالی میں تینوں احتمالات جاری ہیں۔ کبھی قبلہ نقطۂ اعتدال، کبھی جنوبی اور کبھی شمالی، پھر یہ تینوں صورتیں جس طرح شرقی ہیں اسی طرح غربی بھی ہیں لہٰذا فصل کم شمالی میں چھ صورتیں پائی گئیں اور اسی پر 90^0 کا فاصلہ منطبق ہے تو اس میں بھی یہ چھ صورتیں پائی جائیں گی لہٰذا دو جنوبی اور چھ شمالی کا کل میزان آٹھ ہی آئے گا جیسا کہ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے

فرمایا "تو پھر اس تعداد پر شبہ کا اظہار بے معنی ہے"

حرم پاک کے زیر سایہ کرۂ زمین کا جو حصہ مرجع آفاق ہے جدید جغرافیہ کے آئینہ میں بھی وہ '$39^0 54$ طول مشرق میں انوار و تجلیات کا مخزن نظر آرہا ہے لہٰذا اس سے مشرق و مغربی وہ جگہیں قاعدہ نمبر چھ میں داخل ہیں جن کا فصل طول یہاں سے کامل ہو یعنی وہ 90^0 کے فاصلہ پر واقع ہوں بالفاظ دیگر جو مقامات مکہ مکرمہ کے افق استوائی میں موجود ہوں اور وہاں سے فصل کامل کے کرب میں حسرت بھری نگاہوں سے خانہ کعبہ کو نہ سہی اس کی جہت کو دیکھ رہے ہوں۔

جہاں قاعدہ نمبر چار میں مکہ مکرمہ کے مشرق و مغرب کا بیان آیا تھا وہیں "انڈونیشیا" کے ایک سمندری علاقہ کا تذکرہ آیا ہے وہیں سے ان مقامات کی ابتداء ہے اس سے شمال کی طرف بحری علاقہ ہے جو "فلپائن" کے مشرق سے گزرتے ہوئے "جاپان" کو اپنے قبضہ میں کرے گا پھر جاپانی خشکی کو عبور کرتے ہی وہ بحری علاقہ آئے گا جو "جنوبی کوریا" اور "شمالی کوریا" کے مشرق میں واقع ہے پھر ساحل سمندر میں یہ فصل کامل روسی زمین پر قدم رکھے گا پھر "چین" کا مشرقی حصہ ملے گا۔ "چین" کی سرحدوں کو عبور کرتے ہی پھر دوبارہ روس میں داخل ہوگا۔ روسی شہر "الدیکن" کے مغرب سے آگے بڑھتے ہوئے روسی شہر "ورکھویانسک" کو اپنے سایہ میں لے گا۔ "روس" کی سرحدوں سے گزرتے ہوئے یہ خط برف کی وادیوں میں قدم رکھے گا، قطب شمالی تک برف ہی برف ہے یہاں مغرب میں بھی برف ہے۔ برف کے سمندر میں ہی "ڈنمارک" کی خشکی کا علاقہ آپ کا استقبال کرے گا پھر "جنوبی ڈنمارک" سے "برازیل" کی شمالی سرحد تک کہیں خشکی نہیں ہے۔ یہ طویل حصہ سمندر کا ہے۔ "برازیل" کے جنوب میں پھر بحری سفر ہوگا جس کا اختتام "انٹارٹیکا" میں برف کے پہاڑوں پر ہوگا۔ اب جنوب و مشرق میں خشکی کے نام پر "آسٹریلیا" کا وسیع علاقہ ملے گا جبکہ باقی حصہ میں پانی ہی پانی ہے پھر یہاں سے آپ "انڈونیشیا" کی اسی جگہ پر پہنچ جائیں گے جہاں سے چلے تھے۔ یہ

پورا علاقہ جو قریب 40000 کلومیٹر پر مشتمل ہے اس قاعدہ نمبر چھ کے زیر تسلط ہے۔ امام احمد رضا نے اسی کی آٹھ صورتیں بتائی ہیں۔ اس دائرہ میں جتنی بھی جگہیں متصور ہیں ان کے قبلہ کا زیادہ سے زیادہ اعتدالین سے انحراف عرض مکہ مکرمہ ہے، عرض بلد کی زیادتی سے عرض انصراف میں تناقص ہوگا۔ قطبین کے پاس کا قبلہ قریب اعتدالین میں سے کوئی ایک ہوگا۔ انحراف قبلہ کی اس زیادتی ونقصان پر قبضہ برقرار رکھنے اور زیادت ونقصان کی اس مقدار کو حاصل کرنے کے لئے بریلی سے ہماری نگاہوں کو روشنی مل رہی ہے کہ

ظل عرض مکہ + جم عرض بلد = ظل انصراف شمالی

اس پرنور قاعدہ میں تین اصطلاحیں موجود ہیں۔ ظل عرض مکہ و جم عرض بلد، ظل انصراف شمالی۔ ازیں قبل ظم اور جیب کا بھی استعمال ہوا لہٰذا ان اصطلاحات کی معمولی توضیح یہاں بھی مناسب رہے گی کہ آئندہ قاعدوں میں ان کا استعمال زیادہ ہے۔ گھڑی کی شکل میں ایک دائرہ بنایا جائے اس میں "12" تک کے نشانات بھی ہوں اس دائرہ کو حرم پاک کا افق استوائی تصور کریں جس پر اس قاعدہ کی نورانی برسات ہو رہی ہے، "12" کا نشان سب سے اونچے نقطہ پر ہو اور "6" کا نشان سب سے نیچے، اسی طرح دائیں بائیں "3" اور "9" ہوگا۔ "12" اور "6" کو ایک لکیر سے ملائیں اسی کا نام خط استواء ہے۔ اسی طرح "3" اور "9" کو ایک لکیر سے ملایا جائے تو یہ نصف النہار مکہ ہے، مرکز دائرہ میں یہ دونوں لکیریں ایک دوسرے کو قطع کریں گی یہی نقطۂ تقاطع قاعدہ میں موجود مقامات کے لئے نقطۂ اعتدال ہے۔ 90^0 فصل طول شرقی والوں کا یہی نقطۂ مغرب ہے اور غربی والوں کا نقطۂ مشرق، اگر اس گھڑی کو زمین پر یوں رکھیں کہ "12" کا نشان مغرب کو ہو تو شمال کی طرف "3" کا نشان ہوگا جو شرقی وغربی والوں کے لئے قطب شمالی کو نقطۂ مرکز نقطۂ اعتدال کو ظاہر کرے گا جبکہ "9" قطب جنوبی ہے۔ وہ لکیر جو "3" اور "9" کو ملا رہی ہے حرم پاک کا نصف النہار ہے، گھڑی کے بارہ نشانات میں سے ہر دو نشان کے مابین جو فاصلہ ہے وہ 30^0 کا ہے جبکہ مکہ

مکرمہ کا عرض صرف '$21^{0}25$' ہے ٹھیک "12" کے نشان پر جب تینوں سوئیاں منطبق ہوں اس کے بعد سکنڈ کی سوئی تین دورہ لگا کر جب چوتھے دور میں "7" کے نشان کو چھونے ہی والی ہو اس وقت منٹ کی سوئی دیکھیں وہ "12" کے بعد '$21^{0}25$' کا سفر طے کر چکی ہے۔ مکہ مکرمہ کے لئے یہی عرض بلد ہے نقطۂ اعتدال سے اتنی ہی دوری پر کعبہ بیت اللہ تعالیٰ نور بنا ہوا ہے۔ "12" اور "6" کے نمازیوں کو نقطہ مشرق یا مغرب سے اسی قدر مائل بشمال چاہئے کہ خانہ کعبہ روبرو ہو۔ جب خانہ کعبہ اور ان مقامات کے نصف النہار سے ہم واقف ہوئے تو یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا نصف النہار دوسرے کا افق استوائی ہے۔ اب ان ظلی مقداروں کا ادراک سہل ہوگیا۔
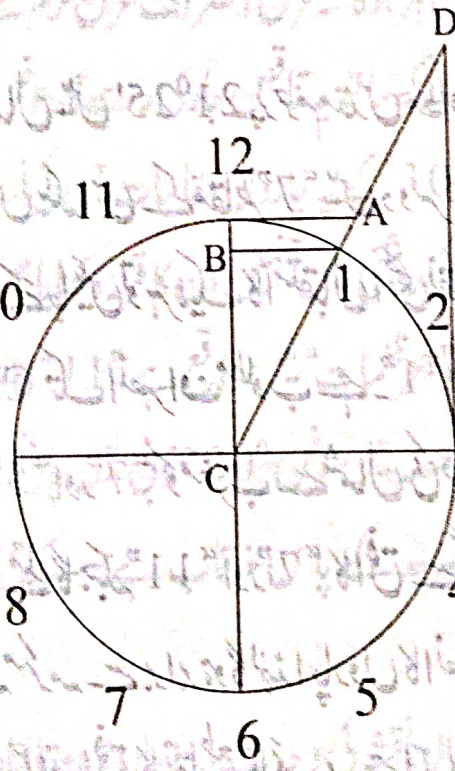
اسی گھڑی میں دیکھئے "12" اور "6" کو جس لکیر نے ملایا ہے اسی کے یمین میں ایک انگل رکھ کر ایک خط مستقیم یوں بنائیں جو مرکز دائرہ سے خارج "1" کے نشان سے آگے دور تک جائے جیسے اس نقشہ میں خط CD پر "1" کے نشان میں ایک آبادی فرض کریں تو اس کا عرض شمالی 30^{0} ہے مرکز C سے خارج خط مستقیم D تک گیا۔ "12" کے نشان سے زاویہ قائمہ

پر ایک خط شمال کو CD خط سے وصل کیا یہی عرض °30 کا ظل ہے۔ پھر اسی خط CD نے دائرہ کو جہاں قطع کیا وہاں سے B تک دوسرا خط وصل کیا اس سے بھی یہاں زاویہ قائمہ بنا، یہ خط °30 کی جیب ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ظل جیب سے بڑا ہے۔ خط 6-12 میں مرکز C سے B تک ایک حصہ نظر آرہا ہے یہی اس عرض بلد °30 کی جم ہے اور 3-9 کے خط پر زاویہ قائمہ کے ساتھ جو ایک خط مستقیم D تک گیا وہ اس عرض بلد °30 کا ظم ہے۔

یعنی 12-A یہاں ظل زاویہ 12-C-1

اور 1-B جیب زاویہ

جبکہ B-C جم زاویہ

اور 3-D ظم زاویہ ہے

اور یہاں مرکز دائرہ کے شمال میں '25°21 پر حرم مقدس مطاف دائرہ ہے۔ صرف اس ایک آبادی کے لئے ہی نہیں بلکہ اس کے مقاطر "7" میں دوسرا مقام ہے اسی طرح "11" اور "5" میں دو مقام فرض کئے جائیں تو ہر ایک کا استقبال ابھی نقطۂ اعتدال ہے جبکہ ان سبھوں کو شمال کی طرف CE تک انصراف مطلوب ہے۔ "1" اور "11" کو نقطۂ مشرق سے شمال کو میلان چاہئے جبکہ "5" اور "7" کو مغرب سے شمال کی طرف۔ "1" اور "5" کا سمتیہ حرم سے گزر کے افق سے ملے گا جبکہ "11" اور "7" کا افق سے گزر کے حرم میں داخل ہوگا دونوں کے افق کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے برابر ہوگا لہٰذا چاروں کا انصراف برابر ہے جو عرض مکہ سے کم ہے کہ دوائر ارتفاع اور افق کا تقاطع قائمہ پر ہے اس لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا

ظل عرض مکہ + جم عرض بلد = ظل انصراف شمالی

مذکورہ دائرہ میں مفروض چاروں مقامات خط استواء سے °30 کے فاصلہ پر ہیں لہٰذا کسی بھی ایک کی متخرجہ مقدار چاروں پر منطبق ہوگی

ظل عرض مکہ 9.5935423

اور جیب تمام عرض بلد (30^0) 9.9375306

= ظل انصراف 9.5310729

جدول ظل میں اس مقدار کی قوس '$18^0 26$ ہے یہی مقدار انصراف شمالی کی ہے یہ انصراف ان چاروں مقامات کے لئے ہے گھڑی کی شکل میں جن کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں "1" اور "11" کے مقام کا انصراف نقطہ مشرق سے شمال کو ہے جبکہ "5" اور "7" کا قبلہ اسی مقدار میں نقطہ مغرب سے شمالی ہے جبکہ "1" اور "7" کا افق ایک ہے، "5" اور "11" کا افق دوسرا۔

یہاں غور فرمائیں تو ظاہر ہو گا کہ عرض انصراف عرض حرم سے '$02^0 59$ قریب 03^0 کم ہے اور عرض بلد کی زیادتی کے ساتھ یہ تناقص جاری رہے گا۔ عرض قطبین میں تو یہ انصراف معدوم ہو جائے گا۔ عرض 30^0 کے یہ چاروں مقامات جن کی نشاندہی کی گئی اور امام احمد رضا کی عطا کردہ مشعل کی روشنی میں جنہیں ان کا قبلہ دکھایا گیا ان میں سے تین مقامات سمندر میں ہیں، "1" کا مقام "بحر ظلمات" میں واقع ہے، "11" کا مقام "برازیل" کی سرحد سے قریب اسی سمندر کے جنوبی حصہ میں عرض 30^0 جنوبی میں پانی کے نیچے نظر آرہا ہے، "5" کا مقام بھی "جاپان" کی جنوبی سرحد کے پاس غرقاب ہے جبکہ "7" کا مفروض مقام خشکی پر "آسٹریلیا" میں نظر آرہا ہے۔

عرض پر کلام کے درمیان نقشہ کی وجہ سے ان چاروں مقامات کا تذکرہ آیا تھا لیکن سیدنا امام احمد رضا نے ایک دقیقہ عرض کی تمثیل میں وہ اعلیٰ تحقیق فرمائی ہے جو صرف تحقیق ہی نہیں بلکہ تدقیق کی ایک نادر مثال ہے، آپ فرماتے ہیں "فرض کرو عرض ایک دقیقہ ظل عرض مکہ ۹،۵۹۳۵۴۲۳ جیب تمام یک دقیقہ لوگارثم میں سات مرتبہ تک مثل مرفوع ہے خود عرض مکہ معظمہ قدر انحراف شمال ہوا" (کشف العلۃ صفحہ 55)

میں ان دونوں نقطوں کے شمال و جنوب متصل
فخر تدقیقات اس مبارک عبارت میں ان دونوں نقطوں کے شمال و جنوب متصل
علاقے پر رضوی مشعل کی سیدھی کرنیں پہنچ رہی ہیں جن کا بیان قاعدہ نمبر چار میں آیا تھا ان
میں سے ایک مقام "انڈونیشیا" میں تھا جبکہ دوسرا "برازیل" میں جو بالترتیب مکہ مکرمہ کے
لئے مشرق و مغرب ہیں۔

جس طرح مشرق میں شمال و جنوب دو متصل مقام ہیں اسی طرح مغرب میں بھی
ہیں۔ اس مثال کے آجانے میں یہ چاروں مقامات روشن ہیں۔ امام المحققین کی اس عبارت
میں ایک نئی اصطلاح کی روح پرور تدقیق نے منصف محققین کے ذہن و فکر کو اپنا زرخرید بنالیا
ہے کہ یہاں بھی استقبال قبلہ کا انصراف مثل عرض حرم کو بتایا گیا ہے جو نقطۂ اعتدال کا قبلہ ہے
اس پر اس عرض بلد کا کوئی قابل اعتبار فرق نہیں پڑا۔ اس کی وجہ کی تفہیم میں امام احمد
رضا نے فرمایا "جیب تمام یک دقیقہ لوگارثم میں سات مرتبہ تک مثل مرفوع ہے خود عرض
مکہ معظمہ قدر انحراف شمالی ہوا" نئی اصطلاح یہاں "مرفوع" ہے اور اس میں مجددانہ تحقیق یہ
ہے کہ ایک دقیقہ کی جیب تمام سات مرتبہ تک مثل مرفوع ہے۔

پہلے "مرفوع" خزانہ کی اندرونی گہرائی پر نظر ڈالیں پھر ایک دقیقہ کی جیب تمام اور اس
مرفوع کے مابین تناسب کی تدقیقی دولت سے گہر مراد حاصل کریں اس مخفی خزانے
معدنیات کو حاصل کرنے کے لئے زمین کی پیمائش پر نظر ڈالیں۔ خط استواء نے ہماری اس
زمین کو شمال و جنوب دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا ہے زمین کے اندر اس کے درمیان مرکز
زمین ہے جو تحت حقیقی ہے اس خط استواء کے کسی بھی نقطہ سے ایک ایسا خط مستقیم خارج ہو جو
مرکز زمین سے گزرتا ہوا سمت مخالف میں اسی خط استواء کے بعید ترین نقطہ تک وصل کرے
یہ خط مستقیم بھی مرکز زمین سے اب دو برابر حصوں میں منقسم ہو گیا یہاں انہیں میں سے ایک
حصہ کا نام "مرفوع" ہے از یں قبل بیان کردہ نقشہ "گھڑی" میں اس کے مرکز C سے "12"
کے نشان تک کا خط جس کا دوسرا نام نصف قطر بھی ہے اور محقق بے بدل کی مراد یہاں

"مرفوع" سے نصف قطر زمین ہی ہے۔

اب "یک دقیقہ" کی جیب تمام کو حاصل کریں۔ حرم پاک کے نقطۂ مشرق سے اگر ایسا ایک خط مستقیم کو فرض کیا جائے جو مرکز زمین سے گزر کر اسی خط استواء تک سمت مخالف میں وصل کرے تو اس خط مستقیم کے ایک کنارہ میں "انڈونیشیا" کی ایک جگہ ہوگی جسے حرم پاک کے مشرق ہونے کا شرف ملا جبکہ دوسرے کنارہ میں "برازیل" کا ایک حصہ ہوگا اور اس پر مکہ مکرمہ کے نقطۂ مغرب کی حکمرانی ہے اور اس خط کو تقسیم کرنے والا مرکز زمین ہوگا۔ اس خط کے علاوہ دو خط اور مفروض ہوں، اسی زمین میں ان دونوں کا فاصلہ حرم پاک کے مشرق و مغرب سے صرف ایک ایک دقیقہ مذکورہ دونوں جگہوں سے شمال و جنوب ہو اور یہ بھی مرکز زمین سے گزریں تو "انڈونیشیا" میں جو جنوبی ہے وہ "برازیل" میں شمالی ہوگا اور دوسرا بالعکس، یہ دونوں خطوط جہاں سطح زمین کو بتائے یہی چار مقامات ہیں جو فاضل بریلوی کے اس جملہ میں داخل ہیں۔ اس نئی جگہ سے ایک اور خط فرض کریں جو استوائی اس نصف قطر تک اس طرح وصل کرے کہ یہاں زاویہ قائمہ بنائے تو یقیناً سطح زمین کی طرف اس نصف قطر میں کچھ نقص لازم آئے گا، اب یہ خط جو نئی جگہ سے آکر ملا اس میں اور باقی نصف قطر میں کیا تناسب ہے اسی کی تفہیم میں بریلی کے محقق نے فرمایا کہ "جیب تمام یک دقیقہ لوگارثم میں سات مرتبہ تک مثل مرفوع ہے"۔

اس جملہ کے عرشی مفہوم کا صحیح تصور تو علم و حکمت کا کوئی شاہین ہی کرسکتا ہے، ہم جیسے بے علم گرچہ ان علمی ستاروں کی پیمائش نہیں کرسکتے ہیں لیکن ان کی دلکش روشنی سے لطف اندوز تو ہو سکتے ہیں۔ ایک دقیقہ کی جیب تمام کو لوگارثم میں سات مرتبہ تک مثل مرفوع بتایا گیا یہ علم ہیئت میں تدقیق کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی رفعتِ شان کے اعلیٰ مقام نے علمائے محققین کو قابل رشک سربلندی عطا کر دی ہے۔

اس کی تصویر کشی میں خط استواء کے ساتھ ہمیں قطر زمین کو بھی بروئے کار لانا ہے اسے تو

امام احمد رضا نے خود بیان فرمادیا ہے۔ وہ نصف قطر جو مرکز زمین سے "انڈونیشیا" تک یا پھر "برازیل" تک گیا ہے درجات و دقائق میں اس کا طول یہاں مطلوب ہے جس کی روشنی میں اس مبارک جملہ کی رفعتِ شان کا کچھ تصور ہوسکتا ہے کہ آپ نے ایک دقیقہ کی جیب تمام کو مثل مرفوع کیوں فرمایا؟ اس پر فتاویٰ رضویہ جلد چہارم کی عبارت گزری کہ "کمال تدقیق ادق سے قطر: محیط:::١: ١٤١۵٩٢٦۵، ٣" (صفحہ 630)

یہ قطر اور محیط کا تناسب ہے یعنی قطر اگر ایک ہے تو محیط 3.14159265 ہوگا۔ قطر یہاں وہ خط مستقیم ہے جو "انڈونیشیا" سے مرکز زمین کے راستے "برازیل" تک گیا ہے اور محیط خط استواء ہے جبکہ خط استواء 360^0 پر مشتمل ہے تو پھر ان درجوں کے حساب سے قطر 360/3.14159265=114.591559 یعنی $114^0 35' 29''$ کا قطر استوائی آیا اور یہاں قطر کی نہیں بلکہ نصف قطر کی ضرورت ہے کہ یہی مرفوع ہے لہذا اس کا نصف $57^0 17' 45''$ کا ہوگا۔ اور فاضل بریلوی نے اپنے قاعدہ کی تمثیل میں "جم ایک دقیقہ" کا تذکرہ فرمایا ہے لہذا اس مرفوع کو دقیقہ میں بدلا جائے تو 3433 دقیقے اور 45 ثانئے کا یہ مرفوع ہوا قریب 3438 دقیقے۔ اس سے ایک دقیقہ منہا کریں جو نقطۂ مشرق یا مغرب سے ایک دقیقہ شمال یا جنوب میں ہے اس ایک دقیقہ کا تناسب مرفوع کے باقی اجزاء سے 0.00029 ہے اور اس کا مربع 0.000000084 ہے جب تناسب کا لحاظ ہو تو مرفوع ایک کی منزل میں ہوگا اور ایک سے تناسب کے مربع کو منہا کریں تو حاصل تفریق 0.999999916 ہوا پھر اس کا جذر 0.999999958 آیا یہی ایک دقیقہ کی جیب تمام ہے پوائنٹ کے بعد پہلا عدد دسواں، دوسرا سوواں، تیسرا ہزارواں حصہ کو ظاہر کرتا ہے علی ھذا القیاس اور یہاں سات مرتبہ تک "9" میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ امام اہلسنت نے جس جیب تمام کو یہاں مثل مرفوع تحریر فرمایا وہ مرفوع سے یقیناً کچھ ناقص ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسے مرفوع نہ فرما کر مثل مرفوع کہا گیا اور یہ بھی محقق

بے مثال کا کمال احتیاط ہے ورنہ اس نقصان کا کوئی اعتبار ہی نہیں اس لئے کہ مرفوع کے

کروڑ واں حصہ میں یہ نقصان ہے یہ مرفوع ایک کروڑ حصوں میں منقسم ہے اور اس کے ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ساڑھے ننانوے حصے اس جیب تمام میں موجود ہیں یعنی دو کروڑ حصوں میں ایک حصہ کی کمی ہے یہ نقصان تو بالکل اسی طرح ہے کہ بیس ٹن غلے میں ایک گرام کی کمی ہو جائے یا پھر اس تفاوت کو وزن میں نہیں بلکہ کیل ہی میں مشاہدہ کرنا چاہیں تو دو سو کلو میٹر کا تصور کریں اور اس طویل مسافت میں صرف ایک سینٹی میٹر کی کمی ہو گئی ہو اور کمی بہر حال کمی ہے۔ اس لئے امام احمد رضا نے اسے مرفوع کی بجائے مثل مرفوع فرمایا ہے۔

جیب تمام کے حصہ میں "9" کا عدد سات بار آیا اور "9" عدد اعظم ہے جبکہ اس کے مراتب انکسار در انکسار پر دال ہیں، میری یہ ناقص معروضات اس بحر ذخار کا ایک قطرہ ہیں جو امام احمد رضا کے اس جملہ میں پنہاں ہیں "جیب تمام یک دقیقہ لوگارثم میں سات مرتبہ تک مثل مرفوع ہے" کہ اس میں "9" کا عدد سات بار آیا ہے یہی قاعدہ اس پورے دائرہ میں جاری ہو گا جو سطح زمین پر قریب 40000 کلو میٹر طویل مسافت پر پھیلا ہوا ہے۔

قاعدہ (۷)

اگر عرض موقع العمود عرض البلد سے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض البلد شمالی اور بیش تو جنوبی ان چاروں صورتوں میں قبلہ عین نقطۂ اعتدال ہو گا فصل طول شرقی میں نقطۂ مغرب اور غربی میں نقطۂ مشرق

کشف العلۃ صفحہ 56

استقبال قبلہ پر فاضل بریلوی کا یہ ساتواں قاعدہ ہے اب تک کے چھ قاعدوں میں

جغرافیہ کے تین اہم دائروں پر ضیاباریاں ہو چکی ہیں اور تینوں کی اصل مکہ مکرمہ ہے یہی وجہ ہے کہ ان چھ قاعدوں کی ساری صورتیں کعبہ بیت اللہ کا طواف کرتی رہیں، پہلا دائرہ مکہ معظمہ کا نصف النہار تھا دوسرا جو اس کے دونوں قطب سے گزرا یعنی دائرۂ معدل جبکہ تیسرا دائرہ ان دونوں دائروں کے اقطاب اربعہ سے گزرا ہے یعنی حرم پاک کا جو افق استوائی ہے ان تینوں دائروں نے کچھ اس طرح ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا ہے جس سے کرۂ زمین برابر برابر آٹھ حصوں میں منقسم ہو چکا ہے، مکہ مکرمہ سے چار حصے مشرق میں اور چار مغرب میں ہیں۔ مشرقی چاروں میں دو شمالی ہیں دو جنوبی، اسی طرح مغربی میں بھی چار حصے ہیں، دو شمالی دو جنوبی، جس طرح چار حصے مشرقی ہیں اور چار مغربی اسی طرح ان آٹھوں میں چار شمالی ہیں چار جنوبی، پھر شمالی ان چاروں حصوں میں دو فصل طول کم میں ہیں دو زائد میں۔ فصل طول ایک کم ایک زائد مشرق میں، اسی طرح مغرب میں، یہ جتنی صورتیں شمال میں آئیں یہ سب جنوب میں بھی موجود ہیں۔

امام احمد رضا نے جب مذکورہ دائروں کو کعبہ کی طرف رہنمائی فرمائی تو یہ آٹھوں حصے بھی نظر التفات کے منتظر نظر آئے۔ قدرۃً یہ آٹھوں حصے اپنے مواضع وقوع کے اعتبار سے استقبال قبلہ کے قاعدوں کے استحقاق میں دو صف میں نظر آرہے ہیں۔ صف بندی کا طور طریقہ بھی بڑا دلکش ہے جو قاعدہ فصل کم شمال و مشرق میں جاری ہوگا وہی فصل کم شمال و مغرب میں بھی جاری ہوگا جس طرح قاعدہ میں دو حصے شمالی آئے اسی طرح دو جنوبی بھی اسی قاعدہ کے قبضہ میں ہیں لیکن شمالی دونوں فصل کم میں اور جنوبی دونوں فصل زائد میں یہ چاروں حصے ایک صف میں ہیں۔ فصل کم شمالی و مشرقی و فصل کم شمالی مغربی و فصل زائد جنوبی مشرقی و فصل زائد جنوبی مغربی۔

جو قاعدہ ان میں سے کسی ایک حصہ پر جاری ہوگا اس سے ایک ہی نہیں بلکہ یہ چاروں برابر برابر مستفیض ہوں گے۔ اسی طرح باقی چار حصے دوسری صف میں نظر آرہے ہیں یعنی فصل

کم جنوبی مشرقی فصل کم جنوبی مغربی فصل زائد شمالی مشرقی فصل زائد شمالی مغربی یہ چاروں حصے بھی استخفاق قواعد میں متفق ہیں۔

گذشتہ چھ قاعدوں کے بعد آنے والے چار قاعدوں میں تمام روئے زمین بلکہ تمام بحر وبر، خشک وتر، صحرا وجنگل سب کچھ سمٹ چکا ہے اس لئے کہ ماسبق چھ قاعدوں کے بعد جو کچھ بچا تھا ان آٹھوں حصوں میں سے کسی نہ کسی حصہ میں وہ ضرور داخل ہے۔

یہ حصے جائداد زمین میں وراثت کے حصوں کی طرح نہیں بلکہ ایک حصہ میں حرم پاک سے جنوب افریقی ملک "کینیا" اور شمال میں "ماسکو" بلکہ قطب شمالی تک اور مشرق میں "انڈونیشیا" سے "جاپان" و "روس" و "چین" اور قطب شمالی تک سب داخل ہیں یہ شمالی مشرقی حصہ ہے اسی طرح آٹھ حصے ہیں اور سب برابر۔

امام احمد رضا کا وہ مجددانہ قلم جس کی نوک سے سیاہی کی لکیریں نہیں بلکہ اہل نظر کے لئے نور کی کرنیں صادر ہو رہی تھیں، تحریریں صرف صفحۂ قرطاس پر ہی نہیں بلکہ محققین کے لوحِ دل پر بھی نقش ہو رہی تھیں، اس عظیم قلم کے کارناموں کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ یہ قلم تحقیق کے درپے نہیں بلکہ تحقیقات وتدقیقات خود اس نوک قلم کی تقبیل کو بے قرار و خود رفتہ تھیں۔ کچھ علوم کو آج بھی بعض حضرات اسلامی علوم کے مخالف مان رہے ہیں جبکہ فتاویٰ رضویہ سے ظاہر ہے کہ دیگر سارے علوم دینی علوم کے خادم ہیں اور کسی بھی علم، کسی بھی فن، کسی بھی نظریہ، کسی بھی فرد کا کوئی بھی قاعدہ جو مبنی بر حقیقت ہے وہ اسلام کا مخالف ہرگز نہیں۔ فلسفہ، نجوم، ہیئت، ریاضی اور منطق کا اگر کوئی قاعدہ اسلام کے خلاف ہو تو وہ ہرگز حقیقت پر مبنی نہیں ہوسکتا ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ اب تک کے قواعد کی اصل روح کعبہ معظمہ ہی رہا لیکن اس ساتویں قاعدہ میں ایک جدید دائرہ کو محقق بے نظیر کی بارگاہ میں حاضری کا شرف مل رہا ہے جسے اس قاعدہ میں "عمود" کہا گیا ہے۔ اس دائرہ کا خاص تعلق کسی آبادی، مکہ مکرمہ اور اس آبادی کے نقطۂ اعتدال سے ہے۔ جبکہ عمود سے مراد یہاں

دائرہ کی وہ قوس اصغر ہی ہے جو آبادی کے نصف النہار اور اس کے نقطۂ اعتدال کے مابین محصور ہے۔ میرے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "اگر عرض موقع العمود عرض البلد سے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض البلد شمالی اور بیش تو جنوبی"

اس میں صف اول کی چاروں صورتیں صاف نظر آرہی ہیں، فصل کم شرقی شمالی، فصل کم غربی شمالی، فصل زائد شرقی جنوبی، فصل زائد غربی جنوبی لیکن اس قاعدہ میں یہاں ان صورتوں کی ایک مخصوص حالت ہی مستفیض ہے۔

یہاں عمود دراصل وہ دائرہ ہے جس کا مرور کسی بھی آبادی کے دونوں نقطۂ اعتدال کے ساتھ مکہ مکرمہ اور اس آبادی کی سمت الراس اور سمت القدم پر بھی ہو اور حرم پاک چونکہ شمالی ہے لہذا اس کا نقطۂ سمت القدم جنوبی ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شمال میں یہ دائرہ نہیں پایا جائے گا مگر آٹھ میں سے ان دو حصوں میں مکہ مکرمہ سے جو فصل طول کم میں واقع ہیں۔ اور جنوب میں نہیں پایا جائے گا مگر انہیں میں جن کا محل وقوع فصل طول زائد میں ہے۔ چاہے شرقی ہو یا غربی یہ دائرہ بھی سطح زمین پر قریب 40000 کلو میٹر طویل ہے اور جتنے بھی دوائر نصف النہار مفروض ہوں ہر ایک کو یہ دائرہ قطع کرے گا۔ نصف شمال میں معدل سے غایت بُعد پر نصف النہار بلد کے نقطۂ تقاطع کو "موقع عمود" کہا جاتا ہے اگر یہ عرض موقع عمود اس نصف النہار میں کسی عرض بلد کے مساوی ہو تو اس کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہوگا، مشرقی کا نقطۂ مغرب اور مغربی کا نقطۂ مشرق۔

مثلاً کسی بھی شمالی آبادی کے مشرق یا مغرب سے ایک ایسا خط مستقیم خارج ہو جو مکہ مکرمہ کی سمت الراس سے گزرتے ہوئے نصف النہار بلد تک وصل کرے یہ نقطۂ وصل اگر کسی آبادی کے نقطۂ سمت الراس میں واقع ہے تو اس آبادی کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہے جب اس آبادی کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہوگا تو پھر اس کے مقاطر کا قبلہ بھی نقطۂ اعتدال ہوگا فرق صرف یہ ہے کہ شمال کا قبلہ اگر مشرق ہے تو وہی مشرق اس کے مقاطر کا مغرب ہے اور اگر شمالی کا

قبلہ مغرب ہے تو وہی مغرب اس کے مقاطر کا مشرق ہے۔

جیسا کہ ایک نصف النہار میں جتنے بھی مواضع متصور ہوں اعتدال میں سب متفق ہیں اسی طرح موقع عمود پر بھی ان سارے مقامات کا اتفاق ہوگا جو ایک نصف النہار میں ہیں جیسے ہر ایک نصف النہار کا نقطۂ اعتدال دوسرے نصف النہار کے نقطۂ اعتدال سے مختلف ہوگا اسی طرح ہر ایک کا عرض موقع عمود بھی دوسرے نصف النہار کے عرض موقع عمود سے مختلف ہوگا۔

ہر ایک نصف النہار میں دو مقام ایسے پائے جاتے ہیں جن دونوں کے اول السموت نے مکہ مکرمہ کے نقطۂ سمت الراس کو اپنے سر کا تاج بنایا ہے اور نقطۂ سمت القدم سے بھی انحراف کی جرأت نہیں کی۔ اس نصف النہار کے انہیں دونوں مقام کو یہ شرف حاصل ہے کہ مشرق یا مغرب کا استقبال کریں اور پردے اُٹھا دیئے جائیں تو خانہ کعبہ کو روبرو پائیں۔ جیسا کہ دولت واسطیہ کے دار السلطنت، اولیاء کے مسکن و اصفیاء کے مقام "بلگرام" کے زیر نگیں علاقہ کو دیکھیں جس کا محل وقوع '80°02 طول مشرقی اور '27°10 عرض شمالی ہے اگر یہاں کا موقع عمود مطلوب ہو تو اس کی جستجو میں بھی ہمیں بریلی سے مدد مل رہی ہے۔ ہمارے امام نے اس بارے میں فرمایا

"ظم عرض مکہ + جم فصل طول = ظم عرض موقع العموم ہے" (کشف العلۃ صفحہ 41)

یہ تو بیان ہو چکا تھا کہ جس آبادی کی سمت الراس اور موقع عمود میں انطباق ہو اس کا قبلہ مشرق یا مغرب ہے اگر مکہ مکرمہ سے وہ آبادی مشرقی ہے تو قبلہ نقطۂ مغرب اور اگر مغربی تو قبلہ نقطۂ مشرق ہے اور اس کا مقاطر بالعکس، لیکن کتب اکابرین کے مطالعہ سے سمت الراس کے طول اور عرض تو نقل کر سکتے ہیں لیکن ہر ایک نصف النہار سے متعلق موقع عمود کے بیان سے دفاتر خالی ہیں لہٰذا امام احمد رضا نے ہمیں وہ شمع عطا فرمائی جس کی روشنی میں آنکھ والوں کو ہر ایک نصف النہار کا موقع عمود صاف نظر آیا وہی شمع یہ ہے

ظم عرض مکہ + جم فصل طول = ظم عرض موقع العمود ہے

"ظم" اور "جم" کا بیان قاعدہ نمبر چھ میں گزر چکا ہے، گھڑی کی مثال سے مزید وضاحت ہو چکی ہے، یہی دونوں یہاں موقع عمود کے استخراج کی بنیاد ہیں۔ اور ظم عرض مکہ 10.4064577 ہے۔

اب "جم فصل طول" کو اس سے ملانا ہے جبکہ "بلگرام شریف" 80°02' طول مشرقی میں جلوہ بار ہے اور مکہ مکرمہ طول مشرقی 39°54' پر بقعۂ نور بنا ہوا ہے، لہٰذا طول بلگرام سے طول مکہ وضع کر لیا جائے تو

طول بلگرام	80°02'
-طول مکہ	39°54'
=فصل طول	40°08'

یعنی مکہ مکرمہ اور بلگرام کے درمیان طول میں 40°08' کا فاصلہ ہے پھر اس کا تمام 49°52' ہے اسی کی جیب "جم فصل طول" ہے اب استخراج عمود آسان ہوا۔

ظم عرض مکہ	(21°25')	10.4064577
+جم فصل طول	(40°08')	9.8834039
=ظم عرض موقع عمود		10.2898616

جدول ظل میں اس کی قوس 62°50' ہے۔ اس کا تمام 27°10' ہے۔ یہی عرض موقع عمود ہے اور "بلگرام شریف" کا عرض شمالی بھی 27°10' ہے۔ لہٰذا یہاں کے نصف النہار کا موقع عمود بعینہٖ اس کے سمت الراس پر منطبق ہے۔ بلاشبہ اب دائرۂ عمود بھی "بلگرام" کے اول السموت پر منطبق ہوگا۔ اس بابرکت مقام کے نمازی جب مغرب کو رخ کریں گے اور سامنے سے پردے اُٹھا دیئے جائیں تو یہ حضرات کعبہ کو روبرو پائیں گے۔

"بلگرام" چونکہ کعبہ سے مشرق میں ہے لہٰذا نقطۂ مغرب یہاں کا قبلہ ہے جو مقاطر بلگرام کا

مشرق ہے اور اس مقاطر کا وہی قبلہ ہے جبکہ "بلگرام شریف" کے مقاطر میں دور دور تک خشکی کا کوئی نشان نہیں مل رہا ہے وہ لاطینی امریکی ملک "چلی" کی مغربی سرحد پر تقریباً 2000 کلو میٹر کی بحری مسافت پر عرض جنوبی '$27^0 10$ اور طول مغربی '$99^0 58$ کی پیمائش پر سمندر میں واقع ہے وہاں کا قبلہ نقطۂ مشرق ہے۔ جبکہ "بلگرام شریف" کا قبلہ نقطۂ مغرب ہے، یہ دونوں مقام ایک ہی اول السموت اور ایک ہی عمود کے ساتھ ایک ہی نصف النہار میں واقع ہیں۔ "بلگرام" چونکہ فصل طول شرقی شمالی کم میں ہے اس لئے اس کا مقاطر فصل طول غربی جنوبی زائد میں ہے۔

صف اول کے چار حصوں میں دو حصوں پر یہ قاعدہ جاری ہوا اور دونوں کے ایک ایک مقام کا تذکرہ آیا جبکہ اسی طرح سیکڑوں مقامات اور مل سکتے ہیں۔ اس صف کے باقی دو حصوں کے لئے بھی یہی قاعدہ جاری ہوگا لیکن "بلگرام شریف" میں عمود نقطۂ مغرب سے اس کی سمت الراس میں آیا تھا اس کے برعکس باقی دونوں میں ہوگا۔ نقطۂ مغرب کی بجائے نقطۂ مشرق سے یہ عمود خارج ہو کر غربی شمالی فصل طول کم حصہ کے کسی مقام کے نقطۂ سمت الراس تک واصل ہوگا کہ نور بار "بلگرام" جس حصہ میں ہے وہ فصل کم شرقی شمالی ہے جبکہ یہ دوسرا مقام فصل کم غربی شمالی میں ہوگا۔ بطور تمثیل ایک ایسے مقام کا تصور کریں جو '$14^0 54$ طول مشرقی میں واقع ہے تو پھر

مکہ مکرمہ کا طول شرقی	'$39^0 54$
-مقام متصور کا طول شرقی	'$14^0 54$
=ان دونوں میں فصل طول	'$25^0 00$

حرم پاک سے اس مقام کا فصل طول 25^0 کا ہے اب یہ قاعدہ بدستور سابق جاری کیا جائے کہ۔ امام احمد رضا نے فرمایا

ظم عرض مکہ + جم فصل طول = ظم عرض موقع العمود

لہٰذا	ظم عرض مکہ	10.4064577
	+ جم فصل طول 25^0	9.9572757
	= ظم عرض موقع عمود	10.3637334

جدول ظل میں اس کی قوس $66^0 36'$ ہے اس کا تمام $23^0 24'$ یہی وہاں کا عرض موقع عمود ہے۔

بریلی کی اس روشنی میں یہ جگہ افریقی ملک "لیبیا" کے جنوبی سرحدی علاقہ میں وہاں چمک رہی ہے جس کو جنوب میں "نائجیریا" اور مشرق میں "چاڈ" نے حد بندی کر رکھی ہے یہ وہ جگہ ہے جس کا قبلہ نقطۂ مشرق ہے جبکہ اس کا مقاطر "آسٹریلیا" کے مشرق میں سرحد سے 2500 کلومیٹر سے زائد مشرقی بحری مسافت پر $165^0 06'$ طول مغربی اور $23^0 24'$ عرض جنوبی میں صاف نظر آرہا ہے لیکن یہ بھی خشکی پر نہیں بلکہ تہ سمندر میں ہے یہاں کا قبلہ "لیبیا" والے مقام کے قبلہ کا برعکس ہوگا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا مقاطر ہے۔

یہاں بھی دو حصے نظر آئے ایک شمال غربی فصل کم میں جیسا کہ "لیبیا" کی جگہ، دوسرا حصہ جنوبی شرقی فصل زائد میں جیسے اس کا مقاطر تہ سمندر میں۔ قاعدہ میں کوئی اختلاف نہیں صرف دائرہ بدل گیا اور چاروں حصے مستفیض ہوئے۔ صف اول میں یہ قاعدہ جاری ہوا۔

اس میں ایک وہم یہ ہوسکتا ہے کہ موقع عمود سے نقطۂ مغرب یا مشرق پھر اسی کے مقاطر سے ان دونوں نقطوں تک اسی دائرہ میں جو قوس ہے کیا سب کی آبادیاں اسی استقبال پر متفق ہیں؟ صاف واضح ہے کہ اس وہم کی کوئی حقیقت نہیں کہ موقع عمود سے اعتدال تک اس خط میں ہر ایک قدم پر نقطۂ اعتدال بھی مختلف ہوتا جائے گا۔ اور ہر اگلے عمود سے اس عمود کا تقاطع مکہ مکرمہ کے نقطۂ سمت الراس میں ہوگا لہٰذا ان دونوں کے مابین غایت بُعد افق حرم میں ہوگا جبکہ دوسرا محل تقاطع حرم پاک کا نقطۂ سمت القدم ہوگا اور دو عظیم دائروں کا تقاطع دو سے زائد مقام پر خلاف واقع ہے لہٰذا یہ وہم بے معنی ہے۔ مثلاً "بلگرام" سے 10^0 مشرق کے ایک مقام کے نصف النہار پر اس عمود کو گرائیں، مفروض مقام کا نصف النہار

'90°02 طول مشرقی میں پایا جائے گا

مفروض مقام کا طول شرقی	'90°02
-طول حرم	'39°54
=فصل شرقی	'50°08

یہ جگہ فصل طول کم شرقی شمالی میں ہے تو پھر

ظم عرض مکہ مکرمہ	10.4064577
+جم فصل ('50°08)	9.8068602
=ظم عرض موقع عمود	10.2133179

'58°23 کا یہ ظل ہے اس کا تمام '31°28 ہے۔ رضوی اسکیل کے مطابق جب اس قطعہ ارض کو تلاش کیا گیا تو "اروناچل پردیش" سے بھی شمال میں "چین" میں 350 کلومیٹر اندر نظر آیا۔ یہیں '90°02 کے نصف النہار کا موقع عمود '31°28 عرض شمالی میں واقع ہے یہاں کے لوگ جب مغرب کو رخ کریں گے تو کعبہ بیت اللہ ان کے سامنے ہوگا لیکن ان کا عمود "بلگرام" ہو کر نہیں گیا ہے جبکہ دونوں کا استقبال مغرب کو ہے اور دونوں کے سامنے کعبہ ہے کہ "چین" کا عمود "بلگرام" کے نصف النہار میں یہاں سے 400 کلومیٹر سے زیادہ مسافت پر شمال میں پایا جائے گا۔

"چین" کے موقع عمود کا عرض شمالی '31°28 ہے

اور	اس کا ظل	9.7867520
	+جم 100°	9.9933515
	=	9.7801035

اس ظل کی قوس '31°05 "بلگرام شریف" کے نصف النہار میں۔ "چین" کے اس عمود کا یہی عرض ہے جبکہ یہ "بلگرام" سے کافی شمال میں ہے کہ یہاں سے '03°55 شمال سے

اس کا گزر ہے۔ اس سے آئینہ ہو گیا کہ کسی مقام سے اگر مغرب کو رخ ہونے پر قبلہ نظر آئے تو اس مقام اور قبلہ کے درمیان خط مستقیم پر آباد مقامات اس حکم سے خارج ہیں کہ انہیں نقطۂ مغرب میں کعبہ نہیں ملے گا بلکہ ان کا قبلہ جنوبی ہوگا اور اس میلان کی مقدار قاعدہ نمبر نو میں آنے والی ہے۔

یہ ہے امام احمد رضا کا وہ قاعدہ جس میں آپ نے فرمایا "اگر عرض موقع العمود عرض البلد سے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض البلد شمالی اور بیش تو جنوبی ان چاروں صورتوں میں قبلہ عین نقطۂ اعتدال ہوگا فصل طول شرقی میں نقطۂ مغرب اور غربی میں نقطۂ مشرق"

یہی ہے وہ ساتواں قاعدہ جس نے نقطۂ مشرق یا مغرب کی طرف ان ہزاروں آبادیوں کو ان کا قبلہ دکھا دیا جو حصص ثمانیہ کی پہلی صف کے چاروں حصوں میں موجود ہیں دوسری صف کے چاروں حصوں میں سے کسی میں بھی یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا کہ ان کا قبلہ مطلقاً شمالی ہے نہ کہ جنوبی یا اعتدالی۔

قاعدہ (۸)

اگر عرض موقع العمود تمام عرض البلد کے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض بلد جنوبی اور زائد تو عرض شمالی ان چاروں صورتوں میں

(۱) جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

(۲) خواہ ۔۔۔۔۔ جیب عرض حرم - جم عرض البلد = جیب انصراف

(۳) خواہ ۔۔۔۔۔ جم عرض مکہ + جیب فصل طول = جیب انحراف از نقطۂ شمال

کشف العلۃ صفحہ 59

استقبال قبلہ میں امام اہلسنت کا یہ آٹھواں قاعدہ ہے۔ از یں قبل سات قاعدوں کے آئینے میں اہل بصیرت نے امام احمد رضا کے فیضان کا فرحت بخش و روح پرور جلووں کا خوب خوب مشاہدہ کیا۔ گذشتہ قاعدوں میں چار دائرے روشن ہوئے۔ حرم پاک کا نصف النہار، دائرۂ معدل، اس کا افق استوائی اور عمود جب اول السموت پر منطبق ہو۔ اب جاذب قلب ونظر رہنما شعاعیں بریلی سے روئے زمین کے ایک مخصوص دائرہ کو منور کر رہی ہیں، بظاہر یہ ایک دائرہ ہے لیکن چشم ظاہری سے بھی آگے بڑھ کے نگاہ بصیرت سے صفحہ ذہن کی ورق گردانی سے سیکڑوں دائرے پیش نظر ہوں گے اور ان دائروں میں آباد ہزاروں مقامات استقبال قبلہ میں ایسے الجھے ہوئے نظر آئیں گے جنہیں سلجھانا ہر ایک ذہن وفکر کے بس کی بات نہیں، بڑے بڑے دانشور اور ماہرین فن عقدہ کشائی کے لئے ان الجھنوں کے بھنور میں کافی گہرائی تک گئے اور خود ہی ان الجھنوں کے شکار ہو گئے لیکن اسلام وہ عظیم اور اعلیٰ مذہب ہے جس میں کوئی بھی مسئلہ تشنہ نہیں ہے، ہر ایک سوال کا اطمینان بخش جواب اس دائمی مذہب میں موجود ہے، اگر ان الجھے ہوئے مسائل میں اکابرین اہلسنت کی عرق ریزی پر توجہ کریں تو طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے اور زبانیں ان حضرات کی مدح سرائی کو مجبور ہو جاتی ہیں، مسلمانوں پر ان کے احسانات کے تصور سے ہی اذہان وافکار ان کے گرویدہ نظر آرہے ہیں۔

ہزار کاوشوں کے باوجود بھی کہیں کہیں تحصیل نتائج میں معمولی اختلاف بھی ضرور نظر آتا ہے لیکن اس کی بنیاد اصل مسئلہ نہیں بلکہ تحصیل کے طریقے ہیں، کسی نے اصول وضوابط پر اور اس کی رعایت پر اپنی گرفت مضبوط رکھی اور کسی نے کچھ پہلوؤں کو قابل اعتناء واعتبار نہ سمجھ کر ترک کر دیا اسی لئے نتیجہ میں کچھ فرق نظر آیا۔

تحویل قبلہ کے ساتھ ہی قرآن کریم نے نماز میں استقبال قبلہ (کعبہ بیت اللہ) کو فرض قرار دیا، حدیث پاک میں صاحب جامع الکلم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے جامع

کلمات مبارکہ سے مکی و آفاقی کی ایمانی رہنمائی فرمائی، صحابہ کرام نے اپنے نمونۂ عمل کو ہمارے لئے مشعل راہ بنایا، علمائے کرام نے ان کی تشریحات سے عظیم احسانات کئے، لاکھوں جزئیات کو اصول اربعہ کی روشنی میں یوں بیان فرمادیا کہ شبہات کی سرحدیں ان سے کافی دور چلی گئیں۔ ان خدمات جلیلہ کے باوجود استقبال قبلہ کے ہزاروں جزئیات محتاج توجہ رہے، متعدد مقامات کے ہوشربا پہلوؤں نے انہیں اور بھی پیچیدہ بنادیا ہے۔ امام احمد رضا کے روضۂ پر انوار پر اللہ تعالیٰ تاحشر رحمتوں کی برسات کرے، عطائے نبویہ کی انمول دولت سے مالا مال آپ نے جب ان مسائل کی طرف توجہ فرمائی تو ایک ایک گرہ کھولتے چلے گئے اور ہر ایک جگہ کو اپنا قبلہ صاف نظر آنے لگا۔

اس نورانی قاعدہ میں آپ نے کچھ مقامات کی حد بندی فرمادی تا کہ اس قاعدۂ کلیہ سے مستفیض ہونے والے جزئیات کی معرفت ہو سکے۔ آپ فرماتے ہیں "اگر عرض موقع العمود تمام عرض البلد کے مساوی ہو اور فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض بلد جنوبی اور زائد تو عرض شمالی" (کشف العلۃ صفحہ 53)

بیان سابق سے واضح ہے کہ "عمود" ایک دائرہ ہے جبکہ موقع عمود اس دائرہ کے اسی ربع میں پایا جائے گا جہاں سے مکہ مکرمہ کی جلوہ آرائی ہے، حرم مقدس شمالی ہے، نقطۂ اعتدال سے خارج خط مستقیم جس نے خانۂ کعبہ کی زیارت کی اور نصف النہار بلد تک وصل کیا یہ نقطۂ وصل ہی موقع عمود ہے یقیناً اس کا عرض شمالی عرض حرم سے زائد ہوگا۔ فصل طول کے تناقص (بنفسہ یا بعد تنقیح) سے اس عرض بلد میں زیادتی ہوگی اور تزاید اس کے تناقص کو لازم ہے، عرض کی اس زیادتی اور نقصان کی وجہ سے اس پر قبضہ برقرار رکھنا کچھ دشوار ہے۔ امام احمد رضا نے اولاً اس آزادی پر بندش عائد کی اور فرمایا "عرض موقع العمود تمام عرض البلد کے مساوی ہو" اس مبارک جملہ نے قرار سے فرار کے سارے راستے مسدود کر دیئے اور موقع عمود کو آبادی کے ساتھ ایک دھاگہ میں پرو دیا۔ عرض موقع عمود جب تمام عرض بلد کے

مساوی ہوگا تو یہ موقع عمود کہیں اور نہیں بلکہ افق بلد میں مقید ہوگا یعنی یہ دائرہ عمود افق بلد پہ منطبق ہوگا، حالانکہ فصل کامل نہیں ہے بلکہ ناقص یا زائد ہے لہٰذا کرہ زمین کے نصف شمالی میں اس کا حصول نہیں ہوسکتا ہے مگر فصل زائد میں اور جنوبی میں منطبق نہیں ہوگا مگر فصل کم میں اس قاعدہ میں دوسری صف کے چاروں حصے داخل ہیں۔ فصل کم جنوبی شرقی، فصل کم جنوبی غربی، فصل زائد شمالی شرقی، فصل زائد شمالی غربی۔

فصل کم شمالی اور فصل زائد جنوبی میں (خواہ شرقی ہو یا غربی) اس قاعدہ کا اجراء محال ہے کہ فصل کم شمالی میں اعتدال سے خارج یہ خط مستقیم حرم پاک سے جو نصف النہار تک واصل ہوا اس کے عرض کا تمام عرض بلد کے مساوی ہونا محال ہے کہ معدل سے اس کا غایت بُعد نصف النہار بلد میں ہے اور تمام عرض بلد کی نہایت میں قطب شمالی ہے جبکہ یہ نقطۂ عمود بالائے افق استوائی ہے کہ یہ آبادی فصل کم میں واقع ہے کہ یہاں عرض سے مراد دائرہ نصف النہار میں عرض اول السموت کے منہا کے بعد کا عرض ہے اس کی مزید تفصیل آئندہ قاعدوں میں آنے والی ہے۔ اسی طرح فصل طول زائد جنوبی کا حال ہے کہ مکہ مکرمہ اس کے حصہ زیریں میں موجود ہوگا لہٰذا موقع عمود زیریں درزیریں ہوگا تو یہاں بھی تین حال سے خالی نہیں کہ عرض موقع عمود عرض بلد سے ناقص ہوگا، مساوی ہوگا یا زائد ہوگا، ناقص تو نسیا منسیا ہے کہ یہاں پر ناقص زائد سے منہا ہوگا اور مساوی بھی باطل ہے کہ اس کا بیان ماسبق قاعدہ میں آچکا ہے بتایا جا چکا ہے کہ اس کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہے تو پھر ایک ہی صورت رہی کہ موقع عمود قطب شمالی ہو کہ یہی مساوی تمام عرض بلد ہے۔ اور یہ نہیں ہوگا مگر فصل تام میں وھو لیس ما نحن فیہ۔

کلام تو فصل زائد یا ناقص میں ہے۔ ان قیود سے موقع عمود مقید ہے۔ اب امام اہلسنت کے اس فرمان کی روشنی میں وہی چار حصے صاف نظر آرہے ہیں جو صف ثانی میں داخل ہیں یعنی فصل کم جنوبی شرقی، فصل کم جنوبی غربی، فصل زائد شمالی شرقی اور فصل زائد شمالی

غربی۔ اس لئے سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا "فصل طول شرقی خواہ غربی کم ہے تو عرض بلد جنوبی اور زائد تو عرض شمالی"

اس قاعدہ کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اب تک کے معروضات سے موقع عمود کی ہی معرفت ہوسکی ہے جبکہ غرض اس کی معرفت نہیں بلکہ استقبال قبلہ کی معرفت ہے۔ ہاں موقع عمود سے اس قدر فائدہ تو ضرور ملا کہ دائرہ عمود افق بلد پر منطبق ہے اور مکہ معظمہ جب کہ شمالی ہے تو پھر نقطۂ اعتدال اور نقطۂ شمال کے مابین ہی افق بلد کی قوس اصغر میں کہیں یقیناً استقبال قبلہ کا بے مثال ہیرا موجود ہوگا اور اس کا امکان تمام عرض حرم کے مساوی قوس میں ہی ہے یعنی 68°35' کے انحراف کے مابین کہیں بھی اس کا وجود ہوسکتا ہے لیکن اس کی جستجو بحر ہند سے سوئی نکالنے کے مترادف ہے۔ میرے اعلیٰ حضرت نے اس بارے میں یہاں ہمیں تین مشعلیں عطا فرمائی ہیں

مشعل اول: جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

اس مبارک قاعدہ میں جیب عرض بلد اور ظل فصل طول میں کچھ ایسے رشتے ہیں کہ ایک کی زیادتی کے ساتھ دوسرے میں کمی لازم ہے۔ مثلاً عرض بلد کم ہو تو فصل طول زائد ہوگا اور عرض بلد زائد تو فصل طول کم۔ اس لئے کہ فصل کی زیادتی کے مطابق تمام فصل میں تناقص ہوگا نصف النہار حرم کا ایک اعتدال سے قرب بڑھے گا اور جس قدر قرب بڑھے گا عرض موقع عمود میں تزاید ہوگا۔ اسی طرح عرض بلد میں تناقص ہو تو اس کے تمام میں افزودگی ہوگی ورنہ موقع عمود تمام عرض البلد کے مساوی نہیں ہوگا۔ اسی طرح عرض بلد کم تو فصل زائد اور عرض بلد زائد تو فصل کم ہوگا۔ اس بریلوی میزان میں کم از کم دو مقام کا وزن مناسب رہے گا۔ ایک فصل کم جنوبی دوسرا فصل زائد شمالی۔ فصل کم جنوبی میں "آسٹریلیا" کے شہر "پرتھ" سے شمال ومغرب کا وہ مقام پیش نظر رکھیں جو عرض جنوبی 30° اور طول مشرقی 116°49' میں واقع ہے اور اس جگہ کا موقع عمود روسی شہر "اوسکونو" کے مشرق میں عرض شمالی 60° میں اسی طول پر واقع ہے

جس کا بیان "آسٹریلیا" والی جگہ پر ہوا، حرم مقدس سے ان مقامات کا فصل طول $76^0 55'$ ہے۔ یہاں موقع عمود کا عرض تمام عرض بلد کے مساوی ہے کہ موقع عمود نقطۂ شمال میں واقع ہے اور عمود افق بلد پر منطبق ہے اس لئے کہ یہاں تمام فصل $13^0 05'$ ہے جو ان دونوں مقام کا دائرۂ اعتدال میں نقطۂ مغرب ہے کہ 60^0 کی اعشاریہ ظلی مقدار 1.7321 اور ظل حرم 0.3922 ہے لہٰذا $0.3922 \div 1.7321 =$ جیب فصل تمام 0.2264 حاصل ہوا اور اس کی قوس $13^0 05'$ ہے مذکورہ مقام کے نقطۂ مغرب اور حرم پاک کے نصف النہار کے مابین یہی فصل ہے۔

"آسٹریلیا" کی یہ جگہ روسی مقام کے نقطۂ جنوب میں ہے جبکہ یہ روسی مقام اس کے نقطۂ شمال میں ہے۔ نقطۂ مغرب میں یہ دونوں دائرے قائمہ پر متقاطع ہیں موقع عمود اور بلد دونوں ایک دوسرے کے افق میں ہیں۔ اب اس مقام کے قبلہ کی تلاش ہے کہ نقطۂ مغرب سے نقطۂ شمال تک وہ کون سا نقطۂ عرش مقام ہے جسے مکہ مکرمہ کی سمت الراس میں ہونے کا عظیم شرف ملا ہے۔ اگر کوئی اس نقطہ کی تحصیل میں کامیابی کا متمنی ہے تو اسے آج امام احمد رضا کے دربار میں دست سوال دراز کرنا ہی پڑے گا۔ اور آپ کی بھیک میں وہ بصیرت ملے گی جس سے سمت الراس مکہ صاف نظر آئے گی۔ وہ عطایہ ہے

جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

عرض بلد تو معلوم ہے اب جیب عرض مطلوب ہے جبکہ 30^0 کی جیب نصف ہے جو "آسٹریلیا" کی موجودہ جگہ اور خط استواء کے مابین منطبق ہے اور مقام کا فصل حرم پاک سے $76^0 55'$ ہے جبکہ اس کا ظل 10.6337626 ہے

لہٰذا

جیب عرض بلد	9.6989700
+ظل فصل طول	10.6337626
=ظل انحراف	10.3327326

اس ظل کی قوس '65°05 ہے نقطۂ شمال سے یہی مقدار انحراف ہے اسی میں مکہ مکرمہ جلوہ بار ہے جو مغرب سے '24°55 شمال میں افق بلد پر روئے زمین کا تاج سر ہے۔

قاعدہ نمبر چھ میں موجود گھڑی کو "آسٹریلیا" کے اس مقام میں یوں رکھا جائے کہ "12" کا نشان نقطۂ مغرب پر منطبق ہو، تینوں سوئیوں کا اس پر اتفاق ہو، پھر سکنڈ کی سوئی پر نظر رکھیں وہ جب چار دورہ مکمل کر لے اور پانچویں دورہ پر "2" کے نشان سے قریب پہنچے ابھی اس پر انطباق نہ کر پایا ہو خاص اس وقت منٹ کی سوئی پر نظر کریں جو نشان "1" سے قریب پہنچی ہوگی۔ گھڑی سے دس فٹ طویل خط یوں رکھیں جس کی ابتداء مرکز گھڑی ہو اور یہ خط منٹ کی سوئی پر عرضاً منطبق ہو یہاں سے دس فٹ کے فاصلہ پر ایک نشان رکھیں اور دوسرا نشان اسی طول پر "12" کے نشان سے انطباق کرے یہ دوسرا نشان "آسٹریلیا" کی اس جگہ کا مغرب ہے جبکہ پہلے نشان پر مکہ مکرمہ ضوفگن ہے، یہاں کے نمازیوں کی یہی مقدار انصراف ہے۔

اس مقدار کے استخراج کا دوسرا طریقہ جو اس سے بھی سہل تر ہے کسی بھی دن خاص نصف النہار کے وقت میں ہموار زمین پر اپنے سایہ کو دیکھیں "آسٹریلیا" کے اس مقام پر سایہ قطب جنوبی کی طرف ہوگا اسی پر دس فٹ کی ایک لکیر بنائیں شمال و جنوب اس کی لمبائی ہوگی، وقت نصف النہار کے بعد ایک گھنٹہ انتالیس منٹ چالیس سکنڈ پر دوبارہ وہیں کھڑے ہو کر اپنا سایہ دیکھیں اور اس پر بھی منطبق ایک خط بنائیں کھڑا ہونے کے مقام پر دونوں خط مل جائیں گے جبکہ آخری سرے میں کچھ فاصلہ نظر آئے گا جو خط اول کے مشرق میں واقع ہوگا یہی '24°55 کی مقدار ہے۔ کھڑے ہونے کی جگہ خط اول پر دائیں طرف قائمہ کی صورت میں ایک تیسرا خط رکھا جائے جو مغرب کو بتائے گا۔ خط اول و ثانی میں جو بُعد ہے اسی بُعد پر ایک چوتھا خط خط ثالث کے شمال میں رکھیں یہ وہاں کے قبلہ کو بتائے گا "آسٹریلیا" والوں کو جس کی تلاش ہے۔

امام اہلسنت نے ان مقامات کے لئے استقبال قبلہ کے تین ضابطے ہمیں عطا

فرمائے ہیں۔ ان تینوں ضابطوں میں سے ہر ایک کے دو دو پہلوؤں سے بھی ہمیں روشناس کرا رہے ہیں ان میں سے پہلے ضابطہ کے ایک پہلو سے یہاں مدد لی گئی جبکہ اس کا عکس دوسرے پہلو میں بھی عیاں ہے۔ آپ کا مجددانہ ارشاد ہے

جیب عرض البلد x ظل فصل طول = ظل انحراف (کشف العلۃ صفحہ 60)

ترازو وہی ہے تیور بدلا ہوا ہے، اسکیل وہی ہے رنگ بدلا ہوا ہے، تھرمامیٹر وہی ہے پارہ بدلا ہوا ہے، نظر وہی ہے نظارہ بدلا ہوا ہے۔

اصل ضابطے میں جو الفاظ مبارک ہیں انہیں کو یہاں بھی دہرایا گیا ہے۔

پہلا ضابطہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

یہاں بھی یہی فرمان ہے۔۔۔۔۔ جیب عرض البلد x ظل فصل طول = ظل انحراف

جزء اول، جزء ثانی اور نتیجہ میں کوئی بھی فرق نہیں کہ ہر ایک کو دوسرے سے تطابق ہے تو پھر اسے دوسرے پہلو کا نام کیوں دیا جائے؟

لیکن اس پر غور کریں تو اس کی شکل دوسری نظر آئے گی کہ اصل ضابطہ میں دونوں جزء کے مجموعہ کو ظل انحراف کہا گیا تھا جبکہ عکس ضابطہ میں یہاں دونوں جزء کے مجموعہ کو نہیں بلکہ حاصل ضرب کو ظل انحراف کہا گیا ہے۔ بظاہر اصل اور عکس کے نتیجہ میں بڑا اختلاف ہونا چاہئے کہ جمع اور ضرب ایک نہیں ہیں دونوں کے مادّے جداگانہ ہیں اور نتیجہ بھی ایک دوسرے کے مخالف ہونا چاہئے لیکن امام احمد رضا نے ایک ہی مادہ میں ایک ہی نتیجہ کے لئے دونوں کا استعمال فرمایا ہے۔ اس کے اجزاء کا طریقہ کچھ یوں ہوگا، "آسٹریلیا" کی یہ جگہ عرض جنوبی 30^0 میں واقع ہے یہاں ایک مثلث کو ذہن میں تشکیل دیں اس کے دو ساق مرکز زمین سے نصف النہار بلد تک واصل ہیں دونوں کے درمیان 30^0 کا فاصلہ ہے، شمالی ساق خط استواء کے اس نقطہ میں واصل ہے نصف النہار بلد نے جہاں اسے قطع کیا تو پھر جنوبی ساق یقیناً اس مقام کی سمت الراس تک واصل ہوگا یہاں جس کا استقبال قبلہ مطلوب

ہے۔ پھر استواء کے نقطہ تقاطع سے ایک تیسرا خط جنوب کو یوں لے جائیں جو جنوبی خط کو زاویہ قائمہ پر قطع کرے، اب مثلث تیار ہے، جنوبی خط میں زاویہ 90^0 کا ہے جبکہ اس عمود اور خط شمال (جو خط استواء پر مطبق ہے) کا زاویہ 60^0 کا ہے باقی مرکزی زاویہ 30^0 کا ہے۔ یہاں کا عمود جو تیسرا خط ہے شمالی ساق کا نصف ہوگا یہ اہل ہیئت کے مسلمات میں سے ہے۔ یہاں اسی تنصیفی نسبت کا نام جیب ہے، سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے یہاں جیب عرض البلد سے اسی کی تعلیم دی ہے۔ اسی عمود کا تناسب مثلث کے ساق جنوبی سے نصف سے کچھ زائد ہوگا جس کا استخراج یوں بھی ہوسکتا ہے کہ نصف کا مربع 0.25 ایک سے اسے ساقط کریں تو 0.75 حاصل ہوگا۔ پھر نصف کو ما بقی پر تقسیم کریں یعنی 0.6667 = 0.5/0.75 ہوگا اور یہی 30^0 کے زاویہ کا ظل ہے اور عکس ضابطہ میں الفاظ مبارکہ ہیں

"جیب عرض البلد x ظل فصل طول = ظل انحراف"

یہ صورت چونکہ فصل طول کم کی ہے تو ساق شمالی بھی پوری طرح سالم نہیں مکہ مکرمہ کے نصف النہار نے مغرب میں اس کی کچھ مقدار کو اس سے جدا کر دیا ہے، اب ما بقی کے ظل سے ہی استخراج کا عمل ہوگا

لہٰذا	جیب 30^0	0.500
	x ظل فصل طول ('76°55)	4.299
	=ظل انحراف	2.1495

'65°05 کا یہ ظل ہے، نقطہ شمال سے مغرب کو یہی مقدار انحراف ہے۔ یہ نتیجہ عین نتیجہ اول ہے۔ حالانکہ پہلے جمع تھا اور یہاں حاصل ضرب ہے یعنی حاصل جمع عین حاصل ضرب ہوا۔

یہ مشعل اول کی دو کرنیں ہیں دونوں کے اُجالے میں افق بلد کا وہ نقطہ جاذب نظر ہے جو مکہ مکرمہ کی سمت الراس میں محفوظ ہے۔

امام اہلسنت نے قاعدہ نمبر آٹھ میں تین مشعلیں عطا فرمائی ہیں ہر ایک کی دو دو کرنیں

ہیں جبکہ یہ کرنیں روئے زمین کے آٹھ میں سے چار حصوں تک سیدھی پہنچ رہی ہیں، دو فصل کم جنوبی میں اور دو فصل زائد شمالی میں۔ ہر ایک مشعل کے سامنے دو حصے جنوبی ہیں دو شمالی، اسی روشنی میں ایک جنوبی حصہ نذر احباب ہوا شمالی حصہ میں سے بھی ایک مقام حاضر خدمت ہے۔

اب فصل زائد شمالی کی طرف نظر کریں۔ "کناڈا" کے شہر "مونٹریل" کی مشرقی سرحد سے متصل اس مقام پر توجہ مرکوز کریں جو عرض شمالی 45° اور طول مغربی 73°11' میں واقع ہے اس کے نقطۂ شمال میں "چین" اور "روس" کی آغوش میں پرورش پانے والا چنگیز خان کا آبائی ملک "منگولیہ" کا وہ مقام ہے جو 106°49' طول مشرقی اور 45° عرض شمالی میں واقع ہے اور ان دونوں کے ایک نقطۂ اعتدال میں 16°49' طول مشرقی کی پیمائش پہ افریقی ملک "کانگو" کا ایک علاقہ ہے اس کی سمت الراس سے عمود کا خروج ہوگا جو "کناڈا" والوں کو ان کا قبلہ بتائے گا۔

یہاں عرض عمود ہی صرف تمام عرض بلد کے مساوی نہیں بلکہ عرض اور تمام عرض دونوں میں تساوی ہے، پہلے دونوں مقام ایک طول میں تھے اور موقع عمود بلد کے نقطۂ شمال میں تھا جبکہ بلد موقع عمود کے نقطۂ جنوب میں، لیکن یہاں معاملہ دوسرا ہے، یہاں دونوں مقام شمالی ہیں۔ یہ دونوں بھی گرچہ ایک ہی نصف النہار میں ہیں لیکن ایک حرم پاک کے بالائے افق میں ہے دوسرا زیرین افق۔ پہلے دونوں صرف طول میں متفق تھے یہاں نقطۂ اعتدال سے طول وعرض دونوں میں اتفاق ہے، جس طرح یہاں موقع عمود بلد کے نقطۂ شمال میں ہے اسی طرح بلد بھی موقع عمود کے نقطۂ شمال میں واقع ہے یعنی موقع اور بلد دونوں ایک دوسرے کے نقطۂ شمال میں ہیں۔ گرچہ ان دونوں مقاموں میں کافی مماثلت ہے پھر بھی یہ آٹھواں قاعدہ "کناڈا" کے اس مقام کے باشندوں کو تو ان کا قبلہ بتائے گا لیکن "منگولیا" والے اس کے فیض سے محروم رہیں گے کہ یہ سات نمبر کے قاعدہ میں مستفیض ہو چکے ہیں۔

سابق دونوں مقاموں کے مقابلہ میں ان دونوں میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں، اس کے باوجود یہاں بھی قاعدہ وہی جاری ہوگا کہ یہاں بھی افق بلد پر مکہ کی ایمان افروز جلوہ آرائی سے اہل بصیرت واقف ہیں۔ ظل عرض حرم جیب فصل طول پر انطباق سے حاصل تقسیم مرفوع ہوگا "کانگو" کے مذکورہ مقام سے نصف النہار حرم تک کی جو جیب ہے بعینہٖ وہی ظل عرض حرم پاک ہے۔ یہاں سے خارج ایک خط مستقیم جو "منگولیا" کے اس مقام تک گیا جس کا طول شرقی '49°106 اور عرض شمالی °45 ہے۔ اس کا گزر یقیناً حرم پاک سے ہو کر ہوگا۔ اس کا تعین کرنا ہی استخراج قبلہ ہے جبکہ اس پر 10000 کلومیٹر کی طویل مسافت کا پردہ اور قریب 1000 کلومیٹر کی ملائی کثافت کا پردہ ہے ہی اس کے باوجود "کانگو" سے "منگولیا" کا طویل علاقہ بھی رکاوٹیں کھڑی کر رہا ہے لیکن مشک کبھی حجاب میں نہیں رہتا ہے امتیاز کی قوۃ شامہ چاہئے۔ محقق اعظم کے اس قاعدہ نے ان پردوں کو روند ڈالا ہے، رکاوٹوں کو پاش پاش کر دیا ہے، حجابات کو تار تار کر دیا ہے اور "کناڈا" والوں کو قبلہ دکھا دیا ہے۔ بدل ارشاد ہے

جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

اور	عرض بلد °45 ہے اس کی جیب	9.8494850
	+ فصل طول منفسح ('55°66) کا ظل	10.3703943
	= ظل انحراف	10.2198793

اس کی قوس '55°58 ہے، نقطۂ شمال سے یہی مقدار انحراف ہے۔ امام احمد رضا کی عطا کردہ روشنی میں "کناڈا" کی مذکورہ جگہ سے قبلہ صاف نظر آیا۔ ان لوگوں کو نقطۂ مشرق سے بائیں ہاتھ کو '05°31 مائل ہونا ہے یعنی مشرق سے شمال کو یہی مقدار انصراف ہے۔ لہٰذا اس کی طرف رخ کرنا کعبہ کا استقبال ہوگا۔

یہ مشعل کا ایک پہلو تھا، افاضۂ رضویہ اسی میں منحصر نہیں مقام مذکورہ سے قبلہ کی طرف

رہنمائی کا جلوہ عکسی مشعل سے بھی صاف جھلک رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

جیب عرض البلد x ظل فصل طول = ظل انحراف

ازیں قبل مسلمات اہل فن سے ظاہر ہوا کہ 30^0 کی جیب نصف ہے اور اس کا جذر 0.7071 ہے جو 45^0 کی جیب ہے اور اس کی جیب تمام کے مساوی ہے

لہٰذا	جیب عرض بلد 45^0	0.7071
	x ظل فصل طول $66^055'$	2.3465
	= ظل انحراف	1.6592

ظلی اعشاریہ مقدار میں اس کی قوس بھی $58^055'$ ہے۔ یہ حاصل ضرب بھی سابق حاصل جمع ہو گیا دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ آج جدید دور کے ریاضی دانوں کے قلوب میں اگر انصاف کے کسی بھی جزء کا عشر عشیر بھی موجود ہو تو امام احمد رضا کی تحقیقات دیکھنے کے بعد وہ خموش نہیں رہ سکے گا بلکہ بلاتردد اعلان کرے گا کہ اے احمد رضا! تم صرف "ملک سخن" کے بادشاہ نہیں بلکہ "ملک تحقیق" کے شہنشاہ بھی ہو، ہم نے تحصیل علم میں خون جگر پیا ہے، لیکن تم تو وہبی معلم بے بدل بھی ہو۔

اب تک میرا یہ نذرانہ عقیدت قاعدہ نمبر آٹھ کی مشعل اول کا طواف کر رہا تھا۔ اسی کی تابناک روشنی میں جہاں ہزاروں مقامات سے مسلمانوں کو اپنا قبلہ صاف نظر آیا وہیں دو جگہوں کو محل وقوع کے ساتھ میں نے متلاشی حق کی بارگاہ میں پیش کیا۔ وہ مقامات جن کا عرض عمود تمام عرض بلد کے مساوی ہو ان کے استقبال قبلہ کی راہوں میں فاضل بریلوی نے تین ایسی مشعلیں روشن کی تھیں جن میں سے ہر ایک کی فرحت بخش اور روح پرور کرنیں سیدھی خانہ کعبہ تک پہنچ کر مطاف مبارک کی سیر کر رہی ہیں۔ مشعل اول کے بعد باقی دو مشعلوں کا بھی مطالبہ توجہ ہے کہ ہم انہیں بھی عقیدت کا خراج پیش کریں۔

مشعل ثانی: جیب عرض حرم - جم عرض البلد = جیب انصراف

اب تک بریلی کی تحقیق کسی بھی مقام مخصوص کے ظل فصل طول اور عرض موقع عمود کی جیب پر تجلیات کی بارش کر رہی تھی۔ فصل طول دائرہ معدل کی وہ قوس اصغر ہے جو آبادی اور حرم پاک دونوں کے نصف النہار کے مابین محصور ہے اور موقع عرض عمود کی جیب وہ خط مستقیم ہے جو موقع عمود سے خارج ہو کر دائرہ معدل کے قریب ترین نصف قطر کے قریب ترین نقطہ تک واصل ہے۔

یہی دونوں مقداریں مشعل اول میں روغن کا کام دے رہی تھیں لیکن اب آلات میں کچھ تبدیلی آئی۔ مادے بدل گئے، عرض حرم محترم پر لکیریں بننے لگیں، اس کی جیب کو ایک مادہ قرار دیا گیا اور دوسرے پلّے میں عرض بلد کی جم کو رکھا گیا یعنی آبادی کو کعبہ کی تلاش ہے تو دوسرے کو آئینہ کار نہ بنا کر ان دونوں سے ہی غرض وابستہ رہی۔

"آسٹریلیا" سے مغرب کا وہ مقام جو عرض جنوبی 30^0 اور طول مشرقی $116^049'$ میں موجود ہے اسی قاعدہ میں جس کا بیان گزر چکا ہے مکہ معظمہ سے طول میں اس کا فصل $76^055'$ ہے۔ اس مشعل کی مدد سے بھی وہاں سے قبلہ دیکھنے کی سعادت حاصل کریں تو اب اس کے موقع عمود روسی مقام کے تذکرہ کی حاجت نہیں بلکہ جیب عرض حرم سے اس مقام کی جیب تمام کے اسقاط سے ہی وہی نتیجہ برآمد ہوگا جس کی تحصیل میں "روس" کی بریفلی وادیوں تک سفر کرنا پڑا تھا۔ امام احمد رضا فرماتے ہیں

جیب عرض حرم - جم عرض البلد = جیب انصراف

اور

حرم محترم کے عرض کی جیب	9.5624685
-جم عرض البلد 30^0	9.9375306
=جیب انصراف	9.6249379

$24^055'$ کی یہ جیب "آسٹریلیا" کے اس مقام کے لئے مغرب سے شمال یہی مقدار

انحراف ہے۔ یہ قاعدہ دوسرا ہے، مادے بھی بدل چکے ہیں لیکن نہیں بدلا تو مطلوب نتیجہ۔
اب آئیے! مشعل ثانی کے عکسی اُجالے کی بھی زیارت کریں جس میں مادے تو وہی دونوں ہیں صرف نسبت بدل گئی ہے۔ فخر تحقیق کا فرمان ہے

جیب عرض حرم ÷ جم عرض البلد = جیب انصراف

اس کا عکس صاف نظر آرہا ہے۔ مادے بھی وہی ترتیب بھی وہی، صرف نسبت میں تغیر ہے پہلے جیب عرض حرم سے جم عرض بلد کو ساقط کیا گیا تھا لیکن اب معاملہ وہ نہیں ہے عرض حرم کی جیب کو عرض بلد کی جم پر تقسیم کیا جارہا ہے۔ لہٰذا اب یہ مقدار لوگارثمی نہیں بلکہ اعشاری ہوگی۔

جیب عرض حرم	0.3651
÷ جم عرض بلد 30^0	0.866
= جیب انصراف	0.4215

اس کی قوس وہی $24^0 55'$، انحراف و انصراف بالکل وہی ہے جس کا علم پہلے ہو چکا تھا۔
تمام عرض بلد کے مساوی عرض موقع عمود کے استقبال قبلہ پر محقق بے بدل نے تین دلیلیں دی تھیں، پھر ہر ایک دلیل کی دو دو شکلیں آپ نے بیان فرمائیں۔ اسی روشنی میں دو مقامات پیش ہوئے ایک "آسٹریلیا" کا دوسرا "کناڈا" کا۔
پہلی دلیل اور اس کی دوسری صورت سے دونوں مقامات کو ان کا قبلہ دکھایا گیا۔ دوسری دلیل کی کرنوں میں بھی عرض جنوبی فصل کم شرقی کو اپنا قبلہ نظر آیا۔ طوالت کے احساس سے مشعل ثانی کی عکسی تصویر کا اجراء کناڈائی مقام پر نہ ہوا۔ جبکہ ابھی بھی ان مقامات کے استخراج قبلہ کی تیسری دلیل باقی ہے۔ میرے امام نے مزید فیضان کرم کو یوں جاری فرمایا۔

مشعل ثالث: جم عرض مکہ + جیب فصل طول = جیب انحراف از نقطہ شمال

یہی دلیل تیسری ہے اسکی بھی دو صورتیں ہیں، ایک لوگارثمی دوسری اعشاری۔ یہاں پہلی صورت کا بیان ہے۔

دوسری دلیل میں "جم عرض مکہ" کی جگہ وہاں "جیب عرض مکہ" کو آپ نے پیش فرمایا تھا پھر اس کے جزء ثانی میں "جیب فصل طول" کی جگہ آپ نے "جم عرض بلد" کو استعمال کیا تھا اور نسبت میں جزء اول سے جزء ثانی کا اسقاط ہوا تھا لیکن یہاں سابقہ دونوں سے معاملہ مختلف ہے کہ تغیر مادہ کے ساتھ نسبت میں بھی تبدیلی ہے اور اسقاط کی جگہ جمع کا لحاظ کیا گیا ہے۔ قطب شمالی سے مکہ مکرمہ کی جیب "جم عرض مکہ" ہے۔ سمت الراس مکہ اور قطب شمالی کے مابین محصور حرم پاک کے نصف النہار کی قوس اصغر '$68^0 35$ ہے کہ عرض حرم '$21^0 25$ ہے۔

پہلے فصل کم جنوبی شرقی پر اس کا اجراء یوں ہوگا مثلاً وہی "آسٹریلیا" والے مقام کو سامنے رکھیں مکہ مکرمہ سے اس کا فصل '$76^0 55$ ہے، اس تیسری دلیل میں جہاں عرض مکہ کی جیب تمام کا تذکرہ ہے وہیں آبادی اور حرم مقدس کے درمیان کے فصل طول کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس دلیل کی تصوراتی دلکشی کچھ اس طرح ہے

جم عرض مکہ '$21^0 25$	9.9689262
+ جیب فصل طول '$76^0 55$	9.9885776
= جیب انحراف از نقطہ شمال	9.9575038

اس کی مقدار وہی '$65^0 05$ عین نتیجہ سابق ہے۔ اسی مقدار پر شمال سے مغرب کی طرف حرم پاک کی راجدھانی ہے جہاں سے اس آبادی تک ہدایت کی کرنیں صاف نظر آ رہی ہیں۔ اس تیسری دلیل سے بھی اس آبادی کا قبلہ وہیں نظر آیا پہلی دونوں دلیلوں نے جہاں کی رہنمائی کی تھی۔

دور ترقی کے روشن خیال اذہان سے کوئی بعید نہیں کہ اشتباہ ظاہر کریں اور کہیں کہ یہ قاعدہ کا کمال نہیں بلکہ مقام کا کرشمہ ہے۔ ایسے اذہان وفکر کی ضیافت کے لئے ان لوگوں کو "کناڈا" کی پکنک میں لے جانا بھی فائدہ مند ہی رہے گا۔ وہاں کی وہ جگہ جو عرض شمالی 45^0 اور طول مغربی '$73^0 11$ میں واقع ہے حرم پاک سے اس کا فصل طول '$113^0 05$ اور "منگولیہ" کا وہ

مقام اس کے موقع عمود میں ہے جو اس کے مساوی عرض اور طول میں وہاں سے فصل فتحی پر واقع ہے۔

تیسری دلیل کی روشنی میں بھی کعبہ بیت اللہ نگاہ بصیرت پر جلوہ بار ہے۔ رضوی احسانات کے تسلسل میں استقبال قبلہ پر نور کا یہ دریا بھی جاری ہے جس میں معدنیات سے لبریز ان دس خزانوں نے علمی دولت سے مالا مال حضرات کو محو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ آٹھویں خزانہ کی ابھی زیارت ہو رہی ہے۔ اس میں تین طرح کے نوادر موجود ہیں۔ ہر ایک میں دو طرح کے جلوے ہیں۔ ایک سے بصارت کو بینائی مل رہی ہے تو دوسرے سے بصیرت بھی مستفیض ہو رہی ہے۔ یعنی چھ جلوؤں کی برسات آٹھویں خزانہ سے ہو رہی ہے جیسے

(۱) جیب عرض البلد + ظل فصل طول = ظل انحراف

(۲) جیب عرض حرم − جم عرض البلد = جیب انصراف

(۳) جم عرض مکہ + جیب فصل طول = جیب انصراف از نقطۂ شمال

(۴) جیب عرض البلد x ظل فصل طول = ظل انحراف

(۵) جیب عرض حرم ÷ جم عرض البلد = جیب انصراف

(۶) جم عرض مکہ x جیب فصل = جیب انحراف

یہ آٹھویں خزانے کے انمول ہیرے ہیں ہر ایک کی کرنوں سے تصور میں زیارت کعبہ کا لطف مل رہا ہے۔ اب تین اور چھ نمبر کی عینک سے "کناڈا" والے بھی استفادہ کریں اور اپنے قبلہ کی زیارت کریں۔ یہاں کی یہ جگہ عرض شمال 45^0 اور طول مغربی $73^0 11'$ میں ہے، حرم پاک سے اس کا فصل $113^0 05'$ ہے۔ پہلی دلیلوں سے ظاہر ہے کہ اس کا قبلہ $58^0 55'$ نقطۂ شمال سے مشرق کی طرف منحرف ہے۔

اب نمبر تین کی دلیل کا اجراء کریں اور اس آئینہ میں قبلہ کی زیارت کریں۔ یہ دلیل ہے

جم عرض مکہ + جیب فصل طول = جیب انحراف

جم عرض مکہ $21^0 25'$ 9.9689262

+ جیب فصل طول $66^0 55'$ 9.9637574

= جیب انحراف 9.9326836

سبحان اللہ نتیجہ وہی آیا جو پہلے تھا اس کی قوس $58^0 55'$ ہی ہے۔ نقطۂ شمال سے یہی انحرافی مقدار ہے۔

نوٹ: آج خلاء پیمائی میں جدید محققین اس قدر پرواز کر رہے ہیں کہ اپنے "مرکز" زمین کو بھول جاتے ہیں اور دیگر سیاروں کی دلکشی کو ہی جائے سکون تصور کرتے ہیں لیکن خلائی سراب کی طرف پرواز کرنے والو! ہوش میں آجاؤ! وہاں تمہیں پیاس بجھانے کو پانی نہیں ملے گا۔ پیٹ بھرنے کو کھانا نہیں ملے گا۔ سانس لینے کے لئے ہوا نہیں ملے گی۔ کسی سیارہ میں اس قدر حرارت کا سامنا ہوگا کہ تم بھی راکھ بن جاؤ گے یا کہیں پھر برودت کا وہ عالم ہوگا کہ تم برف میں تبدیل ہو جاؤ گے۔ ہوشمندی سے کام لو۔ رضوی تحقیقات کی روشنی میں تحاسد کی تاریکی کو دور کرو۔ دانشور یہی تو کہتے ہوئے نظر آرہے ہیں کہ ہمیں دیگر سیاروں کی آغوش میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا "مرکز" یہ زمین سلامت رہے۔

"ماڈرن تحقیق کو ایک خموش پیغام"

قاعدہ (۹)

جم عرض موقع + ظل فصل طول = محفوظ اب اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض شمالی ہے یا زائد اور عرض جنوبی اور بہر حال عرض البلد مساوی عرض موقع نہیں بلکہ کم ہے یا زائد تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد اور عرض موقع کا تفاضل لیں اب محفوظ - جیب تفاضل ظل انحراف از نقطۂ جنوب

یا شمال بنقطۂ اعتدال

کشف العلیہ صفحہ 52

قاعدہ نمبر آٹھ میں کچھ ایسے مقامات کا بیان آیا جن کا عرض موقع عمود تمام عرض بلد کے مساوی تھا۔ یہ مقامات آٹھ میں سے چار حصوں میں پائے گئے۔ دو حصے فصل کم میں ہیں اور دو زائد میں۔ فصل کم کا ایک شرقی تھا دوسرا غربی اسی طرح فصل زائد میں ایک شرقی ہے دوسرا غربی۔ فصل کم دونوں جنوبی تھے اور فصل زائد دونوں شمالی۔ رضا کے عطا کردہ پیمانوں سے میں نے دو مقامات کے لئے قبلہ کا استخراج کیا تھا، ان میں سے ایک مقام فصل کم میں تھا جو ساحل آسٹریلیا کے مغرب میں پایا گیا تھا حالانکہ فصل کم شرقی جنوبی میں اسی ایک مقام کا وجود نہیں بلکہ ہزاروں مقامات ایسے موجود ہیں، بطور تمثیل میں نے اس مقام کا انتخاب کیا تھا۔ عرض بلد ایک دقیقہ سے لے کر '68°34 تک ہر ایک دقیقہ میں ایسا ایک ایک مقام موجود ہے جس کا عرض موقع تمام عرض بلد کے مساوی ہے۔ یہ ہزاروں مقامات تو فصل کم جنوبی مشرقی میں تھے، یہی حال فصل کم جنوبی غربی کا ہے اسی طرح فصل زائد شمالی غربی کے ایک مقام کو میں نے مثال میں پیش کیا تھا اور "کناڈا" کی ایک جگہ کی نشاندہی کی تھی، حالانکہ اسی مقدار تفاوت کی مطابقت پر مقامات کی یہی تعداد اس حصہ میں بھی موجود ہے۔ صرف اسی میں ہی نہیں بلکہ اس سے متصل نصف زیریں میں حرم پاک سے فصل طول زائد شمالی شرقی میں بھی یہ مقامات پائے جائیں گے۔

ان سارے مواضع کو امام احمد رضا نے اپنے آٹھویں نمبر کے قاعدہ میں مقید کر دیا ہے۔ اس میں اور عمیق نگاہ ڈالیں تو اول السموت اور عمود کے مابین کے علاوہ شمال و جنوب میں بھی ایک وسیع علاقہ نظر آئے گا جو اس قاعدہ میں داخل نہیں ہے حالانکہ یہ علاقہ سب سے وسیع ترین ہے کہ یہ آٹھوں حصوں میں پھیلا ہوا ہے لہٰذا فاضل بریلوی نے اس کی طرف توجہ فرمائی وہی صف بندی یہاں بھی ہے۔ نظر کرم کی اولیت صف اول کو حاصل ہے جیسا کہ

ما سبق سے واضح ہے کہ صف اول میں دو حصے شمالی ہیں جو فصل کم میں واقع ہیں اور دو جنوبی جو فصل زائد میں ہیں یہی چار حصے قاعدہ نمبر نو میں داخل ہیں۔ فصل کم کے دونوں حصے حرم مقدس کے نقطۂ مشرق سے نقطۂ مغرب تک طویل ہیں اور عرض میں خط استواء سے قطب شمالی تک پھیلا ہوا ہے، اسی طرح طویل اور وسیع باقی دونوں حصے بھی ہیں۔ دائرۂ عمود کا گزر ان چاروں حصوں پر ہے اس کی گرفت میں دونوں بالائی شمالی ہیں اور دونوں جنوبی زیر افق ہیں عرض عمود سے کم اور زائد عرض کے مقامات اس پر نور قاعدہ سے تابناک ہیں۔ مثلاً مخزن اولیاء "بلگرام شریف" کا قبلہ نقطۂ مغرب ہے اس لئے کہ اس کا عمود اول السموت پر منطبق ہے تو پھر اس سے جنوب میں "سری لنکا" سے آگے خط استواء تک کا قبلہ بتانا ابھی باقی ہے اسی طرح "بلگرام شریف" کے شمال میں قطب شمالی تک کے مقامات کا کوئی تذکرہ نہیں آیا صرف عرض پر ہی انحصار نہیں۔ یہی حال ہر ایک ربع میں مشرق و مغرب کا ہے پھر ایک ربع کا ہی سوال نہیں چاروں ارباع کی فریاد احمد رضا کے دربار میں ہے ان کے انگنت مواضع کا تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ محقق بے بدل نے سب کی طرف توجہ فرمائی اور ایسی حاجت روائی کی جس میں ہر ایک برابر کا حقدار رہا کہ یہ قاعدہ ان سب مقامات کو محیط ہے۔

اس قاعدے کے حساب میں دو مرحلے ہیں۔

پہلا مرحلہ: مقام کا طول و عرض متعین ہو پھر حرم مقدس سے طول میں اس کا فصل ملحوظ ہو عرض موقع عمود پر نظر کریں جو اسی مقام کے شمال یا جنوب میں ہوگا اور اسی کے نصف النہار میں پایا جائے گا کس بُعد پر یہ ملا اسے بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے، اب حساب کا مرحلہ آئے گا۔

دوسرا مرحلہ: عرض عمود کی جیب تمام کو حاصل کریں اس کی لوگارثمی مقدار کو پیش نظر رکھیں پھر حرم پاک سے طول میں جو فصل ہے اسے حاصل کریں اس کی ظلی مقدار کے ساتھ جیب تمام عرض موقع عمود کو جمع سے حاصل شدہ نتیجہ محفوظ ہوگا۔ اب موقع عمود اور مقام کا فرق لیں محفوظ سے اس فرق کی جیب کو ساقط کریں حاصل اسقاط ظل انحراف ہوگا نقطۂ شمال یا

جنوب سے۔یہی تو فرمایا سیدی اعلیٰ حضرت نے

جم عرض موقع + ظل فصل طول = محفوظ۔۔۔۔۔۔۔الخ

محفوظ - جیب تفاضل = ظل انحراف از نقطہ جنوب یا شمال

یہ قاعدہ ایسا ایک سمندر ہے جس کے احاطہ میں روئے زمین کا تقریباً آدھا حصہ نظر آرہا ہے بلکہ انسانی آبادی کے لحاظ سے دیکھا جائے تو تین چوتھائی سے زائد آبادی پر اسی قاعدے کی حکمرانی ہے۔امام اہلسنت فرماتے ہیں "اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض شمالی ہے یا زائد اور عرض جنوبی اور بہر حال عرض البلد مساوی عرض موقع نہیں بلکہ کم ہے یا زائد۔ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد اور عرض موقع کا تفاضل لیں" اس نور بار عبارت میں وہ آٹھوں صورتیں چمک رہی ہیں جنہیں استقبال قبلہ کی رہنمائی کرنے والے قاعدہ جیسی قابل رشک دولت ملی ہے۔ان صورتوں پر ایک نظر

(۱) فصل طول کم شرقی شمالی عرض البلد عرض عمود سے کم

(۲) فصل طول کم شرقی شمالی عرض البلد عرض عمود سے زائد

(۳) فصل طول کم غربی شمالی عرض البلد عرض موقع سے کم

(۴) فصل طول کم غربی شمالی عرض البلد عرض موقع سے زائد

(۵) فصل طول زائد شرقی جنوبی عرض البلد عرض موقع سے کم

(۶) فصل طول زائد شرقی جنوبی عرض البلد عرض موقع سے زائد

(۷) فصل طول زائد غربی جنوبی عرض البلد عرض موقع سے کم

(۸) فصل طول زائد غربی جنوبی عرض البلد عرض موقع سے زائد

ان آٹھوں صورتوں میں عرض موقع اور عرض بلد کے مابین کچھ تفاوت دکھایا گیا ہے جبکہ تساوی کا بیان گزر چکا ہے جس کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہے۔اس تفاوت میں زائد سے کم کو ساقط کریں تو نتیجہ تفاضل ہوگا اسی تفاضل کے بارے میں امام احمد رضا نے فرمایا

ظل انحراف = جیب تفاضل - محفوظ

بطور تمثیل اس قابل فخر شہر کو نظروں کے سامنے رکھیں جو ملک تحقیق کا دار السلطنت ہے۔ جہاں کی گلیوں کو سب سے زیادہ محقق بے بدل کی قدم بوسی کا شرف ملا ہے، جہاں کی پرزور فضاؤں نے اس قلم کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا ہے جس قلم نے "نیوٹن" کے علم کشش اور "البرٹ" کے علم نجوم کی حقیقت کو دنیا کے سامنے بے نقاب کر دیا تھا، یہی "بریلی" کی سرزمین ہے جہاں کی نوک قلم سے حقائق شناسی کے نہ جانے کتنے دریا جاری ہو گئے۔ اس کے تابناک ماضی اور روشن مستقبل سے دنیا خوب واقف ہے۔ اسی مبارک شہر کے محل وقوع سے کچھ روشنی حاصل کریں۔ اس تحقیق بار مقام عالی کا عرض شمالی $28^\circ 22'$ ہے اور طول مشرقی $79^\circ 26'$، عرض میں حرم مقدس کے مقابلے میں قطب شمالی سے قریب تر ہے کہ

عرض بریلی شریف $28^\circ 22'$

-عرض مکہ مکرمہ $21^\circ 25'$

=تفاوت $06^\circ 57'$

یعنی قطب شمالی سے "بریلی" $06^\circ 57'$ قریب ہے بمقابلہ حرم مکہ کے

اور بریلی کا طول مشرقی $79^\circ 26'$

-طول حرم $39^\circ 54'$

=فصل طول $39^\circ 32'$

حرم پاک اور "بریلی شریف" کے درمیان فصل طول $39^\circ 32'$، اس کا تمام $50^\circ 28'$

اولاً عمود کا تعین لازم

لہٰذا ظم عرض حرم 10.4064577

+ جم فصل طول 9.8871977

=ظم عرض موقع 10.2936554

اس کی قوس '63°03 ہے اس کا تمام '26°57 قطب شمالی کے تناسب میں مکہ مکرمہ اور "بریلی شریف" کے عرض میں '06°57 کا تفاوت تھا لیکن بریلی کے نصف النہار میں یہ فرق کم ہو گیا اب فاصلہ صرف '01°25 کا رہ گیا کہ یہاں کے نصف النہار میں موقع عمود '26°57 میں نظر آیا جبکہ "بریلی" کا عرض شمالی '28°22 ہے اور مکہ مکرمہ کا '21°25 اس کے باوجود یہاں کے نمازی اپنے نصف النہار میں بائیں ہاتھ کو صرف '01°25 بڑھ جائیں اور نقطۂ مغرب کو رخ کریں سامنے سے حجابات اٹھ جائیں تو روبرو کعبہ بیت اللہ کو پائیں۔

"بریلی" اور اس کے عرض کا علم ہو چکا یعنی اس قاعدہ کے پہلے مرحلہ سے فراغت مل چکی اب دوسرے مرحلہ کی باری ہے۔ "بریلی" کا مبارک شہر اپنے موقع عمود سے صرف '01°25 شمال میں علم وحکمت کا خزانہ لٹا رہا ہے، جب موقع عمود جنوب میں ہے تو اس کا قبلہ بھی یہاں جنوبی ہوگا یعنی عرض عمود سے عرض بلد زائد ہو تو قبلہ جنوبی ہوگا لیکن اس کی مقدار کے لئے دوسرے مرحلہ کا عمل ہوگا، اس میں اولاً محفوظ کی تحصیل ہے جبکہ جم عرض موقع اور ظل فصل کا حاصل جمع یہاں محفوظ ہے

جم عرض موقع	9.9500738
+ظل فصل طول	9.9166192
=محفوظ	9.8666930

اس قاعدہ کے جزء اہم کا استخراج ہو چکا، محفوظ ہاتھ آگیا۔ آخری عمل یہ ہے کہ محفوظ سے جیب فرق کا اسقاط ہوگا

محفوظ	9.8666930
-جیب فرق	8.3931008
=ظل انحراف	11.4735922

اس کی قوس '88°05 اس کا تمام '01°05 جو "بریلی شریف" کے نقطۂ مغرب سے انصراف

جنوبی ہے کہ ظل انحراف کا یہی تمام ہے۔

اُف رے حسد، اس مبارک قاعدہ میں مثال کے لئے امام احمد رضا کے طوا...
میں بریلی کا محل وقوع تھا، اپنا پورا شہر خدمت میں عقیدت کے پھول برسا رہا تھا لیکن اس
کی طرف آپ نے التفات نہ فرمائی۔

مثالوں سے اگر انحراف ہی بتانا مقصد تھا تو "بریلی" اپنا شہر تھا جو انحراف کی عمد...
مثال بھی بنتا جیسا کہ فاضل بریلوی کی عطا کردہ روشنی میں میں نے اس کے قبلہ کو تلاش کیا تو
نقطہ جنوب سے '05°88 مغرب کو منحرف پایا لیکن میرے امام نے اپنے شہر کو مثال
میں پیش نہیں فرمایا بلکہ آپ کو ہند کے راجا اپنے خواجہ کا دربار نظر آیا لیکن حاسدوں کا
علاج کیسے ہو؟

اور سلطان الہند کے دار السلطنت کو یاد بھی فرمایا تو کن الفاظ میں غور فرمائیں۔

مثال: سرکار نور بار اجمیر مقدس کا مکہ معظمہ سے فصل طول شرقی ۴۴ (درجے) ۳۱ (دقیقے)
اور عرض شمالی ۲۶ (درجے) ۲۸ (دقیقے)

ظم عرض حرم	۱۰٫۴۰۶۴۵۷۷
+ جم فصل	۹٫۹۱۵۹۰۶۹
= موقع عمود	۱۰٫۳۲۲۳۶۴۶

قوس ایں ظل ۶۴ (درجے) ۳۳ (دقیقے) تمامش ۲۵ (درجے) ۲۷ (دقیقے)

عرض موقع کہ عرض بلد سے کم ہے لہٰذا قبلہ جنوبی

جیب ۶۴ (درجے) ۳۳ (دقیقے)	۹٫۹۵۵۶۶۸۸
+ ظل فصل	۹٫۸۳۷۴۰۴۹
= محفوظ	۹٫۷۹۳۰۷۳۷

محفوظ ۹٫۲۹۳۰۲۳۷

-جیب تفاضل ۸٫۲۴۹۰۳۳۲

= ۱۱٫۵۴۴۰۴۰۵

قوس ایں ظل ۸۸ (درج) ۲۲ (دقیقے) پس نقطۂ مغرب سے جنوب کو انحراف ایک (درجہ) ۳۸ (دقیقے)

کشف العلۃ صفحہ 65-64

اجمیر مقدس کا انحراف جنوب کو مغرب سے '38°01 جبکہ بریلی کا یہی انحراف '55°01 لیکن میرے امام نے بریلی کو نہیں استقبال قبلہ میں اجمیر کو پیش فرمایا اور وہ بھی "سرکار نوربار" جیسے مبارک الفاظ سے۔

امام احمد رضا سے منسوب "برق بار" کا لفظ تو آپ نے بار بار سنا ہوگا کہ

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

لیکن "نوربار" کا لفظ "اجمیر مقدس" کے لئے ہے اور اس کے عرشی مفہوم سے اہل علم خوب واقف ہیں۔ یہاں ہمارے امام نے چار مثالیں پیش فرمائی ہیں ان میں دو تہ سمندر میں ہیں اور دو خشکی میں۔

جہاں جنوبی قبلہ میں اجمیر مقدس کا تذکرہ آیا وہیں شمالی قبلہ میں حضرت شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ والرضوان کے دربار گہربار کا تذکرہ فرمایا جو دوسری مثال ہے۔ آپ نے اس دربار کو "بہار شریف" کے لفظ سے یاد فرمایا جو پٹنہ سے مغرب میں ہے۔ بہرحال ان مثالوں میں دو فصل کم کی ہیں جبکہ دو فصل زائد کی۔ یہ جامع مثالیں اس قاعدہ کی آٹھوں صورتوں میں جاری ہوسکتی ہیں۔

جس طرح فصل کم شمالی شرقی کی دو مثالوں میں امام احمد رضا نے دونوں کو استقبال

قبلہ کی رہنمائی فرمائی کہ "اجمیر مقدس" کا قبلہ مغرب سے جنوب کو مائل ہے اسی طرح "بہار شریف" کا قبلہ مغرب سے شمال کو مائل ہے یہی صورت اس ربع میں سارے مقامات کی ہوگی، کوئی مائل بشمال ہوگا کوئی مائل بجنوب۔ پھر یہ اسی حصہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس صف میں داخل چاروں حصوں کا حال یہی ہوگا (دو شمالی ہیں دو جنوبی)

اس قاعدہ میں داخل دوسرا حصہ فصل کم شمالی غربی ہے، اس کی بھی دو صورتیں ہیں، عرض بلد عرض موقع عمود سے کم ہے یا زائد۔ کم ہونے کی صورت میں قبلہ مشرقی شمالی ہوگا جبکہ زائد کی صورت میں مشرقی جنوبی، اور بلد کے محل وقوع سے مقداری نتیجہ برآمد ہوگا۔ تو اب اسی حصہ کی طرف رخ کریں اور مشاہدہ کریں کہ بریلی سے جاری اس تحقیقی دریا سے یورپ و افریقہ کس طرح سیراب ہو رہے ہیں۔

مزید اس دریا کا پیاسا وہ سمندر بھی آپ کو نظر آئے گا جو "لندن" سے "واشنگٹن" تک پھیلا ہوا ہے۔ پورا یورپ دو تہائی افریقی ممالک "گرین لینڈ" اور "بحر ظلمات" کا زیادہ تر حصہ اسی میں داخل ہے۔ مثالوں میں یہاں سے بھی دو شہر لئے جائیں تو پھر "یورپ" سے "لندن" اور "افریقہ" سے "مراکش" کے دار الحکومت "رباط" کو مکہ مکرمہ کا راستہ دکھا دینا ہی بہتر و مناسب رہے گا۔ "لندن" وہ نامور شہر ہے کہ ایک زمانہ میں اس کے زیر تسلط سرحدوں سے سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا اور "رباط" وہ شہر ہے جہاں سے حضرت طارق ابن زیاد نے اپنے گھوڑوں کو سمندر میں ڈال دیا تھا اور "اسپین" میں قدم رکھتے ہی اپنی کشتیوں میں آگ لگا دی تھی، وہ طارقی شان و شوکت آٹھ سو سال تک وہاں قائم رہی، پوری دنیائے عیسائیت کے لئے چیلنج بنی رہی بالآخر آپسی اختلافات کی نذر ہوگئی۔

"لندن" کا عرض شمالی 51°30' ہے اور طول مغربی 0°08' ہے گرچہ وہ گرینچ کو بھی شامل ہے، حرم پاک سے 40°02' کا فصل طول ہوا، اب اس کے استخراج عمود کا عمل وہی ہوگا جو "بریلی شریف" "اجمیر مقدس" اور "بہار شریف" میں نظر آیا لیکن مقداریں بدل جائیں

کی جبکہ ان مقامات مقدسہ کے عمود کا خروج مغرب سے تھا لیکن "یورپ" و "افریقہ" ان مقاموں کے عمود کا خروج مشرق سے ہوگا، بعد خروج مغرب کو ہر ایک قدم اسے اعتدال سے دور اور شمال سے قریب کرے گا۔ مقامات کے نصف النہار میں اعتدال سے غایت بعد اور نقطہ شمال سے غایت قرب کی منزل ہوگی اسی کا نام موقع عمود ہے۔ اب اولین ذمہ داری اس کے تعین کی ہے جبکہ امام احمد رضا کے فرمان عالیشان میں اس کے استخراج کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ ظم عرض حرم اور جم فصل طول کا مجموعہ ظم عرض موقع ہے

لہٰذا

ظم عرض حرم مقدس		10.4064577
+ جم فصل طول	(40°02')	9.8840418
= ظم عرض موقع		10.2904995

اس کی قوس '62°52 اس کا تمام '27°08 یہی عرض موقع عمود ہے جبکہ "لندن" کا عرض شمالی '51°30 ہے زائد سے ناقص کو منہا کریں تو اس کا تفاضل '24°22 کا ہوگا۔

لہٰذا

جم عرض موقع	(27°08')	9.9493645
+ ظل فصل	(40°02')	9.9243266
= محفوظ		9.8736911

محفوظ		9.8736911
- جیب تفاضل	(24°22')	9.6155024
= ظل انحراف		10.2581887

'61°06 کا یہ ظل ہے اس کا تمام '28°54 ہے۔ "لندن" والوں کو نقطہ مشرق سے '28°54 جنوب کو مائل ہونا ہے۔ یہی ان کا قبلہ ہے۔

اگر یہ عرض بلد کم ہوتا جائے تو قبلہ کا نقطہ مشرق سے قریب بڑھتا جائے گا جیسا کہ افریقی ملک "مراکش" کی راجدھانی "رباط" گرچہ اس کا طول کچھ زیادہ ہے کہ یہ $06^\circ 51'$ طول مغربی میں واقع ہے لہٰذا حرم مقدس سے اس کا فصل $46^\circ 05'$ کا ہوا۔

اور	ظتم عرض حرم	10.4064577
	+ جتم فصل	9.8411162
	= ظتم عرض موقع	10.2475739

$60^\circ 31'$ کا یہ ظل ہے اس کا تمام $29^\circ 29'$ ہے یہی یہاں کا عرض موقع محمود ہے۔ "لندن" کا عرض موقع $27^\circ 08'$ کا تھا جبکہ "رباط" کا عرض موقع اس سے $02^\circ 21'$ زائد ہے پھر بھی اس کا قبلہ جنوبی ہی ہوگا کہ اس کا عرض بلد $33^\circ 58'$ ہے اپنے عرض موقع سے $04^\circ 29'$ زائد ہے اسی کا نام یہاں تفاضل ہے

لہٰذا	جتم عرض موقع	9.9397682
	+ ظل فصل	10.0164270
	= محفوظ	9.9561952

محفوظ	9.9561952
- جیب تفاضل	8.8930351
= ظل انحراف	11.0631601

یہ $85^\circ 04'$ کا ظل ہے اس کا تمام $04^\circ 56'$ ہے۔ یہی "رباط" کا انحراف جنوبی ہے یعنی نقطہ مشرق سے جنوب کو میلان ہے۔ اسی "رباط" سے جنوب کو اور $04^\circ 30'$ کے فاصلہ پر جو آبادی ہے اس کا قبلہ شمالی ہوگا حالانکہ اس کا عرض شمالی $29^\circ 28'$ کا ہوگا اور مکہ مکرمہ کے مقابلہ میں $08^\circ 03'$ کا عرض شمالی زیادہ ہے پھر بھی استقبال قبلہ میں شمال کو ہی مائل ہونا ہے کہ وہ موقع

عمود کے جنوب میں ہے۔

بریلی شریف کی سرچ لائٹ کی مدد سے اب ان دونوں حصوں نے اپنے قبلہ کو دیکھ لیا جو شمالی ہیں، فصل کم میں واقع ہیں۔ پہلا حرم محترم سے مشرق میں تھا جبکہ یہ دوسرا حصہ مغرب میں ہے۔ رضوی تحقیقات کے جلوؤں سے یہ دونوں حصے روشن ہو گئے جن کی لمبائی مشرق میں "جاپان" سے مغرب میں "کناڈا" کے قریب "نیوفاؤنڈ لینڈ" تک ہے جبکہ چوڑائی جنوب میں "مالدیپ" کے 200 کلو میٹر جنوب سے شمال میں قطب شمالی تک ان دونوں حصوں میں ہی تین چوتھائی انسانی آبادی موجود ہے لیکن صف اول میں اور دو حصے ہیں جو فصل کم میں نہیں بلکہ فصل زائد میں ہیں اور شمال میں نہیں بلکہ جنوب میں ہیں۔ یہ بھی طول وعرض میں پہلے دونوں حصوں" کے برابر ہیں جو لاطینی امریکی ملک "برازیل" کی راجدھانی "برازیلیہ" کے مغرب سے آسٹریلین "میکے" جھیل تک شمال میں خط استواء سے قطب جنوبی تک یہ دونوں حصے پھیلے ہوئے ہیں لیکن افسوس! اسقدر وسیع علاقہ کے باوجود "مشرقی انڈونیشیا" کے کچھ علاقے کے علاوہ اس میں کوئی مسلم ملک نہیں ہے۔ عامۂ معمورہ کے نام پر "کیوٹو" سے "چیلی" کی جنوبی سرحد تک لاطینی امریکی ممالک کے علاوہ "نیوزی لینڈ" "آسٹریلیا" کے نصف سے زائد، کچھ "انڈونیشیا" کا حصہ اور کچھ آباد جزیرے بھی ہیں۔ اب مجدد اعظم کی نظر عنایت ان دونوں حصوں کی طرف بھی مبذول ہے۔ سرکار نے اسی قاعدہ میں فرمایا "اب اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض شمالی یا زائد اور عرض جنوبی" اس محققانہ جملہ میں "یازائد اور عرض جنوبی" کا مبارک جملہ ان ہی دونوں حصوں کو کعبہ کا جلوہ دکھا رہا ہے کہ انسانیت سوز تاریکی سے باہر آؤ! گلے سے صلیب اتارو اور کعبہ کا جلوہ دیکھو۔

ان مقامات کی دو مثالیں ہمارے امام نے ہمیں عطا فرمائی ہیں، پہلی مثال غایت فصل طول اور غایت قرب عرض کی ہے۔ یہ مثال دو مقامات پر منطبق ہے ایک مشرقی دوسرا غربی پر۔

قاعدۂ اول میں جس جگہ کا بیان تھا اور جس کا قبلہ کعبہ کی طرح تھا اسی کے شمال میں نصف النہار مکہ مکرمہ نے جہاں خط استواء کو قطع کیا ہے اسی کے جنوب میں یہ دونوں مقام اس سے متصل ہیں اور نصف النہار حرم سے بھی وہاں متصل ہیں۔ اس اتصال کے باوجود ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں ہے۔

عرش سے فرش کا ایک ایک ذرہ ہر آن جس نبی کریم ﷺ کے مشاہدہ میں ہے ایسے نبی ﷺ کے ایک ایمان افروز معجزہ نے فرمایا

فرض کرو فصل طول ۱۷۹ (درجے) ۵۹ (دقیقے) قوس منفتح ۱ (دقیقہ) تمام ۸۹ (درجے) ۵۹ (دقیقے) جیب = مرفوع

ظم عرض حرم + جم فصل = نفس خود

پس عرض موقع ۲۱ (درجے) ۲۵ (دقیقے) مثل عرض حرم یعنی بوجہ تنگی اعشاریہ ورنہ ہم مباحث عمود میں لکھ چکے ہیں کہ حقیقۃً ہمیشہ عرض حرم سے زائد ہوگا

کشف العلۃ صفحہ 65

جگہ کا طول متعین ہوگیا لیکن عرض کا کوئی بیان نہیں آیا اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے محقق بے بدل نے فرمایا

اب فرض کرو عرض جنوبی ایک دقیقہ تفاضل عرضین ۲۱ (درجے) ۲۴ (دقیقے)

کشف العلۃ صفحہ 66

طول وعرض دونوں کا تعین ہوگیا بریلی کی روشنی میں کرۂ زمین پر جب اس اسکیل کے مطابق ان دونوں جگہوں کی جستجو ہوئی تو دونوں تہ سمندر میں غرقاب ملیں خشکی میں ان دونوں فی الحال کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

امام احمد رضا نے صرف دقائق کی ہی تدقیق نہیں فرمائی بلکہ تدقیق ثوانی سے ان دونوں کو قبلہ کے روبرو جھکایا ہے اور آپ نے فرمایا کہ

پس شمال کو انصراف ۸۹ (درجے) ۵۷ (دقیقے) ۲۷ (ثانیے)

کشف العلۃ صفحہ 66

یعنی نقطہ شمال سے ان دونوں مقامات کا قبلہ صرف "33'02 اعتدال کی طرف منحرف ہے۔ یہ دونوں تو غایت فصل طول اور غایت قرب عرض کی جگہیں تھیں۔ محققین ان احسانات کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں بریلی کے قلم سے جو نورانی کرنوں کی شکل میں ساون بھادوں کی طرح ان پر برس رہے تھے۔

سرکار اعلیٰ حضرت مزید چوتھی مثال میں فرماتے ہیں۔

اسی فصل طول پر فرض کرو عرض جنوبی ۸۹ (درجے) ۵۹ (دقیقے) تفاضل عرضین ۶۸ (درجے) ۳۴ (دقیقے)

کشف العلۃ صفحہ 66

یہ مثال بھی دو مقامات پر صادق ہے اور دونوں قطب جنوبی کے پاس میلوں کثیف برفیلی چادر میں چھپے ہیں۔

حقیقت میں یہ دونوں مقام اس نقطہ تقاطع کے پاس حصہ زیریں میں ہیں جہاں نصف النہار مکہ اور اس کے افق استوائی نے جنوب میں ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا ہے۔ بہر حال قاعدہ نمبر نو میں اپنے محققانہ قاعدہ کی تفہیم میں امام احمد رضا نے جنوب میں ایک جید معلم کی طرح مثالیں بھی عطا فرمادیں اور قاعدہ کو علماء کے اذہان میں نقش فرمادیا، ہمارے علماء خوب خوب مستفیض بھی ہوئے۔ ان ہی خوش نصیب علمائے کرام کی مبارک صحبت سے مجھ جیسے ناسمجھ کو بھی جرأت ہوئی کہ اس قاعدے سے منور فصل زائد کے دونوں حصوں سے ایک ایک درمیانی مقام کا بیان بھی فائدہ سے خالی نہیں لہٰذا دو مقامات پیش خدمت ہیں۔

ان میں سے میں نے ایک "ویلنگٹن" کا انتخاب کیا اور دوسرا مقام "چلی" کے دار الحکومت "سینٹیاگو" کو لیا۔ "نیوزی لینڈ" آسٹریلین شہر "ہوبارٹ" سے تقریباً 1300 کلومیٹر کے

فاصلہ پر مشرقی سمندر میں ایک جزیرہ نما ملک ہے "ویلنگٹن" اسی کی راجدھانی ہے۔
اسی طرح "چلی" "ارجنٹینا" کے مغرب میں ایک سرحدی پٹی ہے جو ساحل سمندر میں ہے، دونوں مکہ مکرمہ سے فصل زائد پر ہیں اور ان دونوں کے بالا سے افق حرم پاک کے اول السموت کی گزرگاہ ہیں لہٰذا ان کا عمود بھی کبھی اول السموت پر منطبق ہوسکتا ہے۔

قاعدہ نمبر سات میں اس کی وضاحت ہوچکی ہے لیکن وہ مقامات جو نقطۂ انطباق میں ہوں عرض کم یا زائد ہو تو وہ سب اسی قاعدہ میں داخل ہیں۔ امام اہلسنت کے اس پرنور قاعدہ پر دوبارہ غور فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں

"جم عرض موقع + ظل فصل طول = محفوظ اب اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض شمالی ہے یا زائد اور عرض جنوبی اور بہر حال عرض البلد مساوی عرض موقع نہیں بلکہ کم ہے یا زائد تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد و عرض موقع کا تفاضل لیں اب محفوظ - جیب تفاضل = ظل انحراف از نقطۂ جنوب یا شمال بنقطۂ اعتدال"

امام اہلسنت نے اپنے اس قاعدہ میں اولاً "جم عرض موقع" اور "ظل فصل طول" کا تذکرہ فرمایا ہے اور عرض موقع کے لئے طول بلد کا تعین ضروری ہے اس عظیم قاعدہ کے اُجالے میں ان دونوں جگہوں کی تلاش ہوئی تو "ویلنگٹن" کا محل وقوع 41^0 جنوبی اور 174^0 مشرقی نظر آیا لہٰذا حرم مقدس سے اس کا فصل طول $174^00' - 39^054' = 134^006'$ یعنی حرم مکہ سے "ویلنگٹن" کا بُعد طول میں $134^006'$ ہے جبکہ اس کا منفتح فصل $45^054'$ ہے۔ اسی کے توسط سے ہمیں یہاں کا عرض موقع ہاتھ آئے گا

لہٰذا	ظم حرم مکہ	10.4064577
	+ جم فصل طول ($45^054'$)	9.8425548
	= ظم عرض موقع	10.2490125

$60^036'$ کا یہ ظل ہے اور اس کا تمام $29^024'$ ہے یہی عرض موقع عمود ہے۔

"نیوزی لینڈ" کی راجدھانی "ویلنگٹن" کا عرض 41° جنوبی ہے عرض موقع 29°24' جبکہ "ویلنگٹن" اس سے 11°36' زائد ہے۔ اس بارے میں امام المحققین کی رہنمائی کچھ یوں ہے "عرض البلد شمالی ہو خواہ جنوبی اگر عرض موقع سے کم ہے تو نقطۂ شمال سے انحراف ہوگا اور اگر زائد ہے تو نقطۂ جنوب سے" (کشف العلۃ صفحہ 63)

اور یہاں چونکہ عرض بلد زائد ہے لہذا صورت ثانیہ کا نتیجہ برآمد ہوگا۔ یعنی حرم مکہ مکرمہ شمالی ہے "ویلنگٹن" اگرچہ جنوبی ہے اور مکہ معظمہ گرچہ اس کے مقابلہ میں 62°25' اگرچہ شمالی سے قریب ہے پھر بھی یہاں کے نمازیوں کو استقبال قبلہ کے لئے جنوب کو ہی انحراف چاہئے نہ کہ شمال کو، اسی کی تعلیم دیتے ہوئے امام احمد رضا نے فرمایا کہ "اور اگر زائد تو نقطۂ جنوب سے" پھر عرض موقع عمود اور عرض بلد میں زائد سے ناقص کو ساقط کیا جائے تو تفاضل عرضین نتیجہ برآمد ہوگا

عرض ویلنگٹن	41°00'
-عرض موقع	29°24'
=تفاضل	11°36'

اسی پر امام احمد رضا نے فرمایا

جم عرض موقع + ظل فصل طول = محفوظ ---------- محفوظ - جیب تفاضل = ظل انحراف

لہذا

جم عرض موقع (29°24')	9.9401248
+ظل فصل طول (45°54')	10.0136460
=محفوظ	9.9537708

محفوظ ہمارے ہاتھ آگیا اب اس کے دوسرے مرحلہ پر سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ

محفوظ - جیب تفاضل نتیجہ ظل انحراف ہوگا

اور یہاں تفاضل 11°36' ہے تو پھر دوسرے مرحلہ کا عمل یوں ہوگا کہ

محفوظ 9.9537708

۔جیب تفاضل 9.3033644

=ظل انحراف از نقطۂ جنوب 10.6504064

ظلی جدول میں یہ مقدار '77°24 کی ہے۔ یہی انحراف ہے نقطۂ جنوب سے نقطۂ مغرب کی طرف یعنی "ویلنگٹن" کے نمازیوں کو استقبال قبلہ کے لئے مغرب سے جنوب کی طرف '12°36 کا میلان چاہیے۔

ایک ایسے افادۂ عالیہ مبارکہ کی روشنی میں بھی اس مستخرجہ مقدار کا موازنہ فائدہ سے خالی نہیں جو ایک لطیف روح پرور محفل کے درمیان ایمان افروز تابناک شمع کی حوصلہ افزا کرن ہے پھر دوسرا قاعدہ اگر اسی کی مطابقت کرے تو اعراض کی کوئی وجہ نہیں۔ استخراج موقع عمود کے لئے

ظم حرم مقدس 2.55

۔جم فصل طول ('45°54) 0.6959

=ظم موقع عمود 1.7745

'60°36 کا یہ ظل ہے اس کا تمام '29°24 ہے جو عرض موقع عمود ہے۔ "ویلنگٹن" کا عرض جنوبی 41° ہے اس سے عرض موقع کے اسقاط تفاضل عرضین '11°36 آیا۔

اور جم موقع عمود 0.8712

x ظل فصل 1.0319

=محفوظ 0.899

پھر

محفوظ 0.899

÷جیب تفاضل 0.2011

=ظل انحراف 4.47

جدول ثل میں '24°77 کی یہ مقدار ہے،"ویلنگٹن" کا قبلہ جنوب سے اسی مقدار میں مغرب کو جھکا ہوا ہے۔اس کا تمام '36°12 یہی انصراف جنوبی کی مقدار ہے۔

سبحان اللہ! دونوں دلیل کی لکیر ایک ہی ہے بال برابر فرق نہ آیا۔اس میں ایک توجہ طلب پہلو ایسا بھی ہے۔عام طور پر ذہن اس کو قبول کرنے میں تردد کا شکار رہتا ہے وہ یہ ہے کہ "ویلنگٹن" کی دوری قطب شمالی سے 14000 کلو میٹر سے زائد جبکہ مکہ معظمہ کی مسافت وہاں سے قریب 8000 کلو میٹر لہٰذا حرم پاک شمال میں ہوا اور "ویلنگٹن" جنوب میں پھر بھی یہاں کا استقبال جنوبی کیوں؟ اس مخفی راز کا انکشاف کرتے ہوئے ہمارے بے بدل امام نے فرمایا "اول: یہاں سے معلوم ہوا کہ ایک شہر کا مثلاً دوسرے سے شمالی ہونا دوسرے کے اس سے جنوبی ہونے کو مستلزم نہیں، ممکن ہے وہ بھی اس سے شمالی ہو" (کشف العلۃ صفحہ 46)

اور اس کی تفہیم میں سرکار اعلیٰ حضرت نے مکہ معظمہ سے °45 طول اور '25°25 عرض کے ایک مقام کو پیش فرمایا ہے اور ثابت فرما کر دکھایا کہ وہ مقام مکہ معظمہ سے شمال میں ہے پھر بھی اس کا قبلہ شمالی ہے۔من شاء فلیأ خذ الدرر الغرر منھا

اسی طرح یہاں کا مسئلہ ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر ایک مقام کے دوائر ارتفاع کا تقاطع اپنے دائرۂ افق سے زاویہ قائمہ پر ہو رہا ہے اور اول السموت بھی ایک دائرۂ ارتفاع ہے جبکہ اس کا گزر دونوں نقطۂ اعتدال پر ہے اور معدل سے اس کے بعید ترین دونوں نقطے نقطۂ سمت الراس و نقطۂ سمت القدم ہیں۔

"ویلنگٹن" کا محل وقوع °174 طول مشرقی اور °41 عرض جنوبی ہے اور ہر ایک آبادی کا نقطۂ اعتدال °90 کے فاصلہ پر معدل میں واقع ہے لہٰذا $174^0 - 90^0 = 84^0$ طول مشرقی میں معدل کا جو نقطہ ہے وہی "ویلنگٹن" کا نقطۂ مغرب ہے جو "بحر ہند" میں "سری لنکا" سے جنوب و مشرق میں 700 کلو میٹر سے زائد مسافت کے ایک سمندری حصہ کا نقطۂ سمت

الراس ہے وہ خط مستقیم "ویلنگٹن" سے خارج ہو کر اس نقطہ سے گزرتے ہوئے آگے کو گیا ہے یہی یہاں کا اول السموت ہے۔ حرم مقدس کے نصف النہار سے گزرنے کا شرف اسے مکہ معظمہ سے کافی شمال میں ملے گا۔

کتنی دوری پر شمال سے اس کا گزر ہو رہا ہے؟ اس کی تحصیل میں ہمیں پھر "ویلنگٹن" کے نقطۂ مغرب اور حرم مقدس کے فصل طول کی ضرورت پیش آئے گی۔

پھر ظل عرض "ویلنگٹن" اور جیب فصل طول کا حاصل ضرب ظل عرض ہو گا نصف النہار مکہ میں جبکہ عرض "ویلنگٹن" 41^0 ہے اور اس کا ظل افادہ عالیہ کی روشنی میں 0.8693 اور حرم پاک سے نقطۂ مغرب کا فاصلہ $44^0 06'$ ہے اس کی جیب 0.6959 ہے

لہٰذا	ظل عرض	0.8693
	x جیب فصل	0.6959
	=	0.6049

جدول ظل میں $31^0 10'$ کی یہ مقدار ہے اور حرم پاک کا عرض $21^0 25'$ ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ "ویلنگٹن" کا آدمی جب نقطۂ مغرب کی طرف رخ کرے گا تو کعبہ معظمہ کے نصف النہار کا جو حصہ اس کی ناک کی سیدھ میں آئے گا وہ حرم پاک سے $09^0 45'$ شمال میں واقع ہے یعنی 1000 کلو میٹر سے زائد فاصلہ پر واقع ہے تو پھر مکہ مکرمہ کو سامنے لینے کے لئے جنوب کی طرف اسے مائل ہونا ناگزیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ "ویلنگٹن" جنوبی ہونے کے باوجود استقبال قبلہ میں اس کا انصراف جنوبی ہی ہے نہ کہ شمالی۔

یہاں دوسری دقّت یہ پیش نظر ہے کہ مکہ مکرمہ کے نصف النہار میں "ویلنگٹن" کے دونوں دائروں (اول السموت اور سمتیہ) میں تو صرف $09^0 45'$ کا فاصلہ آیا لیکن ابھی یہاں کے نمازیوں کے لئے استقبال میں $12^0 36'$ کا انصراف بتایا گیا اس میں تعجب کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ان تمام دائروں کا آپس میں غایت بُعد افق بلد میں ہی ہے نہ کہ نصف النہار

ملکہ میں پھر یہاں سے تزاید بُعد کے ساتھ ساتھ آپس میں قرب کا بھی اضافہ ہوتا جائے گا۔
بالآخر افق بلد سے بُعد تام پر یہ دوائر آپس میں نقطۂ سمت الراس اور سمت القدم میں
ایک دوسرے سے معانقہ کرتے نظر آئیں گے یہی وجہ ہے کہ گرچہ حرم پاک کے نصف النہار
میں ان دونوں دائروں میں صرف $09^{0}45'$ کا فاصلہ ہے لیکن یہاں کے قبلہ میں یہ انصراف
جنوبی $12^{0}36'$ کا ہے جو افق بلد میں واقع ہے۔
فصل زائد کے دونوں حصوں میں سے ہر ایک کے ایک ایک مقام کا تذکرہ آیا تھا
امام احمد رضا کے اس قاعدہ کی روشنی میں گرچہ لاکھوں مقامات چمک رہے ہیں ان میں
سے ایک کا دیدار ہوگیا۔ جبکہ ایک دوسرے مقام کا وعدہ کیا گیا تھا جو کعبہ معظمہ سے فصل زائد
جنوبی غربی میں ہے یعنی "چلی" کا دارالحکومت "سینٹیاگو" یہ شہر 71^{0} طول غربی و 30^{0} عرض
جنوبی میں واقع ہے، "ارجنٹینا" کے مغرب میں ساحل سمندر پر ایک پٹی نما شمال و جنوب
طویل ملک "چلی" ہے اسی کا دارالسلطنت "سینٹیاگو" ہے۔
بریلی شریف سے پھوٹنے والی روشنی میں یہ شہر بھی صاف نظر آرہا ہے۔ اس شہر کا طول
غربی 71^{0} اور حرم پاک کا طول شرقی $39^{0}54'$ لہٰذا دونوں میں طول کا فاصلہ $110^{0}54'$ تو
پھر فصل $20^{0}54'$ آیا (حرم پاک اور سینٹیاگو کے مشرق کے مابین)

اب	30^{0} عرض بلد کا ظل	9.7617394
	+ جیب فصل	9.5523494
	= ظل عرض	9.3140888

$11^{0}38'$ کا یہ ظل ہے، عرض حرم پاک سے $09^{0}11'$ کم ہے۔ حرم پاک کے نصف النہار میں
یہی فرق ہے لیکن اس فرق کا کوئی لحاظ نہیں کہ یہ فرق تو حرم پاک کے نصف النہار میں ہے۔
جبکہ ضرورت نصف النہار بلد کی ہے اس کے لئے عرض موقع کی جستجو اولین ذمہ داری
ہے اور عرض موقع کی تحصیل کے لئے

ظم عرض حرم 10.4064577

+جم فصل منقح 9.5523494

=ظم موقع 9.9588071

42°17' کا یہ ظل ہے اس کا تمام 47°43' ہے یہی عرض موقع ہے۔اب عرض موقع اور عرض بلد میں 12°24' کا فاصلہ ہوگیا یعنی عرض موقع عمود عرض بلد سے 17°43' زائد ہے۔

اور رضوی کرنوں نے بتایا تھا کہ عرض عمود سے عرض بلد کے کم ہونے کی صورت میں قبلہ شمالی ہوگا لہٰذا "سینٹیا گو" کا قبلہ "ویلنگٹن" کی طرح جنوبی نہیں بلکہ شمالی ہوگا۔

لیکن اس مقدار میلان کے تعین میں ابھی ایک اور مرحلہ باقی ہے۔میرے آقائے نعمت نے فرمایا تھا جم عرض موقع + ظل فصل طول = محفوظ

جبکہ جم عرض موقع (47°43') 9.8278843

+ظل فصل (69°06') 10.4180926

=محفوظ 10.2459769

اب یہاں بھی محفوظ ہاتھ آگیا

پھر محفوظ 10.2459769

-جیب تفاضل (17°43') 9.4833165

=ظل انحراف 10.7626604

ظلی جدول میں 80°12' کی قوس اس مقدار میں پائی گئی نقطۂ شمالی سے اسی مقدار میں "سینٹیا گو" کا استقبال منحرف ہے یعنی یہاں کا قبلہ نقطۂ مشرق سے 09°48' شمال میں نظر آیا۔

رضوی قاعدہ کی مزید تمثیل میں دو مقام کا وعدہ تھا ان میں سے دونوں حرم پاک سے فصل طول زائد میں واقع ہیں ایک مشرقی جنوبی جو "نیوزی لینڈ" کا دارالحکومت ہے اس کا قبلہ جنوب و مغرب میں جلوہ بار ہے۔جبکہ دوسرا مقام جنوبی مغربی ہے اور "چلی" کا دارالسلطنت

ہے۔اس کا قبلہ شمالی مشرقی آیا۔
آئیے اسے بھی العطایا الرضویہ کے دوسرے اسکیل سے دیکھیں اور نتیجہ برآمد کریں

ظم حرم مقدس 2.55
x جم فصل منقح 0.3567
= ظل عرض عمود 0.9096

اس کی قوس '42°17 جس کا تمام '47°43 ہے یہی عرض موقع عمود ہوا۔

پھر
ظل فصل 2.6187
x جم عرض موقع 0.6728
= محفوظ 1.7618

پھر اسی محفوظ کو ہم جیب تفاضل پر تقسیم کریں جبکہ "سینٹیا گو" اور اس کے عرض موقع کے درمیان '17°43 کا فاصلہ آیا تھا۔

لہٰذا
محفوظ 1.7618
÷ جیب تفاضل 0.3042
= ظل انحراف 5.7915

اس کی قوس '80°12 کی ہے جو قاعدۂ اول کے عین مطابق ہے۔ یہ دسوں قاعدے ایسے دس سمندر ہیں جن کی گہرائی کا اندازہ لگانا ہمارے علمائے ذی وقار کا ہی کام ہے مجھ جیسے نابلد سے اس کی امید فضول ہے، نہ سمندر میں کیسے کیسے معدنیات اور خزائن ہیں ان کا اندازہ مخصوص حضرات ہی لگا سکتے ہیں۔

میری نااہلی کے کثیف حجاب کو روند کر ان معدنیات کی جو کرنیں مجھ تک پہنچیں انہیں میں اپنے احباب کی خدمت میں نذر کرنے کی سعادت حاصل کر ہی رہا تھا کہ اس کے مسودہ میں ہی اسی قاعدہ میں ایک جگہ میرے قلم نے ہاتھ جوڑ لیا تھا، ذہن و فکر نے سطح آب سے

اُسی ساحل کا رخ کر لیا تھا جہاں سے میری روانگی ہوئی تھی، دل ٹوٹ چکا تھا قدم ڈگمگا رہے تھے، یہاں تک کہ ایک دن میری فکر ونظر کے بال و پر جواب دے چکے تھے اور میں نے ان جواہروں کی جستجو بند کر دی تھی، کاپی اور قلم کو الماری میں ڈال دیا تھا یعنی ایک جملہ میں کہا جائے تو میں حوصلہ ہار چکا تھا، میری حالت زار ناگفتہ بہ تھی کہ امیدوں کی کشتی کو ساحل کے پاس غرقاب ہوتے میں خود دیکھ رہا تھا۔ رات کے نصف ثانی کا حصہ تھا ایسے وقت میں ایک دست غیب نے مجھے سہارا دیا اور احسان عظیم فرمایا۔ میرے بکھرے ہوئے ارادے یکجا ہو گئے آنکھوں میں چمک آ گئی پھر میں نے الماری سے دوبارہ کاپی اور قلم کو نکال لیا۔ یہ کرم فرمائی اسی قاعدہ نمبر نو میں ہوئی تھی اب تو دل کی دھڑکنوں سے یہی احساس ہوتا ہے کہ اس کے ہر ایک ارتعاش میں کہیں یہ آواز پنہاں ہے

یہ اداس راہ منزل یہ میری شکستہ پائی
میں تو تھک کے بیٹھ جاتا تیری یاد کام آئی

قاعدہ (۱۰)

اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض جنوبی ہے یا بیش اور عرض شمالی اور بہر حال عرض البلد مساوی تمام عرض موقع نہیں بلکہ کم ہے یا زائد تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد و عرض موقع کو جمع کریں اب محفوظ - جیب مجموع العرضین = ظل انحراف از نقطۂ شمال بنقطۂ اعتدال یہ انحراف ہمیشہ شمالی ہوگا، فصل طول شرقی ہے تو نقطۂ مغرب اور غربی ہے تو نقطۂ مشرق سے

کشف العلۃ صفحہ 66

یہ ہے عشرۂ کاملہ کا آخری قاعدہ، کرۂ زمین کے آٹھ حصے کئے گئے تھے ان میں

بھی دو صف بنائی گئی تھیں صف اول کا بیان نو نمبر قاعدہ میں گزرا جس میں کرہ ارض کے چار
اثمان تھے، نصف یعنی چار اثمان باقی رہ گئے تھے۔ یہ چاروں اثمان صف ما سبق کے مقابلہ
میں ہیں ان چاروں میں سے فصل طول کم کے دونوں جنوبی ہیں ان دونوں میں سے ایک
غربی جبکہ دوسرا شرقی ہے، اسی طرح فصل زائد کے دونوں شمالی ہیں ایک غربی دوسرا
شرقی۔ مکہ مکرمہ کے نصف النہار میں جنوبی دونوں حصے ایک دوسرے سے بالائے افق
استوائی متصل ہیں جبکہ شمالی دونوں کا آپس میں اتصال زیریں افق ہے۔ صف اول کے
چاروں حصے حرم مکہ مکرمہ کے دائرۂ اول السموت کی گرفت میں ہیں اور صف ثانی کے چاروں
حصے افق مکہ معظمہ کے احاطہ میں ہیں۔

مکہ معظمہ شمالی ہے، پھر اعتدال کے بعد اس کے اول السموت کا رخ جنوبی ہوگا تو پھر
وہ دونوں حصے جو حرم پاک کے اول السموت کی گزرگاہ میں زیریں افق ہیں وہ جنوبی ہی
ہوں گے کہ مکہ مکرمہ کی سمت القدم جنوبی ہے۔ لیکن یہ چاروں حصے چاہے بالائے افق ہوں یا
زیریں افق اس قاعدہ میں داخل ہیں افق مکہ مکرمہ انہیں محیط ہے۔ امام اہلسنت کے اس
پر نور قاعدہ میں یہ چاروں حصے جاذب نظر ہیں ان کی سرحدیں ذہن و فکر کو دعوت توجہ پیش کر
رہی ہیں۔

ان میں شمالی مغربی حصہ جنوبی امریکی ملک "برازیل" کی شمالی سرحد "کیوٹو" سے
شمالی علاقہ "کولمبیا" "وینزویلہ" "سرینام" "گوانہ" سے شمال میں قطب شمالی تک، مشرق
میں "نیوفاؤنڈ لینڈ" سے کینیڈائی مغربی شہر "وہائٹ ہارس" بلکہ "ڈاسن" تک کا علاقہ داخل
ہے۔ اسی کے درمیان پورا امریکہ ہے سوائے ایک ریاست "الاسکا" کے اور اس کا بھی وہ
حصہ جو "ڈاسن" سے مغرب میں ہے اگرچہ اس پورے علاقہ کا قبلہ شرقی ہے لیکن "الاسکا" کا قبلہ
شرقی نہیں بلکہ غربی ہے۔

یہ ایک حصہ شمالی ہے جو اس قاعدہ میں داخل ہے اور دوسرا حصہ جو شمالی ہے وہ

"الاسکا" اور اس سے آگے مغرب میں کافی دور "جاپان" تک بلکہ خود "جاپان" اور "روس" کا بہت بڑا مشرقی علاقہ اس میں داخل ہے یہ دونوں حصے شمالی ہیں اور حرم مقدس سے فصل زائد کے طول میں واقع ہیں۔ فصل طول کم کے دونوں حصے جنوبی ہیں ان دونوں کی سرحدیں ہندوستان کے جنوب میں "مالدیپ" سے بھی جنوب میں خط استواء سے قطب جنوبی تک اور مشرق میں "آسٹریلیا" کی "میکنے" جھیل سے مغرب میں آدھے "برازیل" تک ہے اسی میں نصف "افریقہ" بھی داخل ہے یعنی "کانگو" سے "کیپٹاؤن" تک کی پوری آبادی بھی اسی میں ہے۔ ان چاروں حصوں پر جب بغور توجہ کریں تو کرۂ ارض کا نصف اس میں داخل ہے بلکہ کرۂ ماء بھی اس سے خارج نہیں۔ امام المحققین کے مبارک قاعدہ میں پہلے جملہ کا نصف اول "اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض جنوبی ہے" میں یہ دونوں حصے داخل ہیں اگرچہ ان دونوں کا عرض 10000 کلو میٹر اور طول 20000 کلو میٹر ہے۔ اس قدر وسعت کے باوجود یہ علاقہ کچھ ایسا نظر آرہا ہے جیسے کف دست میں رائی کا دانہ ہے۔ اس نصف جملہ کی سرحدیں کہاں تک وسیع ہیں کوئی ماہر فلکیات ہی بتاسکتا ہے اور اس کی گہرائی کی مقدار کیا ہوگی کسی ماہر ریاضیات سے استعانت کی امید رکھی جاسکتی ہے۔ امام احمد رضا کی عطا کردہ روشنی میں یہ وسیع تر علاقہ اس رضوی جملہ کے سمندر میں سطح آب پر ایک بلبلا سے زیادہ وسیع نظر نہیں آرہا ہے۔

10000 کلو میٹر عریض 20000 کلو میٹر طویل خطۂ ارض میں وہ دونوں حصے موجود ہیں جو جنوبی ہیں "شرقی خواہ غربی" سے اسی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے مقاطر میں اتنا ہی بڑا علاقہ شمالی ہے "یا بیش اور عرض شمالی" کے مبارک الفاظ نے اسے اپنے قبضہ میں لیا ہے۔ یہ تو بظاہر آنکھ کی پتلی کی طرح ہے لیکن اس میں زمین سے آسمان تک موجود ہے یہی نہیں لاکھوں پیڑ پودے اور نہ جانے کس قدر ذی روح اور انسان بھی موجود ہیں سب کا وجود بھی اس پتلی میں ایسا ہے کہ ذہن اسی سے اپنے اور غیروں کو پہچان بھی لیتا

یہی نظارہ پیش کر رہا ہے رضا کے ایک جملہ کا یہ جزء کہ "یا بیش اور عرض شمالی"
آگے ارشاد فرماتے ہیں "بہر حال عرض البلد مساوی تمام عرض موقع نہیں" اس مبارک
میں یہ دوسرا جملہ ہے۔ دس نمبر کے قاعدہ سے ان مقامات کو امام اہلسنت نے خارج
ن کا عرض تمام عرض موقع کے مساوی ہو کہ یہ ایک مستقل باب ہے اور ان مقامات کو
بریلوی نے قاعدہ نمبر آٹھ میں مقید کر دیا ہے کہ عرض موقع ان مقامات کے دائرۂ افق
ہوگا۔

مزید تفصیل کے لئے قاعدہ نمبر آٹھ دوبارہ دیکھیں۔ اس قاعدہ میں اس جملہ کے بعد سرکار
حضرت فرماتے ہیں "تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد وعرض موقع کو جمع کریں اب
ا۔ جیب مجموع العرضین = ظل انحراف از نقطۂ شمال بنقطۂ اعتدال" اس قاعدہ میں آٹھ
وں کا تذکرہ آیا پہلے بیان آچکا ہے کہ ہر ایک صف میں روئے زمین کے چار حصے ہیں تو
صف میں بھی چار حصے ہوں گے۔ ہر ایک حصے کی دو دو صورتیں، میزان آٹھ ہوگا۔

فصل طول کم مغربی عرض بلد عرض موقع سے کم
فصل طول کم مغربی عرض بلد عرض موقع سے زائد
فصل طول کم مشرقی عرض بلد عرض موقع سے کم
فصل طول کم مشرقی عرض بلد عرض موقع سے زائد
فصل طول زائد مغربی عرض بلد عرض موقع سے کم
فصل طول زائد مغربی عرض بلد عرض موقع سے زائد
فصل طول زائد مشرقی عرض بلد عرض موقع سے کم
فصل طول زائد مشرقی عرض بلد عرض موقع سے زائد

آٹھ صورتوں میں عرض البلد وعرض موقع کو جمع کریں۔ اب محفوظ۔ جیب مجموع العرضین
انحراف"

از یں قبل قاعدہ نمبر نو میں عرض بلد اور عرض موقع میں سے کم کو زائد سے ساقط کیا گیا اور محفوظ سے جیب تفاضل کو منہا کیا گیا پھر مابقی انحراف کی ظلی مقدار بنا۔لیکن یہاں معاملہ ساقط کرنے کا نہیں بلکہ عرض بلد کو عرض موقع کے ساتھ جمع کیا گیا ہے اور جیب تفاضل کی جگہ جیب مجموع کو اس سے ساقط کیا گیا پھر انحراف کی ظلی مقدار نتیجہ آئی ۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل میں موقع عمود اور آبادی کے مابین کی عرضی جیب کو محفوظ سے ساقط کیا جائے گا جبکہ موقع عمود ہمیشہ شمالی ہوگا کہ مکہ معظمہ شمالی ہے تو اعتدال سے نکلنے والا خط جو اس کی سمت الراس سے گزرے گا یقیناً شمالی ہوگا اور عرض حرم سے عرض عمود زائد ہوگا۔ پھر اس قاعدہ میں داخل چاروں حصوں میں دو حرم پاک کے بالائے افق استوائی ہیں اور جو بالائے افق ہے وہ جنوبی ہے تو لامحالہ عرض موقع اور عرض آبادی کے مجموعہ سے دونوں کے مابین بُعد میں اضافہ ہوگا لیکن شمالی حالت وہاں قاعدہ نمبر نو میں یہ نہیں جب بالائے افق شمالی عرض بلد ہوگا تو عرض بلد کی زیادتی سے بُعد میں تناقص ہوگا جب تک کہ یہ عرض بلد عرض موقع پر منطبق نہ ہو جائے۔ پھر اس کے بعد بُعد میں زیادتی شروع ہوگی اور یہ حالت فصل کم شمالی میں ہی متصور ہے۔

لہٰذا قاعدہ نمبر نو میں زائد سے ناقص کو ساقط کرنے کا لحاظ ہوا کہ مابقی ہی دونوں میں فرق ہے اور یہاں زائد و ناقص میں وہ گنجائش نہیں بلکہ دونوں کا مجموعہ بُعد قرار پائے گا لہٰذا اسی بُعد کی جیب کو محفوظ سے ساقط کیا جائے گا اور زیریں افق حرم کے وہ دونوں حصے جو اس قاعدہ میں داخل ہیں شمالی ہیں جبکہ عمود کی گزرگاہ یہاں جنوبی ہے کہ اعتدال سے عمود نے جنوب کا رخ کیا تھا جس کا غایت بُعد نصف النہار بلد پر ہوگا یہاں آبادی شمالی اور عمود جنوبی ہے لہٰذا عرض کی زیادتی سے بُعد میں تزاید ہی ہوگا۔اعتبار اسی بُعد کا ہے یہاں بُعد اصل میں عرضین کا مجموعہ ہے لہٰذا اسی کی جیب کو محفوظ سے منہا کیا جائے گا اس لئے سرکار محقق بریلوی نے فرمایا" ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد و عرض موقع کو جمع کریں اب محفوظ - جیب مجموع العرضین = ظل انحراف" اس مبارک قاعدہ کی افادیت کو اور عام کرتے ہوئے سیدنا

سرکار اعلیٰ حضرت نے تین مختلف مثالیں بھی عطا فرمائیں۔

پہلی مثال میں آپ فرماتے ہیں "شہر سفالہ کا مکہ معظمہ سے فصل طول غربی ۵ (درجے) ۲۵ (دقیقے) عرض جنوبی ۲۰ (درجے) ۱۰ (دقیقے)" (کشف العلۃ صفحہ 67) یہ مقام افریقی براعظم کے ایک ملک "موزمبیق" میں ہے جو "تنزانیہ" سے جنوب میں "زمبابوے" سے مشرق میں "بحر ہند" کے مغربی ساحل میں واقع ہے اور اس قاعدہ میں داخل چاروں حصوں میں یہ بالائے افق مغربی ہے۔ اس کے استقبال میں محقق بریلوی نے پہلے شہر "سفالہ" کے موقع عمود کا تعین فرمایا ہے یعنی اس کے نقطہ مشرق سے خارج خط مستقیم جو حرم مکہ مکرمہ کے نقطہ سمت الراس پر گزرتے ہوئے "سفالہ" کے نصف النہار میں جہاں وصل کیا اس کے استخراج میں آپ نے بُعد استخراج فرمایا

قوس ایں ظل ۶۸ (درجے) ۳۰ (دقیقے) = موقع ۲۱ (درجے) ۳۰ (دقیقے)

(کشف العلۃ صفحہ 71)

عرض حرم مقدس سے صرف '05 کا اضافہ ہوا اور '21⁰30 عرض شمالی میں "سفالہ" کے نصف النہار سے مل گیا جبکہ اس کا عرض جنوبی '20⁰10 ہے۔ دونوں کا مجموعہ '41⁰40 ہوا یہی مجموع العرضین ہے اور حرم پاک سے اس شہر کا فاصلہ طول میں '05⁰25 ہے اس کے ظل اور '21⁰30 کے "جم" کے حاصل جمع سے '41⁰40 کی جیب کو ساقط کر کے حاصل نتیجہ کو محقق بریلوی نے "ظل انحراف" دکھایا ہے جو ہم جیسوں کے لئے منارہ نور رہے۔

اس کی مقدار '07⁰34 ہے جو نقطہ شمال سے مشرق کی طرف منحرف ہے یعنی نقطہ مشرق سے "سفالہ" کا قبلہ '82⁰26 شمال کو مائل ہے۔ اسی نہج مبارک پر اور دو جگہوں کا تذکرہ ہے۔ تذکرہ ہی نہیں بلکہ وہ دونوں ہمارے لئے دو پر نور قندیلیں ہیں۔ کتاب پر فیض سے استفادہ کریں۔ ان تینوں مثالوں سے ہمیں جو روشنی مل رہی ہے اس سے یہاں دوسرے مقامات بھی خوب روشن نظر آرہے ہیں مثلاً "نیویارک" کو پیش نظر رکھیں جو "واشنگٹن"

سے شمال ومشرق میں ہے اور "بوسٹن" سے جنوب مغرب میں ساحل سمندر پر واقع ہے اس شہر کا محل وقوع '42°40 عرض شمالی اور 74° طول مغربی ہے، حرم مکہ مکرمہ سے فصل طول '54°113 کا ہوا اور فصل منفقح '06°66 کا آیا۔ لہٰذا یہ شہر اس قاعدہ نمبر دس کے احاطہ میں ملا۔ اب رضوی اسکیل کے مطابق اس کے عرض موقع عمود کی حاجت در پیش ہوئی۔

ظم عرض مکہ مکرمہ 10.4164577

+جم فصل 9.6076068

=ظم عرض عمود 10.0140645

اس مقدار کی قوس '56°45، "نیویارک" کے موقع عمود سے قطب شمالی تک کا یہی فاصلہ آیا۔ اس کا تمام '04°44 ہے جو عرض موقع عمود ہوا یعنی "نیویارک" کے نقطۂ مشرق سے خارج و، خط مستقیم جو سمت الراس مکہ مکرمہ سے گزرتے ہوئے اس کے نصف النہار تک زیر یں افق جہاں وصل کیا اس کا عرض شمالی '04°44 کا آیا، بالفاظ دیگر اس کا عرض موقع عمود "چین" کی شمالی سرحد سے باہر "منگولیا" کے جنوبی حصہ میں نظر آیا۔ موقع عمود کا تعین ہو گیا اب دوسرا مرحلہ سامنے آیا

لہٰذا جم عرض موقع عمود 9.8564455

+ظل فصل 10.3534600

=محفوظ 10.2099055

"نیویارک" کے استقبال قبلہ میں یہی محفوظ ہے اب مجموعۂ عرضین کی تحصیل باقی ہے یعنی "نیویارک" اور اس کے عمود میں جو فاصلہ عرض میں ہے اس کی جیب کو محفوظ سے ساقط کرنا ہے اور فاضل بریلوی کی عطا کردہ مشعل مبارک کے اُجالے میں جب ہم اس فاصلہ کو دیکھتے ہیں تو یہ "نیویارک" سے "ارجنٹینا" کے جنوبی حصہ میں '04°44 تک نظر آرہا ہے کہ اس کے عمود نے یہیں پر بالائے افق اس کے نصف النہار کو قطع کیا ہے۔ ان دونوں کے مابین

'84°46 کی مسافت ہے اسی کو سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے مجموع العرضین قرار دیا ہے اور
'84°46 کی جیب 9.9981859 ہے۔

	محفوظ	10.2099055
لہٰذا	- جیب مجموع عرضین	9.9981859
	= ظل انحراف	10.2117197

اس کی قوس '58°27 کی ہے نقطۂ شمالی سے یہی مقدار انحراف ہے یعنی "نیویارک" کے نمازی استقبال قبلہ کے لئے نقطۂ مشرق سے '31°33 شمال کی طرف بائیں ہاتھ کو مائل ہوں تو ان کے سامنے ناک کی سیدھ میں قبلہ رحمت وانوار کی برسات کرتا ہوا نظر آئے گا۔

اس قاعدہ کے دونوں شمالی حصوں میں سے ایک شمالی غربی کی مثال کے طور پر میں نے "نیویارک" کے استخراج قبلہ کو نذر احباب کیا جبکہ دوسرا شمالی حصہ ابھی باقی ہے لیکن اس کے لئے اور کوئی دوسرا قاعدہ نہیں بلکہ اس کے لئے بھی اصل وضابطہ یہی ہے صرف یہی نہیں بلکہ ان دونوں جنوبی حصوں پر بھی اسی قاعدہ کی حکمرانی ہے جو فصل طول کم میں واقع ہیں لہٰذا مزید مثال کی حاجت نہیں ہے پھر بھی اسی "نیویارک" کے استقبال کو دوسرے انداز سے بھی ہم دیکھ سکتے ہیں کہ آلات پیمائش تو وہی رضوی ہیں لیکن فیضان رضا کا یہاں رنگ دوسرا ہے

مثلاً	ظم حرم مکہ مکرمہ	2.55
	x جم فصل طول (نیویارک ومکہ)	0.4051
	= ظم عرض عمود	1.033

اس کی ظلی قوس وہی '45°56 اور اس کا تمام وہی '44°04

پھر	اس کی جم	0.7185
	x ظل فصل طول	2.2566
	= محفوظ	1.6214

سے کم ہو تو نقطہ شمال اور زیادہ ہو تو نقطہ جنوب اور اس میں انہوں نے طوسی کا اتباع کیا اور اس نے بھی تذکرہ میں ایسا ہی کیا اور خضرمی نے شرح میں اسے مقرر رکھا پھر اتباع کیا کہ خود بھی ایسا ہی کہا

اقول: اولاً (اول میں) عرض شمالی (عرض حرم سے کم ہو)

ثانیاً یا عرض جنوبی ہو مطلقاً

ثالثاً یا عرض اصلاً نہ ہو

رابعاً ثانی میں بھی شمالی کی قید درکار

خامساً یہیں داخل کرنا تھا اس صورت کو کہ فصل طول نصف دور رہو اور یہ توہم کہ اس صورت میں بھی طول بلد وطول حرم متحد ہوا کہ دونوں نصف النہار واحد پر ہیں جیسا کہ تصریح شرح تشریح میں واقع ہوا کہ "ان تساوی البلد و مکة شرفها الله تعالی طولا بان یکونا تحت نصف النهار الواحد" پھر تصریح کی کہ "الموضع المقاطر للكعبة يساويها فى الطول و العرض قطعا"

اقول: اولاً بالبدایت غلط ہے جزائر خالدات سے طول مشرقی مکہ مکرمہ ۷۷ (درجے) ۱۰ (دقیقے) ہے اور موضع مقاطر کا طول اتنا ہونا محال بلکہ قطعاً اس کا طول علی التوالی ۲۵۷ (درجے) ۱۰ (دقیقے) ہے یا غربی ۱۰۲ (درجے) ۵۰ (دقیقے)

کشف العلۃ صفحہ 96

بلا تبصرہ یہی عرض ہے کہ اس مسئلہ کی نفاست ونزاکت کو سامنے رکھیں منزل تک رسائی کی سنگلاخ و پرخار وادیوں کو بھی فراموش نہ کریں، مقصد اصلی کی تحصیل میں طویل مسافت سے بھی انحراف متصور نہیں جس پل صراط سے گزرنا ہے اس کی دھار بھی ہوش ربا ہے۔ کیسے کیسے بطل جلیل نے اس پر قدم بڑھایا چند قدم میں ہی ان نامور شہسواروں کی حالت کیا سے کیا نظر آنے لگی۔ ان عبارتوں کے آئینہ میں بیشتر کے تازہ زخم کا عکس نمایاں ہے۔

اس لئے امام احمد رضا سے ضرورت ملتجی ہوئی، ہمارے امام نے شدت سے اس ملتجیانہ کا احساس کیا، آنے والی نسلوں کے لئے اسے باقی نہ رکھا اور استقبال قبلہ کی حالت میں ایسے دس قاعدوں کو عطا فرما دیا جن کے احاطہ میں عالم جغرافیہ سمٹ کر مقید ہو گیا ہے۔ اس کے سامنے صرف کعبہ معظمہ کی جلوہ گری ہی نہیں ہے بلکہ پورا جغرافیہ عالم مستی میں اس کا طواف کرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ چشم انصاف سے دیکھیں تو یہ دسوں قاعدے حقیقت میں علمی سمندر ہیں ان کی سنامی لہروں کی بلندی و نہ سمندر کی گہرائی کا صحیح اندازہ مجھ جیسا اپاہج تو نہیں لگا سکتا ہے پھر بھی ادھر سے آنے والی باد نسیم سے دل کو جو سرور ملا، ذہن کو جو تازگی ملی اور آنکھوں کو جو نور ملا وہ دولت بھی میرے لئے انمول ہے جسے احباب کی نذر کرنے میں مجھے ناز ہے کہ اس بے مثال محقق کی بارگاہ تحقیق میں یہ خراج عقیدت بھی ہے۔

خواجہ علم وفن علیہ الرحمۃ کے سامنے 1994ء میں ایک سوال آیا تھا سائل امریکہ کا تھا۔ ایک امریکی شہر "ہوسٹن" کی سمت قبلہ پر بُعد مکانی کا پردہ حائل ہو چکا تھا، روئے زمین کے متعدد ریسرچ سینٹروں میں یہ سوال کیا گیا تھا، جامعہ از ہر مصر سے بھی یہ استفتا کیا گیا تھا، متعدد جوابات بھی مل چکے تھے، ان میں بھی شدید اختلافات تھے، لیکن دانشوران امریکہ نے جس جواب کو اپنی آنکھوں سے لگایا وہ خواجہ علم وفن کا رضوی جواب تھا جسے آپ نے امام احمد رضا کے ایجاد کردہ قاعدوں میں سے اسی دسویں قاعدہ پر عمل کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں "ہم نے امام احمد رضا کے ایجاد کردہ دس قاعدوں پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کا پیش کردہ مسئلہ ان میں سے دسویں قاعدہ سے متعلق ہے اس لئے ہم اس کی تشریح کرتے ہیں آپ ذرا دھیان دے کر ملاحظہ فرمائیں

"قاعدہ نمبر ۱۰۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر فصل طول شرقی خواہ غربی کم اور عرض جنوبی ہے یا فصل بیش اور عرض شمالی اور بہر حال عرض البلد مساوی تمام عرض موقع نہیں بلکہ کم یا زائد ہے تو ان آٹھوں صورتوں میں عرض البلد

اور عرض موقع کو جمع کریں۔ اب محفوظ۔ جیب مجموع العرضین = ظل انحراف از نقطہ شمال، نقطہ اعتدال یہ انحراف ہمیشہ شمالی ہو گا فصل طول شرقی ہے تو نقطہ مغرب اور غربی ہے تو نقطہ مشرق سے۔ ۱۲ (کشف العلۃ عن سمت القبلہ) قلمی"

(امام علم وفن نمبر صفحہ 366)

دیار غیر میں بھی ہمارے امام کی حکمرانی سے براعظم امریکہ ویورپ حیران تھا کہ امام احمد رضا کے قاعدہ نمبر دس سے امریکہ والوں کو کس قدر روشنی مل رہی ہے کہ در و دیوار سے صدائیں آرہی ہوں گی

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

تم ہی پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہلسنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ و اھل بیتہ و علماء ملتہ اجمعین لاسیما سراج امتہ ابی حنیفۃ الامام الاعظم و ابنہ عبدالقادر الغوث الاعظم و فداء محبتہ الامام احمد رضا المجدد الاعظم و مطیع شریعتہ الفقیہ مصطفٰے رضا المفتی الاعظم

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَام

مسلک اعلیٰ حضرت کی رہنمائی میں علی گڑھ والوں کو مل گیا

اپنا قبلہ

از

ماہر توقیت مفکر ملت حضرت علامہ ومولانا مفتی

محمد رفیق الاسلام صاحب نوری

الجامعۃ العربیہ غوثیہ قادریہ شکوریہ بلہور کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا الصواب و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من ارسلہ بالکتاب و الحساب

علی گڑھ کا المیہ

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے روئے زمین میں پہلا وہ گھر معصوم فرشتوں نے جس کی تعمیر کی، ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام نے جس کا طواف کیا، حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی جس کو نشانی قرار دیا گیا، جس کو متعدد انبیائے کرام کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف ملا، جہاں لشکر کے ساتھ ابرہہ کی سرکوبی ہوئی، جہاں جنت کی نشانی حجر اسود کو نصب کیا گیا، جہاں کا ایک سجدہ لاکھوں سجدوں پر باوزن قرار دیا گیا، اس کی زیارت کرنے والوں کی نظریں کبھی رکن اسود پر ہوتی ہیں تو کبھی رکن عراقی پر، کبھی رکن شامی پر ہوتی ہیں تو کبھی رکن یمنی پر، مقدس ملتزم سے چپک کر اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ روتا بلکتا نظر آرہا ہے تو کوئی بابرکت حطیم میں آغوش مادر کا لطف اُٹھا رہا ہے، آبِ زمزم سے کوئی زندگی کی پیاس بجھا رہا ہے تو میزاب رحمت کے چھینٹوں سے کوئی گناہوں کے میل کو صاف کرتا نظر آرہا ہے، مقام ابراہیم میں دوگانہ پڑھ کر کوئی زندگی کی معراج حاصل کر رہا ہے تو کوئی مستجاب میں آنسوؤں کا گوہر لٹا کر دنیا و آخرت کو آراستہ کر رہا ہے، جہاں ایک طرف صفا و مروہ کی سعی ماں کی ممتا یاد دلا رہی ہے وہیں دوسری طرف عرفات میں لوگوں کا اژدہام قیامت کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان عظیم کا ارادہ فرمایا، اپنے آخری نبی پر نزول قرآن کا ارادہ فرمایا تو اسی شہر کا انتخاب فرمایا جہاں یہ مقدس گھر موجود ہے۔ یہاں سے مشرقی مغرب کی طرف، مغربی مشرق کی طرف، شمالی جنوب کی طرف اور جنوبی شمال کی طرف حالت نماز میں اس لئے رخ کرتے ہیں کہ یہاں یہ مقدس گھر موجود ہے جس کی بنیاد اگر مرکز عالم ہے تو اس کی

بلندی بیت المعمور تک ہے۔ شہنشاہ کون ومکاں سید الانس والجاں کی معراج یہیں سے شروع ہوئی، اسلام کی ابتداء یہیں سے ہوئی، نزول قرآن کی ابتداء یہیں سے ہوئی، یہاں کا ہر ایک ذرہ لات، عزیٰ، اعل وہبل کی تباہی پر رقص کر رہا ہے یعنی اس پیارے شہر کا نام "مکہ" ہے اور اس کا دل کعبہ معظمہ ہے۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اسی کا خطبہ پڑھ رہا ہے، اہم العبادات نماز کا رکن اہم استقبال قبلہ اسی کی عظمت بیان کر رہا ہے۔

اسی لئے جہاں بھی اللہ کے نیک بندے مسجد یا عیدگاہ کی تعمیر کرتے ہیں تو رخ کعبہ کی طرف ہوتا ہے۔ حتی الامکان اصابت عین کی کوشش ہوتی ہے جبکہ آفاقی کے لئے شریعت مطہرہ کاملہ شاملہ تامہ نے جہت کعبہ تک کی وسعت عطا فرمائی ہے۔

"اتر پردیش" کے شہر "علی گڑھ" سے کون ہندوستانی واقف نہ ہوگا، ہر ایک جانتا ہے کہ جدید علوم وفنون کے شہسوار یہیں سے نکلتے ہیں۔ یہاں ایسے ایسے ماہر فن موجود ہیں کہ سورج کا قطر ہو یا اس کی کرنیں، مدار شمس کے درجات ہوں یا اس کی وسعت، زحل ومشتری کا وزن ہو یا ان دونوں کے مابین کی مسافت، ہر ایک کی پیمائش کرنے والے کثیر تعداد میں یہاں موجود ہوں گے۔ دائرۂ افق ہو یا پھر دائرۂ نصف النہار، دائرۂ اول السموت ہو یا پھر دائرۂ معدل، یہاں کی تحقیق سے کوئی باہر نہیں۔ غرض کہ جمیع مروجہ علوم وفنون پر داد وتحسین حاصل کرنے والے کثیر تعداد میں یہاں پائے جاتے رہے اور پائے جاتے رہیں گے۔ یہاں کا محقق زحل ومشتری کو ڈھونڈ نکالتا ہے، مریخ کو تلاش کر لیتا ہے، زہرہ وعطارد کا وزن گرام میں ہی نہیں ملی گرام میں بھی بتا دیتا ہے بلکہ یہ وزن بھی بیان کر دیتا ہے کہ ہمارا چاند اگر زمین میں آجائے تو وزن کیا ہوگا، ہم چاند پر چلے جائیں تو ہمارا وزن کیا ہوگا، چاند مریخ پر چلا جائے تو اس کا وزن کیا ہوگا، مریخ زمین پر اتر آئے تو اس کا وزن کیا ہوگا۔ ایسے جید محققوں کی آماجگاہ ہونے کی وجہ سے یہ سرزمین بھارت کے لئے قابل فخر ہے، اس کے باوجود یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ صدیوں تک حرم مقدس حالت نماز میں یہاں کے نمازیوں کی اصابت عین سے اوجھل

رہا اور علی گڑھ والے جسے بحیرۂ عرب میں تلاش کرتے رہے۔ دور جدید کا ذہن تو یہاں کا گرویدہ ہے اور اس حقیقت کو آسانی سے قبول کرنے والا نہیں بلکہ اس کے سامنے یہ المیہ رکھا جائے تو شاید انکار کر جائے لیکن ان دستاویزوں کو کیسے جھٹلایا جائے گا جو یہاں کے محققین کی بے بسی کو علی الاعلان بیان کر رہی ہیں۔

مزید باعث حیرت تو یہ ہے کہ کچھ محققین نے علی گڑھ کا قبلہ تلاش بھی کیا تو حرم الٰہی نہ ہو کر وہ حرم نبوی ہی نظر آیا۔ ایسا تو نہیں کہ یہ لوگ اس قبلہ کی تلاش میں تھے جو سولہ سترہ مہینے تک ہمارا قبلہ رہ چکا ہے یعنی بیت المقدس۔ یہ تو اس سے بھی بڑا المیہ ہوگا کہ اب ان لوگوں کے سامنے قبلہ کہاں یا کدھر کا سوال نہیں بلکہ قبلہ کون ہے کا سوال ہوگا، آیا بیت المقدس یا حرم مکہ۔ ہر ایک ذی شعور اچھی طرح جانتا ہے کہ ایسے حالات میں ان نمازیوں کا کیا حال ہوا ہوگا جو استقبال قبلہ جیسے عظیم رکن کے بارے میں غیر یقینی صورت حال سے دو چار ہوں۔

بالآخر ان لوگوں نے ایک ایسا فیصلہ کیا جس نے علی گڑھ والوں کو حرم مقدس تک پہنچا ہی دیا یعنی بشکل استفتاء اس پیچیدہ مسئلہ کو وہاں کے دانشوروں نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کی بارگاہ میں بھیجا اور سرکار اعلیٰ حضرت کے قلمی نقوش میں نہ افریقی ریگستان تھا نہ لبنان وفلسطین کا سبزہ زار بلکہ علی گڑھ والوں کی نظروں کے سامنے حرم الٰہی جگمگا رہا تھا، لوگ نمازیں اور لطف اُٹھا رہے تھے، سابقہ نمازوں سے بھی اطمینان حاصل ہو چکا تھا لہٰذا اب وہ استفتاء اور اس پر معمولی تبصرہ حوالۂ قرطاس ہے جس میں میں نے حتی الامکان صحیح موقف کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے پھر بھی میری بے بضاعتی سے اگر کہیں حقائق نفس الامر کے خلاف نظر آئیں تو فاضل بریلوی کی نورانی عبارت اس سے بری ہوگی اور ان کے موقف پر اس سے کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا بلکہ اس کا ملزم صرف اور صرف میری ناقص فہم وفراست ہی کو قرار دیا جائے گا اور اگر مجھے بھی اس کی اطلاع کر دیں تو بڑا احسان ہوگا۔ اگلے ایڈیشن میں آپ کا

موقف بھی آپ کے نام کے ساتھ اس کتاب میں شامل رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

نئی تحقیق نیا فتویٰ

علی گڑھ کے دانشوروں نے بالآخر وہ فیصلہ لیا جس کے نتیجے میں حرم الٰہی نے ان کے لئے اپنا حجاب اُٹھادیا، ہزاروں میل کی مسافت سمٹ گئی، ان لوگوں کی غیر یقینی صورت حال بدل گئی، پھر استقبال قبلہ سے حقیقت میں لطف اندوز ہونے لگے یعنی ان لوگوں نے ایک ایسا استفتاء مرتب کیا اور سیدنا اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں بھیجا جس کے جواب میں انہیں کعبہ نظر آگیا۔

استفتاء یہ ہے

شہر علی گڑھ کی عیدگاہ کہ صدہا سال سے بنی ہوئی ہے اور حضرات علمائے متقدمین بلا کراہت اس میں عیدین کی نمازیں پڑھتے پڑھاتے رہے، آج کل کی نئی روشنی والوں نے اپنے قیاسات اور نیز آلات انگریزیہ سے یہ تحقیق کی ہے کہ سمت قبلہ سے منحرف ہے اور قطب شمالی دائیں کھوے کی پشت پر واقع ہے کہ جس سے نوے فٹ کے قریب مغرب سے پھری ہوئی ہے لہٰذا اس کو توڑ کر سمت ٹھیک کرنا مسلمانانِ شہر پر بر تقدیر استطاعت کے لازم اور فرض ہے ورنہ نماز اس میں مکروہ تحریمی ہے اور ۱۰ / دسمبر ۱۹۰۶ء کو اس میں ایک فتویٰ چھاپا جس کی عبارت جواب یہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر وہاں کے مسلمانوں میں اس قدر مالی طاقت ہے کہ اس کو شہید کر کے ٹھیک سمت قبلہ پر بنا سکتے ہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ ایسا ہی کریں اور اگر ان میں اسے ٹھیک سمت قبلہ کی طرف بنانے کی طاقت نہیں تو ان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ مسجد یا عیدگاہ میں ٹھیک سمت قبلہ کی طرف خطوط کھینچ لیں اور ان خطوط پر کھڑے ہو کر نماز پڑھا کریں۔ چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے و من کان غائبا ففرضہ اصابۃ جھتھا ھو الصحیح لان التکلیف بحسب الوسع انتھی

کتب معتبرہ سے یہ ارشاد ہوا کہ اب ہندوستان کا قبلہ بین المغربین میں ہونا چاہئے یا کیا اور اس کا سمت قبلہ کرنا ضروری ہے یا کیا؟ بینوا توجروا

یہ استفتاء مدرسہ اہلسنت علی گڑھ کے مدرس اول جناب مولوی بشیر احمد صاحب کی معرفت مجدد اعظم کی بارگاہ تک پہنچا، اسی کے جواب میں سرکار اعلیٰ حضرت نے وہ معرکۃ الآراء رسالہ تصنیف فرمادیا جس نے علی گڑھ میں موجود نئی روشنی والوں کو انگشت بدنداں کردیا اور ان کی جغرافیہ دانی عالم حیرت میں سحر زدہ ہو کر رہ گئی۔ وہ مبارک رسالہ بنام "ھدایۃ المتعال فی حد الاستقبال" فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں موجود ہے اور وہاں کے روشن خیالوں کو دعوتِ فکر دے رہا ہے لیکن خزانہ زروجواہر سے وہی مالامال ہوگا جو ایک تجربہ کار جوہری ہو۔

اس استفتاء کے وہ چند نکات جن پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے

۱۔ استفتاء کی ترتیب ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

۲۔ یہ عیدگاہ سیکڑوں سال پرانی ہے۔

۳۔ علماء ومتقدمین بلا کراہت اس میں نماز ادا کرتے رہے۔

۴۔ نئی روشنی والوں نے جدید تحقیق کی مغرب سے نوے فٹ منحرف پایا۔

۵۔ اس کا انہدام بقدر استطاعت لازم اور فرض قرار دیا۔

۶۔ عدم انہدام کی صورت میں اس میں نماز مکروہ تحریمی۔

یہ گل افشانیاں صرف نئی روشنی والوں کی نہیں بلکہ ہر دور اور ہر زمانے کی طرح انہیں بھی کچھ ایسے علماء مل گئے جو ان کی تجویزات نہیں نہیں بلکہ ترمیمات وتلبیسات کو شرعی لبادہ میں چھپا سکے اس لئے تو ۱۵ دسمبر ۱۹۰۶ء کو ایک فتویٰ شائع ہوا جو علی گڑھ کے درو دیوار میں نظر آیا جو دور حاضر کے کمپیوٹر کی طرح وہی بول رہا تھا جس کی اس میں سیٹنگ ہو۔

لہٰذا استفتاء میں موجود 15 دسمبر 1906ء کا وہ فتویٰ بھی ذہن نشین کرلیں تاکہ مستقبل

ہیں ادراک مطالب آسان ہو اور واضح بھی ہو جائے کہ نئی روشنی کی چکا چوند میں مفتی صاحب کی آنکھیں کیسی چندھیا گئیں۔ پھر دارالافتاء کا وہ قلم جس سے سلاطین زمانہ بھی لرزہ براندام رہتے تھے، علی گڑھ میں انگریزی آلات وقیاسات کے اشارے پر کس طرح سے رقص کر رہا تھا، وہ قابل دید ہی نہیں بلکہ مقام حیرت کے ساتھ باعث عبرت بھی ہے۔

یہ استفتاء جب امام احمد رضا کے سامنے پہنچتا ہے اور اس پر فاضل بریلوی کی نگاہیں پڑتی ہیں تو انگریزی روشنی و مفتی صاحب کے فتویٰ نویسی کی چاشنی کا خوب خوب تعاقب کیا جاتا ہے اور اس سیلابی تعاقب میں عیدگاہ کے مخالفین ہچکولے کھاتے نظر آتے ہیں۔ جس کے چند نمونے اپنے الفاظ میں حوالہ تحریر ہیں

ا۔ "کیا دین اسلام کے لئے عیدگاہ کی بنی ہوئی عمارت ایسی مضر ہے جس کی وجہ سے ڈھادینا فرض ہو یا اس قدر مضر نہیں ہے؟ اگر مضر ہے تو عدم استطاعت پر کس نے روکا؟ اور اگر مضر نہیں تو حالت استطاعت پر کس نے فرض کیا؟" (فتاویٰ رضویہ صفحہ 17 جلد 3)

۲۔ استفتاء میں موجود فتویٰ میں مفتی صاحب نے تحریر کیا ہے

"عدم استطاعت کی صورت میں ان کے ذمہ فرض ہے کہ سمت قبلہ خطوط کھینچ لیں"

اس پر فاضل بریلوی فرماتے ہیں

"خطوط سمت قبلہ کافی ہیں یا نہیں؟ اگر کافی نہیں ہیں تو پھر یہ فعل لغو ہے اور اس کو مفتی صاحب نے عدم استطاعت کی صورت میں فرض کیوں قرار دیا؟

۳۔ نئی روشنی والوں نے کہا

"اس عیدگاہ میں نماز مکروہ تحریمی ہے"

اس پر فاضل بریلوی رقمطراز ہیں

"یہ عیدگاہ حدود جہات سے باہر ہے یا اندر اگرچہ محاذات میں نہیں ہے؟ اگر حدود جہت سے باہر ہے تو نماز باطل ہے مکروہ تحریمی کیوں؟ اگر حدود جہت کے اندر ہے تو اس کا

ڈھانا فرض کیوں ہوا؟ جبکہ اس میں نماز بلا کراہت جائز ہے۔"

۴۔ مفتی صاحب نے اپنے فتویٰ میں ہدایہ کی عبارت پیش کی ہے جسے عیدگاہ کے ڈھانے یا عدم استطاعت کی صورت میں خطوط کھینچنے کی فرضیت کی دلیل بنایا ہے۔ فرماتے ہیں "ہدایہ میں مذکور ہے و من کان غائبا ففرضه اصابة جهتها هو الصحيح لان التكليف بحسب الوسع"

اس عبارت میں انہدام یا خطوط کی فرضیت کا دور دور تک کہیں پتہ نہیں بلکہ یہ عبارت تو مفتی کے فتوے کے خلاف ہے کہ یہاں تو آفاقی قبلہ جہت قبلہ کو قرار دیا گیا ہے نہ کہ محاذات عین کو۔ سیدنا اعلیٰ حضرت اس پر فرماتے ہیں

"عبارت ہدایہ کہ فتوی مذکورہ نے نقل کی اس کے مدعا سے اصلاً مس نہیں رکھتی بلکہ حقیقتاً وہ اس کا رد ہے عبارت کا مطلب یہ ہے کہ غیر مکی کو ہر گز ضرور نہیں کہ اس کی توجہ عین کعبہ معظمہ کی طرف ہو بلکہ اس جہت کی طرف منہ ہونا بس ہے جس میں کعبہ واقع ہے۔۔الخ"

اسی طرح مفتی صاحب کے علاوہ نئی روشنی والوں پر اور درجنوں ایراد ایسے موجود ہیں جن سے رہائی کی صورت صرف اور صرف یہی تھی کہ یہ حضرات اپنے موقف میں تبدیلی لاتے اور علی الاعلان اس کا اظہار کرتے۔

بہر حال اس استفتاء میں نئی روشنی والوں کی تحقیق کے آئینے میں عیدگاہ سمت قبلہ سے 90 فٹ پھری ہوئی ہے اور میلان جنوب کو ہے۔

کسی بھی مفتی کے لئے یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کی وجہ سے وہ اس استفتاء پر کوئی حکم لگا سکتا ہے۔ یہاں تو یہ بھی نا تمام ہے کہ 90 فٹ کون سی مقدار بتائی جا رہی ہے۔

دیوار موجودہ اور نئی تحقیق کی دیوار مفروضہ کے مابین چار صورتیں تو ظاہر ہیں یعنی دونوں دیواریں اگر ایک دوسرے کی محاذی ہوں یعنی دونوں دیواروں کی شکل یوں ہو

دیوار موجودہ

فاصلہ

دیوار مفروضہ

ان دونوں کے مابین 90 فٹ کا فاصلہ ہو۔ یہ صورت باطل ہے کہ دونوں کا قبلہ ایک ہے۔

دوسری صورت یوں ہے کہ دونوں میں تقاطع ہو اور زاویہ چار ہوں جیسا کہ

ج

دیوار مفروضہ ا۔ب ا

ب

دیوار موجودہ ج۔د

د
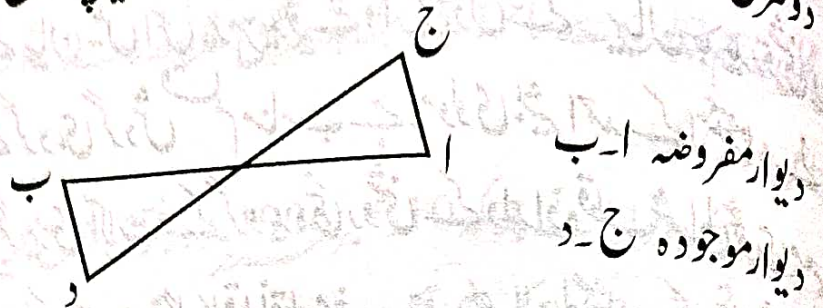
دونوں کے مابین 90 فٹ "ج۔ا" یا پھر "ب۔د"

یہ صورت بھی یہاں باطل ہے کہ 90 فٹ کا فاصلہ صرف ایک جگہ بیان ہے نہ کہ دو جگہ۔

تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک مثلث ہو اور شکل یوں ہو

دیوار مفروضہ ا۔ب ا

ب

ج

دیوار موجودہ ج۔ب
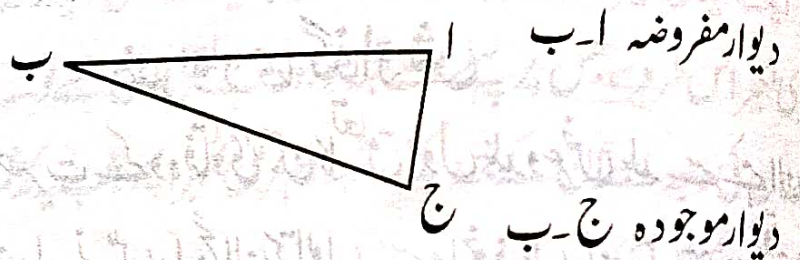
اور 90 فٹ "ا۔ج" ہو

یہ بھی باطل ہے کہ اس صورت میں قطب شمالی دائیں شانے پر ہوگا نہ کہ کھوے پر۔

لہذا ایک صورت یہ ہی باقی رہی کہ اس کی شکل یوں ہو

ا

دیوار موجودہ ا۔ب

دیوار مفروضہ ج۔ب ج

ب
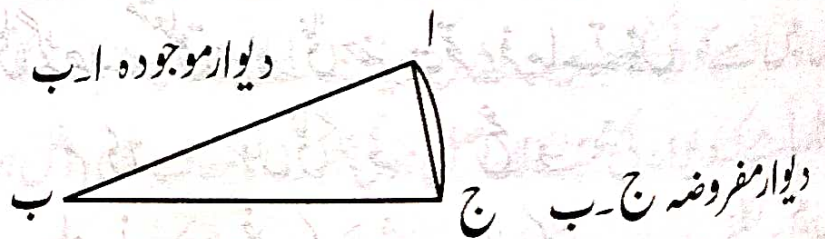
90 فٹ "ا۔ج"

یہی قرین قیاس ہے لیکن اس صورت میں بھی جواب آسان نہیں کہ یہ مثلث کا ایک ضلع ہے اسی کی مقدار 90 فٹ ہے۔ مثلث کے وہ دونوں ساق مجہول ہیں جن میں سے ایک موجودہ دیوار ہے اور دوسرا مفروضہ دیوار۔ یہاں تو یہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں مساوی ہیں لہٰذا جب تک کسی ایک کی لمبائی معلوم نہ ہو جواب مشکل ہے۔

طول جدار کے بیان میں اس پر مزید گوشے واضح ہوں گے۔ یہاں جدید روشنی والوں کی مفروضہ دیوار کے گرد ہی گردش قلم مناسب ہے۔ مولوی بشیر احمد کے استفتاء نے پوری وضاحت کردی کہ انگریزی آلات کے گرویدہ نئی روشنی کے دلدادہ قطب شمالی کو ہی معیار قبلہ قرار دے رہے ہیں تا کہ اس عیدگاہ کا قبلہ نقطۂ مغرب ہو۔ پھر ان لوگوں کے لئے شمال و جنوب کا انحراف قطعاً ممنوع ٹھہرے اسی لئے پرانی عیدگاہ کا انہدام فرض قرار دیا گیا اور علمائے متقدمین کے اعمالِ حسنہ کو جو اس جہت پر ادا ہوتے رہے ان کا وہ انجام پیش کیا گیا کہ الامان والحفیظ۔

ضروری گذارش

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت کے وہ فتاویٰ جن کا تعلق طول بلد وعرض بلد سے ہے ان میں موجود مقداریں اُس زمانے میں رائج ان کتابوں سے ماخوذ ہیں جن میں ہفت اقلیم کے شہر وقصبات کے طول وعرض مندرج ہیں جیسا کہ "ایٹلس"۔

اور جدید تحقیق میں اگر اس میں کوئی تبدیلی آتی ہے تو اس سے فتاویٰ رضویہ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

حرم مقدس اور علی گڑھ سے متعلق سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں

"طول مکہ م ی طول علی گڑھ عح و

ومابین الطولین لز نو عرض مکہ کا کہ

عرض علی گڑھ کز نو ومابین العرضین و لا"

یعنی

طول مکہ معظمہ	40°10'	طول علی گڑھ	78°06'
دونوں میں فصل	37°56'	عرض مکہ	21°25'
عرض علی گڑھ	27°56'	دونوں عرض میں فرق	06°31'

یہ تعین محل قدیم کتابوں سے ماخوذ ہے جبکہ جدید تحقیق میں قدرے اختلاف ہے جو مطالب
میں خاص مؤثر نہیں۔

جدید روشنی والوں نے چونکہ 10 دسمبر 1906ء کو وہ فتویٰ شائع کیا تھا جس میں انہدام
عیدگاہ کی بات تھی تو پیمائش کے وہی آلات مناسب رہیں گے جو اس دور میں رائج تھے۔
نئی روشنی کے محققین قطب شمالی پر دیوار کو لانا چاہتے ہیں اس صورت میں قبلہ نقطۂ مغرب
ہوگا۔اب یہاں قبلہ کی دو لکیریں صاف نظر آئیں۔
ایک سیدھی لکیر نقطۂ مغرب کی طرف جس پر یہ لوگ اس دیوار کو بنانا چاہتے ہیں اور
دوسری لکیر اس طرف جس پر پہلے سے قبلہ موجود ہے یعنی اس سے نوے فٹ جنوب کو مائل۔
اسی میلان کی وجہ سے ان کے نزدیک انہدام فرض ٹھہرا پھر عجب یہ کہ نماز باطل نہیں ہوئی
بلکہ مکروہ تحریمی ٹھہری۔

اب ذرا اس حقیقت سے آشنا ہونا مناسب رہے گا کہ علی گڑھ سے کوئی دیوانہ سیدھا اس
لکیر پر افق علی گڑھ تک پہنچ جائے جس کی رہنمائی موجودہ دیوار کر رہی ہو جبکہ دوسرا دانا اس
سمت پر چلا جائے نئی روشنی کی کرنیں جدھر اشارہ کریں یعنی نقطۂ مغرب کی طرف، تو کیا ان
دونوں میں سے کوئی کعبہ بیت اللہ کی زیارت سے مالا مال ہو جائے گا مفتی صاحب کا فتویٰ تو
یہی بتا رہا ہے کہ دیوانہ کی محنت لاحاصل ہوگی جبکہ دانا مطاف میں داخل ہو جائے گا یعنی کعبہ کی
تلاش میں نکلنے والے دانا کو خود کعبہ تلاش کرلے گا حالانکہ دیوانہ یمن کے جنوب میں سمندر
سے گذرتا ہوا افریقی ریگستانوں میں داخل ہو جائے گا جبکہ دانا حرم مقدس کو بائیں پہلو میں

چھوڑتا ہوا مدینہ طیبہ کی سرحد تک پہنچ جائے گا جو آنے والے مضامین سے پوری طرح واضح ہوگا۔ یعنی دونوں دائرہ سمتیہ کے درمیان حرم مقدس ہوگا۔

لہٰذا اگر پہلی دیوار اس لئے ناجائز ہے کہ سمت قبلہ سے جنوب کو مائل ہے تو نئی روشنی کی دیوار بھی ناجائز ٹھہرے گی کہ یہ سمت قبلہ سے شمال کو مائل ہے کہ علی گڑھ والوں کے لئے نقطہ مغرب نقطہ سمت قبلہ نہیں ہے بلکہ قبلہ حقیقی جنوب کو ہی مائل ہے لیکن اسقدر نہیں جو موجودہ دیوار بتا رہی ہے۔

نوے فٹ

"دیوار عیدگاہ کو ڈھا دینا فرض ہے۔ نماز اس میں مکروہ تحریمی ہے۔ ٹھیک سمت قبلہ میں خط کھینچنا فرض ہے۔ دیوار نوے فٹ کے قریب سمت قبلہ سے پھری ہوئی ہے۔"

یہ کوئی عوامی جملے نہیں ہیں بلکہ علی گڑھ کے محققین و مفتی صاحب کے ذمہ دار قلم کی نوک سے نکلے ہوئے وہ چند جملے ہیں جن کی زہر افشانی کا احساس ہر ایک سلیم الطبع کو ضرور ہوگا۔ اگر ان جملوں میں ربط نظر نہ آئے تو کیا انہیں یہاں کی علمی شہرت پر ہی محمول کر دینا کافی ہوگا؟ نہیں بلکہ انصاف کے ترازو پر انہیں بھی تولا جائے گا تو پھر رضوی اسکیل ہی اس کے لئے زیادہ مناسب تھا اور اس پر ہی عمل کیا گیا۔

یہ استفتاء اگر سرکار اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں نہ پہنچا ہوتا تو شاید اس کا احتمال تھا کہ دوسرے مفتی کا قلم بھی وہی کہتا جدید روشنی والوں کی جو تحقیق سامنے آئی ہے اور اس کی حمایت میں ایک فتویٰ بھی موجود ہے جبکہ فاضل بریلوی کا قلم تو دولت و شہرت کی کبھی رعایت ہی نہیں کرتا ہے بلکہ وہی کہتا ہے جو مطابق شرع ہوتا ہے اور مطابق شرع یہاں کوئی حکم نافذ کرنے کیلئے ضروری ہے کہ اس 90 فٹ کے فرق کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ اس کے ادراک کے بغیر کوئی فتویٰ دینا اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ فاضل بریلوی نے 90 فٹ کے فرق کی طرف خاص توجہ فرمائی اور اس
کے بھی میں نے چار احتمالات نکالے تھے جن میں سے ہر ایک تفصیل طلب ہے لیکن استفتاء
میں موجود دیگر چند الفاظ سے احتمال رابع قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔
اور چوتھا احتمال یہ ہے کہ دیوار موجودہ قطب شمالی سے نقطہ مغرب کی طرف 90 فٹ
منحرف ہے جبکہ مفروضہ دیوار کو جنوب سے شمال کی طرف بلا انحراف بنانے کی تجویز علی گڑھ
والوں کے پیش نظر ہے۔ دونوں دیواریں مثلث کے دو ساق کی طرح ہیں دونوں کا مبداء
جنوب میں ایک ہی ہے۔ شمال کی طرف جتنی آگے بڑھیں گی ان دونوں کے درمیان کا
فاصلہ بڑھتا جائے گا۔ محققین کی تحقیق میں یہ فاصلہ 90 فٹ کا ہو چکا ہے اسی نے یہاں کے
محققین حضرات کے علاوہ مفتی صاحب کو بھی اس قدر آگ بگولہ کر دیا کہ یہ حضرات توازن
برقرار نہ رکھ سکے جس کا نتیجہ ہے کہ تحقیق وافتاء کے ذمہ دار قلم سے وہ چند جملے صادر ہوئے جو
ابتداء مضمون میں باصرہ نواز ہوئے۔ قرین قیاس چوتھا احتمال یہ تھا

دیوار موجودہ ا۔ب

ا

ب

ج

دیوار مفروضہ ج۔ب
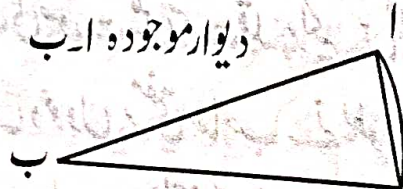
"ا۔ب" دیوار موجودہ،

"ا۔ب۔ج" زاویہ مبداء،

"ا۔ج" فاصلہ 90 فٹ

"ج۔ب" دیوار مجوزہ،

اس سے بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ کی امید نہیں ہے کہ یہاں صرف فاصلہ کا بیان ہے اس
کے علاوہ مثلث کے تینوں زاویوں میں سے کسی کو بھی بیان کرنا مستفتی نے ضروری نہ سمجھا اور نہ
ہی دونوں ساقوں میں سے کسی کی بھی لمبائی بتائی گئی تو پھر ایک ذمہ دار قلم اسکے جواب سے
احتراز ہی کرے گا اس لئے کہ صرف 90 فٹ کے فرق سے یہ بتانا ممکن ہی نہیں ہے کہ جہت
قبلہ میں اتنی وسعت ہے یا نہیں، دیوار موجودہ کی ہدایت پر نماز پڑھنے والے داخل جہت

قبلہ ہیں یا خارج۔

دونوں دیواروں کی لمبائی میں زیادتی یا کمی سے زاویہ بڑھتا گھٹتا جائے گا اور یہ 90 فٹ کا وتر کبھی تو $0^0$9 کا قرب بتائے گا جو داخل جہت ہے اور کبھی 90^0 کا زاویہ تامہ جو خارج جہت ہی نہیں بلکہ دوسری جہت کا وسط ہے۔

ہر ایک جانتا ہے کہ یہاں آفاقی قبلہ زیر نظر ہے گرچہ اصابت عین مندوب تر ہے اور مفتی صاحب کی نظروں سے بھی یہ مسئلہ اوجھل نہیں ہے کہ یہاں تو جہت کافی، اصابت عین ضروری نہیں جیسا کہ اس استفتاء میں ہدایہ کی عبارت مفتی صاحب کے حوالہ سے زینت فتوی ہے **و من كان غائبا ففرضه اصابة جهتها هو الصحيح لان التكليف بحسب الوسع**

اس عبارت سے پہلے مفتی صاحب نے تین احکام نافذ فرمائے

۱۔ بحسب استطاعت اس کوشہید کر دینا فرض ہے۔

۲۔ ٹھیک سمت قبلہ مسجد یا عیدگاہ کا بنانا فرض ہے۔

۳۔ عدم استطاعت کی صورت میں سمت قبلہ پر لکیریں کھینچ لینا فرض ہے۔

اپنے ان تینوں دعووں پر مفتی صاحب نے بطور دلیل ہدایہ کی عبارت پیش کی جس کا ترجمہ ہے کہ "جو مکہ سے غائب ہو (یعنی آفاقی ہو) تو اس کے لئے اصابت جہت فرض ہے یہی صحیح ہے کہ تکلیف بحسب وسعت ہے"

کیا مفتی صاحب کے دعوے پر یہ دلیل کافی ہے؟

نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس دلیل سے تو مفتی صاحب کے فتویٰ کی بنیادیں ایسی لرز چکی ہیں کہ اب ان کا سلامت رہنا مشکل ہی نہیں دشوار ترین ہے کہ یہاں اصابت جہت کا لفظ ہے نہ کہ اصابت عین کا اور 90 فٹ کے فاصلے سے کیا عیدگاہ اصابت جہت سے خارج ہے؟ کیا جہت کی پیمائش فٹ یا میٹروں سے ہوتی ہے؟

نہیں بلکہ اس کے لئے درجہ و دقیقہ کی ضرورت پڑتی ہے۔

اور نئی تحقیق کا "90 فٹ" اسکے لئے کافی نہیں اور ادراک زاویہ کے بغیر جواب بھی ممکن نہیں ہے لہٰذا سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے موجودہ دیوار کی لمبائی دریافت فرمائی تاکہ زاویہ کی پیمائش ہو سکے۔ فاضل بریلوی کے مبارک الفاظ یہ ہیں

"اب وضوح مقصد میں صرف اتنی ہی بات کا دریافت کرنا رہا اگر ثابت ہو کہ اس کا انحراف پونے ستائیس درجے سے کم ہے تو یقیناً وہ اس سب سے تنگ تر قول پر بھی جہت قبلہ کی طرف ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی بتانا اور اسے ڈھانا فرض ٹھہرانا سب جہل وافتراء۔ اس کے ادراک کو عیدگاہ مذکور کی دیوار قبلہ کا جنوباً وشمالاً طول درکار تھا، دریافت کئے پر تحریر آئی کہ ساڑھے بیاسی گز ہے اگر یہ پیمائش اور معترضوں کا وہ دعویٰ کہ دیوار محاذات قطب شمالی سے نو فٹ جانب مغرب ہٹی ہوئی ہے صحیح ہے تو زاویہ انحراف معلوم کرنا مشکل نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ صفحہ 38 جلد 3)

استفتاء کا یہ پہلو آخر نئی روشنی اور نیا فتویٰ کے محققین ومفتی صاحبان کی نظروں سے اوجھل کیوں رہا؟ فتویٰ جس پر موقوف ہو اسی سے ان حضرات نے صرف نظر کیوں کیا اور ان لوگوں نے 90 فٹ کے فاصلے پر جبری وقہری حکم نافذ کر دیا۔ شاید کہ یہ حضرات تحقیق زاویہ کو ناقابل التفات تصور کرتے ہوں یا تو پھر اس کے مستحق ہی نہ ہوں کہ ذالك فضل الله يعطيه من يشاء۔

فاضل بریلوی نے دیوار قدیم کا طول دریافت کیا اور یہ معلوم کرنے کے بعد فرمایا کہ زاویہ انحراف معلوم کرنا مشکل نہیں۔

نقشہ میں "ا۔ج" وتر برابر 90 فٹ یعنی 60 ذراع ہے کہ فٹ ذراع کا دو تہائی حصہ ہے۔

اسی طرح 2 ذراع برابر 1 گز، لہٰذا دیوار کی لمبائی 82.50 گز برابر 165 ذراع اور اعلیٰ حضرت کا فرمان

"اقول " " نقطہ قطب ہے اور "ا۔ب" دیوار قبلہ بحالت موجودہ۔ "ب" سے ٹھیک سمت
خط "ب۔ج" غیر محدود کھینچا اور "ب" کو مرکز فرض کر کے "ا" کے بعد پر قوس "ا ر ج" کھینچی
جس نے خط کو نقطہ "ج" پر قطع کیا تو "ب۔ج" اس حالت پر دیوار ہوگی جس پر معترضین اس کو
لانا چاہتے ہیں۔ وتر "ا۔ج" وصل کیا کہ حسب بیان معترضین نوے فٹ یعنی ساٹھ ذراع شرعی
ہے اور "ا۔ب" "ج۔ب" دونوع ضلع یعنی نصف قطر کہ ایک مروع ہے حسب بیان سائلان
ایک سو پینسٹھ ذراع شرعی الخ" (فتاویٰ رضویہ)

یہ ہے وہ خاص نقطہ جس پر فاضل بریلوی نے توجہ فرمائی حالانکہ نئی روشنی والوں سے
علاوہ مفتی صاحب کی بھی ذہنی پرواز وہاں تک نہ ہوسکی۔

امام اہلسنت نے متعدد طریقوں سے ثابت کیا کہ یہاں "اب ج" زاویہ '02 °21 کم
ہے یعنی '58 °20 اور یہی انحراف کی مقدار ہے لیکن یہ نقطہ سمتیہ سے نہیں بلکہ نقطہ مغرب
سے انحراف ہے۔

پھر اس انحراف کا فساد یا عدم فساد سے کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں، آنے والے
مضامین سے مفہوم خوب واضح ہو جائے گا۔ یہاں اعلیٰ حضرت نے خط "ا۔ج" کے مربع
کو نصف قطر پر تقسیم کیا یعنی بمطابق بیان سائلان خط "ا۔ج" برابر 90 فٹ یعنی 60 ذراع اور
$60x60=3600÷165=21.8181818$ یہی مقدار وتر ہے۔ نصف قطر سے اس کا
تناسب یہی ہے۔ فرق تو پہلے سے معلوم تھا، دیوار کا طول اب معلوم ہوا، مربع فرق کو دیوار پر
تقسیم سے دونوں کے درمیان کی نسبت بھی معلوم ہوگئی پھر اس نسبت سے امام اہل سنت
نے مقدار زاویہ کو سہل ترین انداز میں بیان فرمادیا پھر مقدار وتر کو یوں بیان فرماتے ہیں

"کا مطہ کرز اس کا نصف ی نہ لب مد جدول جیب میں اس کی قوس کط الخ"

یعنی سیدنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ وتر کی مقدار 21 درجہ 49 دقیقہ 5 ثانیہ اور 27 ثالثہ ہے اور اس کا نصف 10 درجہ 54 دقیقہ 32 ثانیہ 44 ثالثہ ہے پھر جدول جیب میں اس کی قوس 10 درجہ 29 دقیقہ ہے۔ نقشہ میں مثلث "ا ب ۃ" یا "ح ب ہ" دونوں میں سے ہر ایک کی یہ مقدار ہے جبکہ انحراف دونوں کا مجموعہ ہے اور

$$10^0 29' + 10^0 29' = 20^0 58'$$

لہٰذا 20°58' عیدگاہ کی قدیم دیوار قطب شمالی سے منحرف ہے۔ یہ انحراف قطب شمالی سے ہوا نہ کہ جہت قبلہ سے۔

یہ تو فاضل بریلوی کا احسان تھا کہ دارالافتاء میں آپ نے ایسے مثلث کے زاویوں کی مقدار بیان کر دی جس میں کوئی بھی زاویہ تامہ نہ ہو کہ دیوار موجودہ و مجوزہ اور 90 فٹ کے فاصلے کا مجموعہ ایک مثلث تھا اس کی پیمائش کے لئے ہر ایک ضلع کی دو دو حیثیت کتابوں میں موجود ہے۔ 90 فٹ کی دو صورتیں جیب یا ظل؟ دیوار قدیم و مجوزہ میں سے ایک کی دو صورت قاطع یا قاطع تمام؟ پھر دوسری کی دو صورت جیب تمام یا ظل تمام؟

کسی بھی مثلث میں انہیں چھ لکیروں سے بحثیں ہوتی ہیں لیکن ان کے تحقق کے لئے زوایا ثلثہ میں سے کسی ایک کا زاویہ تامہ ہونا لازم ہے جبکہ علی گڑھ کا یہ مثلث کچھ ایسا ظاہر ہوا کہ اس میں کوئی بھی زاویہ زاویہ تامہ نہیں۔ اور جب کوئی زاویہ تامہ نہیں تو پھر اس کی پیمائش کے لئے ان چھ خطوط میں سے کسی کا بھی استعمال کیسے کریں؟

لہٰذا فاضل بریلوی نے اسے آسان بنانے کے لئے نقشہ میں 90 فٹ کے فاصلہ کے درمیان ایک تیسری دیوار بنا دی۔ اب مثلث کا ایک زاویہ زاویہ تامہ بن گیا نہیں بلکہ ایک مثلث کے دو مثلث بنے دونوں میں سے ہر ایک میں ایک ایک زاویہ زاویہ تامہ بنا۔

تصویر دیکھ کر پوری طرح آپ کو اندازہ ہو رہا ہو گا کہ دیوار مجوزہ دیوار موجودہ کے مساوی ہے یعنی ہر ایک کا طول 165 ذراع ہے لیکن رضوی دیوار جو جان مثلث ہے اس کا طول قدرے کم یعنی قریب 162.195 ذراع جو موجودہ دیوار سے 2.8 ذراع کم ہے۔

امام احمد رضا نے یہاں مثلث کی ایک ایسی صورت پیش کر دی جس سے ادنیٰ درجے کا ایک طالب علم بھی بڑی آسانی سے علی گڑھ کی عید گاہ کا مسئلہ حل کر سکتا ہے حالانکہ اس کی پیمائش میں نئی روشنی والے محققین ومفتیوں کو پسینہ آگیا تھا۔ اب دونوں دیواروں کے مابین بریلوی خط سے 90 فٹ یعنی 60 ذراع کا فاصلہ دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔

رضوی نشان نقطہ "ہ" سے 30 ذراع کا فاصلہ مجوزہ دیوار "ب۔ح" کی طرف ہے جبکہ 30 ذراع موجودہ دیوار "ا۔ب" کی طرف اور زاویہ "اہ ب" و "ح ہ ب" دونوں زاویہ تامہ ہیں، لہٰذا اب ان چھ خطوط میں سے کسی ایک کے استعمال سے زاویہ "اب ہ" و زاویہ "ہ ب ج" کی پیمائش میں کوئی دشواری نہیں رہی۔ مثلاً نصف فرق 30 ذراع ÷ مجوزہ دیوار 165 ذراع = 0.1818 جیب زاویہ کی مقدار ہے۔ جدول جیب سے معلوم ہوا کہ یہ $10^0 29'$ کی جیب ہے۔ یہ تو نصف فاصلہ تھا جبکہ اس کا دوگنا $20^0 58'$ ہے یہی تو فاضل بریلوی نے فرمایا تھا کہ جانب غرب سے 21^0 کم $02'$ ہے اور یہ بھی واضح فرما دیا کہ یہ انحراف مغرب سے ہے نہ کہ سمت قبلہ سے۔ بالفرض اگر سمت قبلہ سے بھی یہی انحراف ہوتا تو بھی تنگ ترین قول پر بھی بطلان نماز کا حکم نہیں دیا جائے گا چہ جائیکہ انہدام جدار کو فرض قرار دیا جائے۔ کیا اتنا انحراف سمت قبلہ سے خارج ہے یا داخل ہے؟ آنے والے صفحات میں کلک رضا کا وہ تیور بھی سامنے آرہا ہے جس میں ان محققین کا بھرپور تعاقب کیا گیا ہے۔ اور قلم اپنی ہر ایک روش پر قارئین کرام سے داد وتحسین حاصل کر رہا ہے اس لئے کہ سرکار اعلیٰ حضرت کا ایک ایک فیصلہ ذہن وفکر ہی کو متاثر نہیں کرتا ہے بلکہ دل ودماغ میں بھی کچھ ایسے گہرے نقوش چھوڑ جاتا ہے جن کو فراموش کر دینا کسی بھی منصف ذہن وفکر کو زیب نہیں دیتا ہے۔

فاضل بریلوی کی اس تحقیق عمیق سے تینوں زاویوں کا جو راز منکشف ہوا وہ یہی ہے کہ

زاویہ "اج ب" دیوار موجودہ $79^0 31'$

زاویہ "ج اب" دیوار مجوزہ $79^0 31'$

زاویہ "اب ح" 90 فٹ کا فاصلہ $20^0 58'$

تینوں کا مجموعہ 180 درجہ ہوا کہ مثلث کے تینوں زاوئیے دو زاویہ قائمہ کے برابر ہیں۔

یہ تھی اس مثلث کی حقیقت جو آلات انگریزیہ، ماہرین معقولات جغرافیہ کے لکچرار اور دارالافتاء کے مفتی صاحب کی اتحادی یورش اور یلغار کے سامنے چیلنج بنی ہوئی تھی اور ان کا مجموعی مشن (ڈسکورنگ آف کعبہ) کے سامنے معمہ بنی رہی۔ ہوسکتا ہے اسی ناکامی کے جنون میں وہ چند جملے کہے گئے ہوں جو علی گڑھ کی فضاؤں میں آج بھی اسی بے اعتدال کیفیت کی شہادت دے رہے ہیں کہ دیوار عیدگاہ کو ڈھادینا فرض ہے۔ نماز اس میں مکروہ تحریمی ہے۔ ٹھیک سمت قبلہ میں خطوط کھینچنا فرض ہے۔ دیوار 90 فٹ سے قریب سمت قبلہ سے پھری ہوئی ہے۔

یہ ہیں وہ چند جملے جن سے وہاں کے محققین کی علمی بصیرت، طریقۂ فکر، معیار تحقیق اور پرواز تخیل کا صحیح صحیح اندازہ ہو رہا ہے۔

حالانکہ ذی شعور پر پورا واضح ہے کہ یہ فرق اگر اور بھی زائد ہوتا ایک دو ہاتھ ہی نہیں بلکہ 71 ہاتھ کا فاصلہ اور بھی زائد ہوتا پھر بھی صحت نماز پہ کوئی فرق نہ آتا کہ 71 اور 60 کا مجموعہ 131 ہاتھ ہوتا اور اس کا نصف 65.5 ہوتا لہٰذا 165÷65.5 موجودہ دیوار = 0.397 جدول جیب میں اس کے درجات 23.40 آئے اور اس کا دوگنا 46.80 درجات ہوئے یعنی $46^0 48'$، اس سے $02^0 08'$ منہا کیا جو حقیقی قبلۂ علی گڑھ ہے، باقی $44^0 40'$ یعنی مکمل 45^0 سے ابھی بھی $20'$ کم۔ لہٰذا نماز صحیح کہ جہت قبلہ سے خارج نہیں ہے۔

جہت کعبہ

اسلام صرف حجازی نہیں ہے جغرافیائی سرحدیں مذہب اسلام پر اثر انداز نہیں ہو سکتی ہیں۔آج کل الیکٹرانک میڈیا و مواصلاتی ذرائع سے پوری طرح اسلام کی آفاقیت نمایاں ہو چکی ہے۔اس مقدس مذہب کے اصول وضوابط بھی غالباً آفاقی ہیں۔نمازی چاہے "الاسکا" کے دلدل میں ہو یا "ٹوکیو" کے اژدہام میں، "جنوبی افریقہ" کے سبزہ زار میں ہو یا پھر "سائبیریا" کی برفیلی وادیوں میں، جہاں کہیں بھی نماز ادا کر رہا ہو ہر ایک نمازی تصورات کی دنیا میں خانہ کعبہ کو سامنے دیکھتا ہے۔بطور تمثیل عرض کروں کہ ہندوستان کا عرض تقریباً 3000 کلو میٹر ہے۔ایک ہی نصف النہار میں 3000 کلو میٹر کے نمازی کعبہ کی طرف متوجہ ہیں ہر ایک کا رخ نقطۂ مغرب ہے یہ کیسے یقین کرلیا جائے کہ سب عین کعبہ کی طرف متوجہ ہیں جبکہ علی گڑھ کی تحقیق بھی یہی کہہ رہی ہے کہ عین کعبہ سے انحراف تو روا ہے لیکن نقطۂ مغرب سے انحراف گوارا نہیں ہے۔

3000 کلو میٹر کی طویل مسافت میں خاص وہ جگہ جس کے اول السموت میں کعبہ کی ضیا باریاں ہو رہی ہوں وہی خوش نصیب جگہ ہے جہاں کے نمازی کا تصور حقیقت پر مبنی ہے کہ نقطۂ مغرب ہی کو رخ کرے تو کعبہ کا رخ ہو گا یعنی حرم الٰہی کا۔اس نصف النہار میں باقی جگہیں ایسی سعادت سے محروم ہیں۔شریعت مطہرہ تامہ نے اس سلسلے میں واضح فرمادیا کہ استقبال قبلہ اہم الفرائض ہے۔

اہل مکہ کے لئے اصابت عین جبکہ آفاقی قبلہ جہت کعبہ ہے اور اس پاک شریعت کی شان ہے کہ وسعت سے زائد مکلف نہیں بناتی ہے۔اور آفاقی قبلہ میں بھی متعدد اقوال ہیں زیادہ تر اہل مشرق کا قبلہ بین المغربین اور اہل مغرب کا قبلہ بین المشرقین ہی قرار دیتے ہیں۔یہی موقف امام الائمہ حضور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سے منقول ہے۔ علی گڑھ والوں کے لئے یہاں تین باتوں پر خاص توجہ کی ضرورت ہے

۱۔ بین المغربین کیا ہے؟

۲۔ کیا علی گڑھ کے نصف النہار کا بین المغربین ایک ہی ہے؟

۳۔ علی گڑھ کا جہت قبلہ مغربین کے مساوی ہے یا کم ہے یا زائد ہے؟

عرف عام میں تو یہ جہات چار ہیں مشرق و مغرب، شمال و جنوب۔ اس میں فوق و تحت کو ملا کر جہات ستہ موجود ہیں۔

۱۔ مغرب کو سمجھنے میں تو کوئی دشواری نہیں ہے لیکن مغربین قابل توجہ ہے۔

سب کے مشاہدے میں ہے کہ 21 جون کو سورج قطب شمالی سے کافی قریب ہوتا ہے پھر اس کے بعد سست روی کے ساتھ بتدریج دوری بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ 22 دسمبر کو قطب شمالی سے انتہائی بُعد میں پہنچ جاتا ہے اور قطب جنوبی سے قریب تر ہوتا ہے لیکن یہاں پھر قطب شمالی یاد آتا ہے اور شمال کو متوجہ ہو جاتا ہے، اسی طرح سورج کا ایک سال پورا ہوتا ہے۔ قطب شمالی کے قریب ترین منزل میں جب غروب ہو تو مغرب شمالی ہے اور بعید ترین منزل میں غروب ہو تو مغرب جنوبی۔ بالفاظ دیگر پہلے کو مغرب سرطان دوسرے کو مغرب جدی کہا جاتا ہے۔ ایک مغرب سے دوسرے مغرب تک جانے میں سورج کو 6 مہینے لگ جاتے ہیں، اس 6 مہینے کی طویل مسافت کی ابتداء و انتہاء کے غروب کو مغربین کہا جاتا ہے۔ اور یہ طویل مسافت سورج ایک دن میں طے نہیں کرتا ہے بلکہ اس کو طے کرنے میں 182 روز سے بھی زیادہ مدت تک یہ سفر جاری رہتا ہے جس میں 182 جگہ غروب کرتا ہے۔ لہٰذا اسی قدر مغارب ہوئے اور اسی کے مساوی مشارق بھی ہیں لہٰذا 180 مشارق بھی ہوئے جبکہ مشرقین یا مغربین ان سارے مشارق و مغارب کو محیط ہیں۔

۲۔ مغربین کا مفہوم پوری طرح عیاں ہو گیا۔ وسط مغربین نقطۂ مغرب ہے یوں ہی وسط مشرقین نقطۂ مشرق ہے، یہاں سے میل شمس ہوتا ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "ان السعۃ العظمی فی الافق المستوی کج کز الخ" (فتاویٰ رضویہ صفحہ 35 جلد 3)

نقطۂ اعتدال سے افق مستوی میں زیادہ تر وسعت '$23^{0}27$ ہے۔ نقطۂ اعتدال سے شمال یا جنوب کی یہ وسعت ہے۔ شمال وجنوب کا مجموعہ '$46^{0}54$ ہوا جو بین المغربین یا مشرقین کی پوری مسافت ہے اور ایک جہت کاملہ سے '$43^{0}06$ کم ہے۔ یہ وسعت استوائی ہے یعنی نقطۂ اعتدال کی آبادی کا بین المغربین '$46^{0}54$ ہے اور جب عرض بلد بڑھتا جائے گا وسعت بڑھتی جائے گی۔

خاص علی گڑھ کے بارے میں فاضل بریلوی کا ارشاد ہے

"معلوم ہوا کہ علی گڑھ میں راس السرطان نقطۂ مغرب سے ۲۶ (درجے) ۴۶ (دقیقے) شمال کو و راس الجدی اسی قدر جنوب کو ہٹا ہوا ڈوبتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ صفحہ 38 جلد 3)

جیسا کہ پہلے اس کا بیان ہو چکا ہے کہ اس فن کی کتابوں کے مطابق سرکار اعلیٰ حضرت نے عرض علی گڑھ '$27^{0}56$ تحریر فرمایا ہے اور عرض کی زیادتی سے بین المغربین کی وسعت بڑھتی ہے۔ تقریب فہم کے لئے اس نقشہ کو ملاحظہ کریں
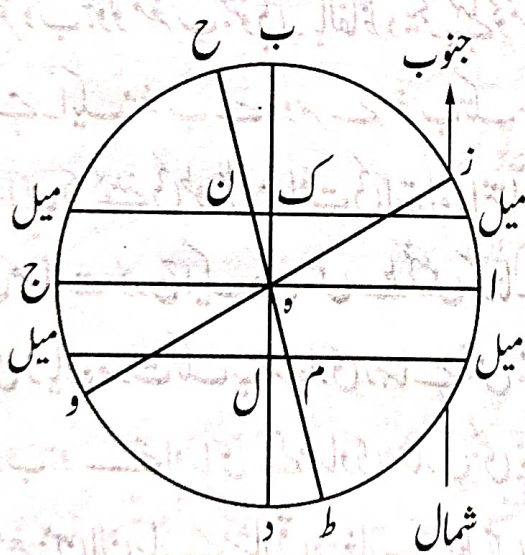
اب "ج۔ء" نصف النہار علی گڑھ، "ب۔ء" افق استوائی = محل علی گڑھ، "و۔ز" اول السموت، "ا۔ج" دائرۂ معدل، "ج۔و" عرض بلد '$27^{0}56$، "ح۔ط" افق علی گڑھ اور "ہ" نقطۂ مغرب، "ک۔ل" استوائی مغربین، "م۔ن" علی گڑھ کا مغربین اور ظاہر ہے کہ "ک۔ل" کے

مقابلے "م۔ن" کی مسافت زائد ہوگی جبکہ "ک۔ل" کے مابین 46°54' ہے تو "م۔ن" کے مابین یقیناً اس سے زائد ہے اور بُعد کو فاضل بریلوی نے 26°46' تحریر فرمایا۔

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے جن اصول وضوابط سے اسے ثابت کیا ہے ان سے قدرے ہٹ کر جدید طریقۂ تعلیم سے بھی اس مقدار کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ اسکے لئے دو طریقے درج ذیل ہیں

لوگارثم میں جیب میل اور قاطع عرض بلد کا مجموعہ نقطۂ مغرب یا مشرق سے جیب میل افق بلد ہے

یعنی جیب میل کلی لوگارثم میں 9.5998270

+قاطع عرض بلد 10.0537968

= 9.6536238

جدول جیب میں اس کے درجات 26°46' آئے۔ سبحان اللہ العظیم سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے تو یہی فرمایا تھا کہ "معلوم ہوا کہ علی گڑھ میں راس السرطان نقطۂ مغرب سے ۲۶ (درجے) ۴۶ (دقیقے) شمال کو اور راس الجدی اسی قدر جنوب کو بٹا ہوا ڈوبتا ہے" تو پھر ایک نقطہ کا بھی انحراف کیونکر ہوسکتا ہے۔

دوسرا طریقہ اعشاریہ کا ہے۔ یہاں جمع کی ضرورت نہیں ہے بلکہ مقدار جیب میل کو قاطع عرض بلد سے ضرب دیا جائے حاصل ضرب جیب مغرب راس السرطان یا راس الجدی ہوگا۔ اسے ہم یوں حاصل کر سکتے ہیں

جیب میل کلی 0.398

x قاطع عرض علی گڑھ 1.1318

= 0.45

جدول جیب میں 26°46' کی یہ مقدار ہے۔

نتیجہ وہی برآمد ہوا سرکار اعلیٰ حضرت نے جو فرمایا تھا یعنی اب علی گڑھ کا بین المغربین و المشرقین اس کا دو چند ہوگا۔ $53^0 32' = 26^0 46' + 26^0 46'$ ہوا۔

علی گڑھ کے نصف النہار کا وہ شخص جو خط استواء میں ہے اس کے مغربین کی وسعت $46^0 54'$ ہے لیکن علی گڑھ کے مغربین کی وسعت $53^0 32'$ ہوئی گرچہ دونوں ایک ہی نصف النہار میں ہیں پھر بھی علی گڑھ کا بین المغربین $06^0 38'$ زائد ہے۔ اب پوری طرح واضح ہوگیا کہ نصف النہار اگرچہ ایک ہے لیکن شمال سے جنوب تک اس کا بین المغربین ایک ہرگز نہیں اسی طرح مشرقین بھی۔ لیکن نقطۂ مشرق و مغرب میں پورے نصف النہار کا اتفاق ہوگا کہ مابین القطبین ہی نقطۂ مغرب یا مشرق ہے۔

اس عبارت میں تیسرا پہلو میں نے یہ بیان کیا تھا کہ علی گڑھ کا جہت قبلہ بین المغربین کے مساوی ہے یا کم یا پھر زائد۔

ہر ایک ذی فہم کے سامنے یہ آشکارا ہے کہ یہ جہت چار ہیں، استقبال، استدبار، یمین، شمال۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے پر کوئی ترجیح نہیں ہے جبکہ ان چاروں کا مجموعہ 360^0 ہے۔

لہٰذا $360 \div 4 = 90$ ایک سمت ہوا یعنی 90^0 کی ایک جہت ہے۔

جبکہ علی گڑھ کا بین المغربین $53^0 32'$ ہے۔ ایک مکمل جہت سے $36^0 28'$ کم ہے۔ یعنی نقطۂ استقبال سے یمین و شمال جب تک انحراف 45^0 کے اندر ہے تو استقبال پایا جائے گا۔

ایسا ممکن ہے کہ نمازی مغربین کے اندر ہے لیکن استقبال قبلہ سے باہر ہے اور کبھی مغربین سے باہر ہے پھر بھی استقبال قبلہ برقرار ہے بلکہ بعض کا قبلہ تحقیقی مغربین سے باہر ہی ہے جیسا کہ علامہ برجندی نے "ہراۃ" کا قبلہ مغربین سے باہر قرار دیا اسی طرح علی گڑھ کا قبلہ مغربین سے باہر بھی متصور ہے۔ مغربین سے خروج فساد نماز کو لازم نہ ہوگا کہ ابھی $36^0 28'$ کی جہت خارج مغربین ہی ہے۔ اسی پر ہر ایک جگہ کو قیاس کرنا مناسب نہ ہوگا۔ بعض ایسے

مواضع بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا قبلہ حقیقی تو نقطہ مغرب ہے اور بین المغربین میں ہی مصلی استقبال قبلہ سے خارج ہے۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں '$66^0 33$ کے عرض پر مجموع سعتین کے پورے 180 درجے ہیں اسی پر دلیل دیتے ہوئے شرح چغمینی کی عبارت پیش کرتے ہیں حیث قال سعة المشرق و المغرب تزید بزیادة العرض الی ان تبلغ قریبا من الربع مالم یبلغ العرض ربعا۔

حضور امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان عالیشان کہ "اہل مشرق کا قبلہ مغرب ہے اور اہل مغرب کا مشرق" سے بعض حضرات نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اہل مشرق اگر مغربین سے خارج ہیں جہت استقبال سے خارج ہیں، یوں ہی اہل مشرق جب تک مغربین کے درمیان ہیں جہت قبلہ باقی ہے، یوں ہی اہل مغرب۔ انہیں حضرات کی رہنمائی کرتے ہوئے امام المحققین امام احمد رضا نے فرمایا کہ امام اعظم کی عبارت کا مطلب یہ ہرگز نہیں بلکہ اس وقت کا ہفت اقلیم صرف اس فرمان عالیشان میں داخل ہے اور وہ بھی تسہیل عوام کے لئے نہ کہ اس سے خروج خروج جہت قبلہ کو لازم (اس پر بیان آنے والا ہے) اسی پر دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں '$66^0 33$ کے عرض پر مجموع سعتین کے پورے 180 درجے ہیں اور علامہ برجندی نے بھی یہی فرمایا کہ سعة المشرق و المغرب تزید بزیادة العرض الی ان تبلغ قریبا من الربع مالم یبلغ ربعاً یعنی مغرب و مشرق کی وسعت بڑھتی جائے گی تقریباً ربع دور تک جبکہ عرض بلد ربع دور تک نہیں پہنچے گا۔

علامہ برجندی نے عرض بلد کا تعین نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ ربع دور سے کم اور امام احمد رضا نے فرمایا کہ یہ عرض '$66^0 33$ ہے الخ۔ یعنی اس عرض پر جو آبادی ہے اسکے لئے میل کلی ربع دور ہے تو پھر ربع شمالی اور ربع جنوبی کا مجموعہ نصف دور ہوا اور افق بلد کا یہ نصف دور اگر بین المغربین ہے تو دوسرا نصف بین المشرقین ہوگا، لہذا افق بلد کا پورا دور مشرق و مغرب میں ہی ختم ہوگیا، شمال اور جنوب کی کوئی گنجائش نہ رہی تو پھر حدیث پاک "اذا اتی

احدکم الغائط فلا یستقبل القبلۃ ولا یؤلہا ظہرہ ولکن شرقوا او غربوا" میں چار جہت کا تذکرہ کیونکر آیا اور یقیناً جہتیں چار ہیں تو پھر بین المشرقین و المغربین کو ایک ایک جہت قرار دینا درست نہ ہوگا۔

بہر حال اس عرض کی آبادی تو جنوب میں ہے ہی نہیں ہاں شمال میں اس عرض پر آبادی ہے جیسا کہ روس میں اولنک کوہستانی علاقہ، انیویسک کی آبادی، ہونیو، برکھویانسک، تجوسکی اور میچین، فن لینڈ کا کچھ علاقہ، سویڈن و ناروے کا کچھ علاقہ، کناڈا کا شمالی حصہ پھر امریکی صوبہ الاسکا کی آبادی فورٹ یوکون۔ ان ساری آبادیوں کا مشرق راس جدی قریب قریب نقطۂ جنوب ہی ہے اور یہی مغرب راس جدی بھی یعنی 22 دسمبر کو یہاں کی رات تقریباً پونے چوبیس گھنٹے کی ہوگی کہ ابھی سورج نکل ہی رہا تھا نصف سورج ہی طلوع ہوا کہ پھر غروب ہونا شروع کردے گا دیکھتے ہی دیکھتے غروب بھی ہو جائے گا، نقطۂ مرکز شمس جب نقطۂ جنوب پر منطبق ہو، یہی مذکورہ تاریخ میں ان آبادیوں کا نصف النہار ہوگا۔ ان آبادیوں کے لئے وقت ظہر اور عصر کا تعین اور حصول بڑا دشوار ہوگا کہ نصف النہار میں بھی نصف شمس زیر زمین ہوگا اور عصر کا وقت تو مل سکتا ہے لیکن وہی وقت مکروہ جبکہ آدھا سورج غروب ہو چکا ہو۔

بہر حال اتنا تو ظاہر ہو گیا کہ ان آبادیوں کا مشرق جدی اور مغرب جدی 22 دسمبر کو قریب قریب نقطۂ جنوب ہی ہے۔ اسی طرح 21 جون کو ان آبادیوں کے لئے مشرق راس السرطان اور مغرب راس السرطان قریب قریب نقطۂ شمالی ہے یعنی 21 جون کو ان لوگوں کا دن چوبیس گھنٹے کا ہوگا۔ سورج غروب ہونے کو ہوگا کہ ابھی آدھا سورج ہی غروب ہوا تھا کہ طلوع کرنا شروع کردے گا مغرب، عشاء اور فجر کا وقت ہی نہیں ملے گا بلکہ ان لوگوں کا ایک دن چوبیس گھنٹہ ہی نہیں بلکہ ایک ہفتہ سے زیادہ طویل ہوگا اس پر کلام کی مزید یہاں ضرورت نہیں۔

اور چونکہ مغرب راس الجدی اور مغرب راس السرطان ہی کو مغربین سے تعبیر کرتے ہیں اور بین المغربین کو اگر جہت قرار دیا جائے تو اہل مشرق کے لئے نقطۂ شمال سے نقطۂ جنوب تک افق کا نصف مغربی جہت قبلہ قرار پائے گا اور نصف مشرقی جہت ادبار لہٰذا لازم کہ جن لوگوں کا قبلۂ حقیقی قطب شمالی سے صرف ایک درجہ مغرب کو منحرف ہو وہ اگر قطب جنوبی کی طرف رخ کریں اور اسی مقدار میں مغرب کو منحرف ہوں تو ان کی نماز ہوگئی کہ جہت موجود ہے اگرچہ یہ لوگ کعبہ معظمہ سے 178° بائیں کو منحرف ہیں حالانکہ یقیناً کعبہ معظمہ ان لوگوں کے پس پشت ہے اور ان کی جہت استقبال حقیقت میں جہت استدبار ہے۔

اب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا وہ مطلب ہرگز نہیں کہ مطلقاً بین المغربین اہل مشرق کا قبلہ ہوا سلئے کہ ان آبادیوں کا بین المشرقین والمغربین قریب قریب 180° کا ہے۔

پوری طرح یہ ظاہر ہوگیا کہ انقلاب شمالی کا 45° جو نقطۂ شمال سے قریب ہے خارج ہو کر جہت شمال سے مل جائے گا حالانکہ یہ 45° انقلاب شمالی کے مغرب کے اندر ہے نہ کہ باہر، اسی طرح انقلاب جنوبی کا 45° خارج ہو کر نقطۂ جنوب سے مل جائے گا اور جہت جنوب قرار پائے گا اگرچہ یہ بھی مغرب راس الجدی کے اندر ہے، لہٰذا ان آبادیوں کے بین المغربین میں پوری جہت مغرب اور نصف جہت شمال اور نصف جہت جنوب ہے یعنی ان کا بین المغربین تین جہات پر مشتمل ہے جن میں ایک کامل دو ناقص۔ اسی لئے تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ اہل مشرق کا قبلہ مطلقاً بین المغربین کو قرار دینا درست نہ ہوگا۔

استقبال قبلہ

علی گڑھ کی نئی تحقیق سے پیشتر آفاقی استقبال قبلہ کے بارے میں دو قول پر علمائے کرام کا موقف رہا، ایک اہل مشرق و مغرب کے لئے بین المغربین والمشرقین، دوسرا قول جہت قبلہ۔

فاضل بریلوی کی تحقیق سے ہر ایک پر ظاہر ہوگیا کہ یہ دو قول جداگانہ نہیں ہیں بلکہ بین

المغربین و المشرقین سے مراد جہت قبلہ ہی ہے لیکن علی گڑھ کی نئی تحقیق میں نقطۂ مشرق یا مغرب ہی قبلہ ہے انحراف سمتیہ کا کوئی اعتبار نہیں ۔ اسی لئے تو یہاں کی عیدگاہ کی دیواروں پر خوب برسے یہاں تک کہ انہدام کو فرض قرار دے دیا گیا۔

امام احمد رضا کا انداز بیان کچھ یوں ہے "دیواریں ٹوٹیں گی یا نہیں، خط کھینچے جائیں گے یا نہیں اس کی منزل تو دوسری ہے پہلے ضرورت تو یہ ہے کہ علی گڑھ کا بین المغربین کیا ہے؟ علی گڑھ کا قبلہ کیا ہے؟ عیدگاہ جہت قبلہ کے اندر ہے یا باہر؟"

ان نکات پر درجنوں نصوص کو پیش کرنے کے بعد فاضل بریلوی نے فتاویٰ خیریہ کی عبارت کو نقل فرمایا "من القواعد الفلكية اذا كان الانحراف عن مقتضى الادلة اكثر من خمس و اربعين درجة يمنة او يسرة يكون ذالك الانحراف خارجا عن جهة الربع الذى فيه مكة المشرفة من غير اشكال على ان الجهات بالنسبة الى المصلى اربعة (هداية المتعال)"

واضح ہو کہ جہت سے مشرق و مغرب شمال و جنوب مراد نہیں بلکہ استقبال، استدبار، یمین و شمال مراد ہے ۔ تو پھر یہ قابل توجہ نہیں کہ نقطۂ مغرب سے عیدگاہ کی دیواریں کتنی ہٹی ہوئی ہیں بلکہ قابل اعتماد تو یہ ہے کہ نقطۂ استقبال سے انحراف کہیں 45^0 سے زائد تو نہیں ہے۔

اسی جہت کے بارے میں سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں "عرف میں جہتیں چار ہی سمجھی جاتی ہیں اور جو ایک سے قریب ہے وہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس نصف دور کے 180 درجے سے 45،45 درجے کہ مشرق و مغرب سے قریب ہیں اس کے حصے میں رہ کر مستثنیٰ ہوں گے ۔ بیچ کے 90 درجے جن کے وسط میں کعبہ واقع ہے جہت قبلہ رہیں گے وھو المطلوب (ہدایۃ المتعال)"

امام اہلسنت نے ایک حدیث پاک سے اپنے اس موقف کو مزین فرمایا ہے کہ جہتیں چار ہیں اور چاروں برابر ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلة و لا یؤلها ظهره و

لکن شرقوا او غربوا

ترجمہ: تم میں سے کوئی جب رفع حاجت کو جائے تو قبلہ کو رخ نہ کرے اور نہ پیٹھ کرے

بلکہ پورب پچھم ہو جائے۔

اس مبارک حدیث میں بھی چار جہتیں ہی ہیں۔ رفع حاجت میں استقبال قبلہ و استدبار قبلہ جائز نہیں بلکہ مشرق یا مغرب کو رخ کرے۔ ظاہر ہے کہ مدینہ طیبہ کے بارے میں یہ فرمایا جا رہا ہے جو مکۃ المکرمہ سے مائل بہ مغرب شمال کو ہے تو وہاں کا قبلہ جنوبی ہی ہوگا۔ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے ان چاروں جہتوں کی تفہیم میں ایک نقشہ بھی پیش فرمایا ہے۔

"موضع مصلی سے محاذات حقیقیہ کا خط کعبہ معظمہ پر گزرتا ہوا دونوں طرف افق تک ملا دیں اور وہیں سے دوسرا خط اس پر عمود گرائیں کہ افق کے چار حصے مساوی ہو جائیں پھر ہر حصے کی تنصیف کر کے ہر دو نصف متجاور میں خط وصل کر دیں ان آخری خطوط سے جو چار ربع افق حاصل ہوئے وہی ارباع جہات اربعہ ہیں ان میں وہ ربع جس کے منتصف پر کعبہ معظمہ ہے جہت استقبال ہے اور اس کے مقابل جہت استدبار اور باقی دو ربع جہات یمین و شمال

بایں صورت
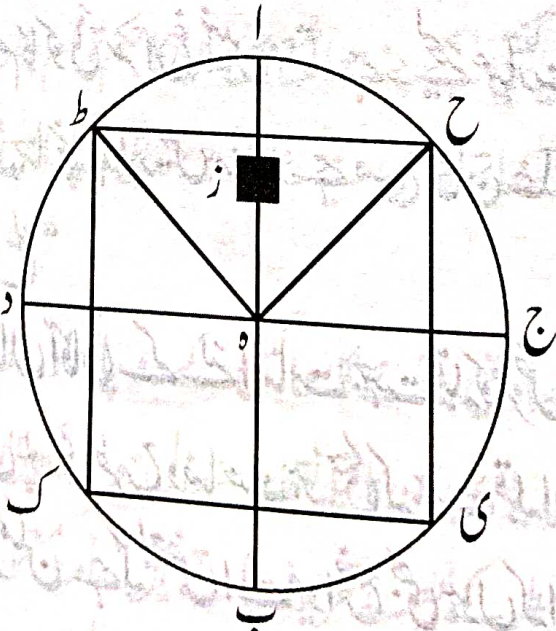
"ہ" مصلی ہے اور "ز" کعبہ معظمہ "ا۔ب" خط محاذات حقیقیہ "ج۔د" اس پر عمود ان نقاط اربعہ نے تربیع افق کی پھر ربع "ا۔ج" کو "ح" اور ربع "ا۔د" کو "ط" پر تنصیف کرکے خط "ح۔ط" ملایا یوں ہی "ط۔ک"، "ی۔ک"، "ی۔ح" تو قوس "ح۔ا۔ط" جہت قبلہ ہے الخ (ہدایۃ المتعال)"

اس لئے کہ "ح۔ط" افق بلد کی ایک چوتھائی ہے یعنی نقطۂ استقبال سے یمین کو "ح" تک 45^0 ہے اور "ط" تک 45^0، دونوں کا مجموعہ 90^0 ہے جو مکمل ایک جہت ہے اس سے انحراف پر نماز باطل ہے۔ جب تک نمازی اس جہت میں ہے استقبال قبلہ پایا گیا۔

فاضل بریلوی کے دئیے ہوئے نقشہ میں اگر ہم "ح۔ہ" اور "ط۔ہ" خط ملادیں تو ہمارے لئے مزید اور آسانی ہوگی لہٰذا ہم نے اسے ملادیا۔ اب "ح۔ط۔ہ" مثلث کا زاویہ "ح ہ ط" زاویہ تامہ ہے۔ اس قدر انحراف جائز نہیں بلکہ یہ بطلان نماز کا سبب ہوگا کہ مصلی جہت استقبال سے خارج ہے۔

علی گڑھ کے فتویٰ میں ہدایہ کے حوالے سے جو عبارت موجود ہے اسی جہت کے بارے میں بتارہی ہے لیکن مفتی صاحب نے اپنی گرانقدر بصیرت سے اس کا مفہوم اصابت عین لے لیا اسی وجہ سے انہدام جدار کو فرض قرار دیا حالانکہ مفتی صاحب کی پیش کردہ عبارت میں دور دور تک اس مفہوم کا کوئی سراغ نہیں ملتا ہے۔ لیجئے عبارت پر نظر ثانی کیجئے مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں "چنانچہ ہدایہ میں مذکور ہے من کان غائبا ففرضه اصابة جهتها هو الصحيح الخ"

صاف ظاہر ہے کہ یہاں آفاقی کے لئے اصابت جہت قبلہ کو فرض قرار دیا گیا ہے نہ کہ اصابت عین کعبہ کو۔ بہرحال پوری طرح وضاحت ہو چکی کہ جہت قبلہ اور ہے جبکہ مغربین و مشرقین دوسری چیز ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ایسے مواضع بھی ہوں کہ اس کی جہت قبلہ مغربین یا مشرقین پر منطبق ہو۔

آنے والے کسی مضمون میں اس کی بھی نشاندہی کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ لیکن یہاں علی گڑھ کے قبلہ کا بیان ہی زیادہ مناسب رہے گا اگر چہ نئی روشنی کی تحقیق سے تو نقطۂ مغرب ہی قبلہ ظاہر ہے محققین علی گڑھ نے جس سے انحراف کو برداشت نہ کیا اور انہدام عیدگاہ کو فرض قرار دیا۔

دو چار مقامات

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا فرمان عالیشان "مغرب اہل مشرق کا قبلہ ہے" کا مطلب بعض علماء نے یہ بیان کیا کہ جب اہل مشرق کا مصلی مغربین سے خارج ہو تو جہت قبلہ سے خارج ہو جائے گا اور اس کی نماز باطل ہوگی۔

سابقہ مضامین میں یہ واضح ہو چکا ہے کہ نقطۂ استقبال سے یمین وشمال 45،45 درجہ تک جہت استقبال ہے چاہے یہ بین المغربین والمشرقین سے خارج ہو، اور 45،45 درجہ سے زائد انحراف خارج جہت قرار پائے گا چاہے بین المشرقین والمغربین میں داخل ہو۔ پھر اس پر یہ کہنا کہ بین المغربین سے خارج جہت سے خارج ہے اسی کو ضابطہ بنا کر عام بلاد مشرقیہ پر حکم لگانے کا ما حصل یہی ہو گا کہ عام بلاد مشرقیہ کا بین المغربین قریب 90^0 کا ہے اسی طرح بلاد مغربیہ کا بین المشرقین 90^0 کا ہے اسی لئے تو علامہ برجندی نے اسے ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ گنتی کے چند مواضع ہیں جن کا حکم تمام بلاد کے لئے مناسب نہیں بلکہ یہ حکم بعض مقامات کے ساتھ خاص ہے۔ علامہ برجندی کے اس بیان پر فاضل بریلوی نے فرمایا کہ

"اول: بلکہ اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہو" (فتاویٰ رضویہ صفحہ 36 جلد 3)

اسی صفحہ میں چند سطر کے بعد تحریر فرماتے ہیں "عامۂ معمورہ کے جملہ بلاد جن کا قبلہ نقطۂ مشرق یا مغرب ہو باتفاق اقوال مزبورہ ان میں مابین المغربین سے بھی انحراف روا ہوگا

اور نماز فاسد نہیں ہو سکتی جب تک 45 درجے سے زائد نہ ہو"

علامہ برجندی نے فرمایا کہ یہ حکم بعض مقامات کے ساتھ خاص ہے۔ اس پر امام احمد رضا نے مزید فرمایا کہ یہ حکم کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار نادر مقاموں کے پھر ان دو چار مقاموں کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ جو شاید آباد بھی نہ ہوں مزید وضاحت فرماتے ہیں غالباً سمندر میں پڑیں۔ مزید تلاش و جستجو کرنے والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے ایک تابناک مشعل بھی ان کے حوالے کرتے ہیں یعنی استخراج مقامات کے لئے ایک ضابطہ عطا فرماتے ہیں کہ جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہو اور میل کلی 45^0 سے زائد نہ ہو۔

فاضل بریلوی کا یہ قول جہاں ایک طرف اہل نظر کو دعوتِ فکر دے رہا ہے وہیں دوسری طرف علی گڑھ کے دانشوروں کو جغرافیہ کا درس بھی دے رہا ہے، جہاں ایک طرف علامہ برجندی کے قول پر اس سے روشنی پڑ رہی ہے وہیں دیگر علماء جن حضرات نے مغربین سے خروج کو خروج جہت مانا ان حضرات کو اس سے انداز تحقیق کا ہنر بھی عطا ہو رہا ہے۔

فاضل بریلوی نے فرمایا کہ اس آبادی پر یہ فتویٰ یا حکم تو صادق آسکتا ہے جس کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہے اور وسعت میل 45^0، یہاں بھی دو باتیں معیار تحقیق ہیں ایک 45^0 کی وسعت اور دوسری جہت قبلہ نقطۂ اعتدال۔ مذکورہ وسعت کے عرض بلد کو حاصل کرنے کا قاعدہ یہ ہو گا کہ

ظم میل کلی x جیب (45^0) = ظل عرض بلد

اور میل کلی فاضل بریلوی کی تحقیق کے مطابق $23^0 27'$ ہے تسہیل کے لئے اسے اگر $23^0 30'$ مان لیں کہ $03'$ ہی کا فرق ہے تو قابل اعتبار کوئی فرق نہیں پڑے گا اور استخراج سہل ہو گا۔

لہٰذا	ظم میل کلی	2.3
	x جیب (45^0)	0.7071
	= ظل عرض بلد	1.626

1.626 جدول ظل میں '$58^0 24$ کا ظل ہے جبکہ اس کا تمام '$31^0 36$ ہے اور دائرہ
اعتدال سے نقطۂ شمال یا نقطۂ جنوب کا یہی بعد ہوگا۔

لوگارثم مقدار کے مطابق اس عرض بلد کو ہم یوں بھی نکال سکتے ہیں

ظلم میل کلی	10.3616981
+ جیب (45^0)	9.8494850
=	10.2111831

جدول ظل میں '$58^0 54$ کا یہ ظل ہے۔

اس سے یہ واضح ہوا کہ وہ آبادی جس کا عرض '$58^0 24$ ہے وہی مغربین یا مشرقین سے خارج ہوتے ہی جہت قبلہ سے خارج ہو سکتی ہے۔

پھر اس عرض بلد کی آبادی کو میں نے تلاش کیا تو کرۂ زمین کا ایک بہت بڑا علاقہ نظروں کے سامنے آیا یعنی "روس" کے جزائر "کمانڈر" سے "ماسکو" بلکہ "لاتویہ" تک کا تقریباً 8000 کلومیٹر کا طویل علاقہ اور اس سے بھی آگے "اوسلو" کا علاقہ پھر "برطانیہ" کا علاقہ پھر سمندر کے بعد "کناڈا" کا طویل علاقہ شمالی عرض بلد میں موجود ہے۔ جبکہ جنوبی عرض بلد میں لاطینی امریکی ملک "ارجنٹینا" کے جنوب میں صرف کچھ جزائر ہیں۔ بہرحال اس عرض پر اتنے مقامات کے باوجود فاضل بریلوی نے فرمایا کہ کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں جبکہ اس عرض پر کثیر تعداد میں مقامات موجود ہیں پھر اعلیٰ حضرت کا یہ فرمانا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ گرچہ مقامات اس عرض پر بہت ہیں لیکن ہر ایک مقام کے لئے یہ حکم نہیں ہے کہ مغربین یا مشرقین سے خارج ہوتے ہی جہت استقبال سے خارج ہو جائے بلکہ ان مقامات میں سے زیادہ تر مقامات ایسے ہیں جن کا مغربین یا مشرقین سے خارج ہونا سمت قبلہ سے خروج کو مستلزم نہیں اور ان میں ایک مقام تو ایسا آئے گا جس کا قبلۂ حقیقی نقطۂ جنوب ہے مغربین سے 45^0 باہر اور مشرقین سے بھی 45^0

اپنا قبلہ

باہر۔اس ایک مقام کے علاوہ اس عرض کے سارے مقامات کا تعاقب کریں تو اکثر کا حال یہی ہے کہ ایک سمت مغربین یا مشرقین سے درجوں نکل گئے پھر بھی جہت قبلہ باقی ہے وہیں دوسری طرف مغربین یا مشرقین کے اندر ہی سمت قبلہ سے خارج اور نماز باطل۔جیسا کہ "برطانیہ" کا وہ شمالی علاقہ جو "گلاسگو" اور "اسکاٹ لینڈ" کے درمیان واقع ہے جس کا طول مغربی $05^{0}06'$ اور عرض شمالی $58^{0}24'$ ہے، اس کا قبلہ مشرق جنوبی ہوگا اور اس کا ضابطہ یہ ہے کہ

ظم عرض حرم مقدس کو جم فصل طول سے ضرب دیا جائے تو حاصل ضرب ظم عرض موقع عمود ہوگا۔ پھر جم عرض موقع عمود کو ظل فصل طول میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اس بُعد یا فرق کی جیب پر تقسیم کیا جائے جو مذکورہ جگہ اور موقع عمود کے درمیان نصف النہار کی چھوٹی قوس ہے۔ اب حاصل تقسیم نقطۂ جنوب سے ظل انحراف ہوگا جیسا کہ

ظم عرض حرم مقدس	2.55
x جم فصل طول	0.7071
= ظم عرض موقع عمود	1.80

اور جدول ظل میں یہ مقدار 61^{0} کا ظل ہے اس کا تمام 29^{0} یہی عرض موقع عمود ہے۔

جم عرض موقع عمود	0.8746
x ظل فصل طول	مرفوع
= عین عدد معین	0.8746 محفوظ

مذکورہ جگہ کا عرض $58^{0}24'$ یعنی

عرض مقام	$58^{0}24'$
- عرض موقع عمود	$29^{0}00'$
= فرق	$29^{0}24'$

پھر محفوظ کو اس مقدار کی جیب پر تقسیم کیا جائے

محفوظ	0.8746
÷جیب فرق	0.4909
=ظل انحراف	1.7816

نقطۂ جنوب سے یہی ظل انحراف ہوگا اور جدول ظل میں '42°60 کا یہ ظل ہے اور اس کا تمام '18°29 ہے۔ یعنی "گلاسگو" اور "اسکاٹ لینڈ" کے درمیان کی مذکورہ جگہ کا قبلہ حقیقی مشرق سے '18°29 جنوب کو واقع ہے۔ مذکورہ جگہ کے مصلی 29° ہی نہیں بلکہ نقطۂ مشرق سے اگر 73° بھی جنوب کو مائل ہوجائیں پھر بھی ان کی نماز ہوجائے گی کہ مشرقین سے خارج ہیں نہ کہ جہت قبلہ سے۔

لیکن یہی مصلی اگر نقطۂ مشرق سے شمال کی طرف صرف 16° مائل ہوں تو یہ خارج جہت ہیں اور ان کی نماز باطل ہوگی۔ جبکہ شمال کی طرف مشرقین کے اندر ہیں پھر بھی نماز باطل ہورہی ہے اور جنوب کی طرف 73° کا انحراف اور مشرقین سے خارج پھر بھی نماز صحیح کہ جہت قبلہ باقی ہے۔

ثابت ہوا کہ صرف عرض کی جانکاری کافی نہیں اور نہ مطلب برآری میں یہ کوئی معین و ممد بلکہ اس کے لئے طول بلد کی معرفت بھی جزء اہم ہے اسی لئے تو سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا ارشاد فرماتے ہیں "اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہو۔" امام اہلسنت کی اس قید نے ان ساری جگہوں کو اس حکم سے خارج کردیا کہ مشرق ومغرب سے خروج جہت استقبال سے خروج ہے۔

اور اس عرض کے مقامات میں سے جن کا قبلہ حقیقی نقطۂ اعتدال ہے صرف انہیں

مقامات پر یہ حکم نافذ ہوگا کہ مشرقین ومغربین سے خارج ہونا جہت استقبال سے خروج کو لازم ہے۔ مذکورہ عرض کے مقامات میں سے کوئی بھی مقام اس معیار کا نہیں کہ اس کا قبلۂ حقیقی نقطۂ اعتدال ہوسوا دو چار مقامات کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں، غالباً سمندر میں پڑیں۔ یہاں دو طرح قید سامنے آئیں، ایک '24°58 عرض میں وہ مقام ہو ورنہ اس سے کم عرض پر واقع مقامات مشرقین یا مغربین سے خارج ہونے کے باوجود جہت قبلہ سے خارج نہیں اور اگر عرض بلد مذکورہ عرض سے زائد ہو تو اس آبادی کا بین المغربین والمشرقین ایک جہت کامل سے زائد ہوگا لہٰذا ان دونوں کے اندر بھی نمازی جہت قبلہ سے خارج ہوسکتا ہے جیسے "آئس لینڈ" کی راجدھانی "رکزاوک" جو °65 کے عرض شمالی میں واقع ہے اور طول مغرب °22 ہے کچھ منٹ زائد حرم مقدس سے فصل طول تقریباً °62۔

عرض مقام (°65) ظل عرض	2.1445
x جیب میل کلی	0.3987
=	0.855

پھر

= 0.855x0.855	0.731
+ جیب کلی کا مربع 0.3987x0.3987 =	0.159
=	0.890
اس کا جذر	0.943

یہی میل افق رکزاوک کی جیب ہے اور جدول جیب میں اس کے درجات قریب قریب 71 آئے اور اس مقدار کا دو چند 2x71=142 درجات کی وسعت ہوئی جبکہ اس آبادی کا قبلہ جنوب ومشرق ہے اور اس کے مشرقی راس السرطان اور مشرقی راس الجدی کے درمیان °142 آئے اور ایک جہت کامل °90 سے زائد نہیں تو یہاں کے نمازی بین

المشرقین میں بھی جہت قبلہ سے خارج ہو سکتے ہیں کہ اس کی وسعت ایک جہت سے تقریباً 50^0 زائد ہے۔

روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ عرض متعینہ مذکورہ سے زائد عرض بلد کی آبادی مشرقین یا مغربین میں ہی اپنا قبلہ کھو سکتی ہے جبکہ عرض کم کی آبادی کو ان دونوں سے باہر بھی اپنا قبلہ مل سکتا ہے۔ اسی وجہ سے امام احمد رضا نے ایک خاص عرض کو اس کی مقدار قرار دیا اور برطانیہ والے بیان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ یہ عرض بھی ناکافی ہے بلکہ اس مین مزید اور قید کی ضرورت ہے اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہو۔ اس نقطۂ اعتدال کی جستجو میں طول بلد کی بھی ضرورت ہوگی لیکن اس طول بلد کے لئے کسی اور دربار میں دستک دینے کی ضرورت نہیں بلکہ فاضل بریلوی کا یہی جملہ "جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہو" رہنمائی کے لئے کافی ہے اس جملے سے ہمیں قاعدہ ہاتھ آیا کہ جب نقطۂ اعتدال قبلۂ حقیقی ہے تو یقیناً اس آبادی کا دائرۂ سمتیہ اول السموت پر منطبق ہوگا لہٰذا لوگارثم میں

ظل عرض حرم مقدس سے ظل عرض بلد کو وضع کر کے ما بقی جم فصل طول ہوگا۔

ظل عرض حرم مقدس $21^0 25'$	9.5935423
ـظل عرض بلد $58^0 24'$	10.2109808
= جم فصل طول	9.3825615

جدول جیب میں $13^0 58'$ کی یہ مقدار ہے قریب قریب 14^0 کہ $2'$ چیزے نیست۔

اعشاریہ مقدار میں اس کو ہم یوں بھی تلاش کر سکتے ہیں کہ ظل عرض مقدس کو مرفوع سے ضرب دے کر ظل عرض بلد پر تقسیم سے جو نتیجہ برآمد ہوگا وہی جم فصل طول ہوگا

لہٰذا	ظل عرض حرم مقدس $21^0 25'$	0.3921
	x نصف قطر	مرفوع
	= عین اول	0.3921

پھر اس کو عرض بلد پر تقسیم سے نتیجہ برآمد ہوگا

یعنی	ظل عرض حرم مقدس	0.3921
÷	ظل عرض بلد $58^0 24'$	1.6191
=		0.2421

یعنی نتیجہ ثانی عین اول ہوا اور یہی اور جدول جیب میں یہ بھی 2' کم 14^0 کی مقدار ہے۔ جم فصل طول ہے یعنی حرم مقدس کے دائرۂ نصف النہار اور ان آبادیوں کے نقطۂ اعتدال کے درمیان طول میں یہی 14^0 کا فاصلہ ہے پھر اس طول کا تمام 76^0 ہے یہی فصل طول ہے لیکن یہ نصف شمال کے بارے میں ہوا جبکہ نصف جنوبی میں نصف شمال کا فصل تمام ربع دور پر زائد ہوگا یعنی نصف جنوبی میں یہی فصل 104^0 کا ہوگا۔ اس قاعدہ اور ضابطہ کے مطابق چار ہی مقام کا تصور ہوسکتا ہے پانچویں جگہ ماورائے تصور ہے یعنی یہی چار جگہیں متصور ہیں جن کے بارے میں وہ حکم صحیح ہوگا کہ مغربین یا مشرقین سے خروج جہت قبلہ سے خروج کو لازم ہے انہیں جگہوں کے بارے میں علامہ برجندی نے فرمایا تھا بلکہ انہوں نے تو فرمایا تھا کہ یہ گنتی کے چند مواضع ہیں حکم عام نہیں اس پر سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا "بلکہ اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں۔" سبحان اللہ العظیم یہ ہے اللہ تعالیٰ کی خاص عطا۔ امام احمد رضا نے دو چار کا لفظ ادا فرمایا اور عند العقل کرۂ زمین میں چار سے زائد ایسی جگہ ممکن بھی نہیں کہ جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہو اور مشرقین یا مغربین سے خروج جہت قبلہ سے خروج کو لازم ہو لیکن فاضل بریلوی نے یہ نہیں فرمایا کہ چار مقامات ہیں بلکہ دو چار کا لفظ استعمال فرمایا تھا۔

میری ناقص رائے میں انداز بیان بھی کسی پوشیدہ خزانے کی رہنمائی کر رہا ہے یہ تو ان مقامات کی تلاش کے بعد ہی اندازہ ہوگا کہ وہ خزانہ کیا ہے۔ یہ چار مقام اصل میں دو دائرۂ عظیمہ کے ان نقاط اربعہ کے تحت ہیں جن کی دوری دائرۂ معدل سے سب سے زائد ہے اور

یہ دونوں دائرے حرم مقدس کے نقطہ سمت الراس اور نقطہ سمت القدم میں ایک دوسرے کو قطع کرتے ہیں اور ان دونوں دائروں میں سے ہر ایک میں دو دو مقام اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا مقاطر لہٰذا ان چاروں مقامات میں سے دو نصف شمالی ہیں اور دو نصف جنوبی میں حرم مقدس کے نصف النہار سے دو مغربی ہیں اور دو مشرقی، افق حرم مقدس کے اعتبار سے شمالی دونوں نصف بالا میں ہیں اور جنوبی دونوں نصف زیریں میں، شمالی میں فصل کم اور جنوبی میں فصل زائد، مغربی دونوں میں سے ایک کا فصل کم ایک کا زائد، اسی طرح دونوں مشرقی ان چاروں مقامات میں سے فصل کم دونوں بالائے افق زائد دونوں زیر افق۔

امام احمد رضا کے عطا کردہ مشعل کی روشنی سے جب میں نے کرۂ زمین کے بخارات کی تاریکی میں ان چاروں مقامات کی نشاندہی کرنا چاہا جن کا عرض '24°58 اور حرم مقدس سے بالائے افق فصل طول °76 اور زیر افق دونوں مقام کا فصل طول °104۔ اس اسکیل کے مطابق پہلی جگہ "روس" کا وہ دلدلی علاقہ آیا جو روسی آبادی "لینسکی" سے تقریباً 7500 کلومیٹر مغرب میں واقع ہے، دوسری جگہ "گرین لینڈ" کی آخری جنوبی سرحد سے جنوب کو 200 کلو میٹر "بحر ظلمات" کا سفر کرنے کے بعد بائیں ہاتھ کو اسی سمندر میں 1000 سے زائد کلو میٹر چلنے پر وہ سمندری علاقہ آئے گا جو اس اسکیل کے مطابق ہے یعنی اس کا فصل طول حرم مقدس سے °76 ہے اور عرض '24°58 یعنی یہ دوسری جگہ "بحر ظلمات" کی گہرائی میں واقع ہے۔ یہی حال تیسری جگہ کا ہے جو "آسٹریلیا" کے جنوبی جزیرہ "ہوبارٹ" سے اور جنوب کو سمندر ہی میں نظر آئے گا اسی طرف تقریباً یہاں سے 1700 کلومیٹر دور سمندری علاقہ میں یہ جگہ آئی ہے جسے برف کا سمندر کہا جاتا ہے۔ یہ جگہ بھی زیر آب یا زیر برف ہی ہے، باقی آخری اور چوتھی جگہ کا بھی حال اس سے جدا نہیں بلکہ یہ سمندر میں واقع ہے جو "ارجنٹینا" کے جنوب میں سمندر کا وہ علاقہ ہے جسے "Dreg water way" کا نام دیا گیا ہے۔ آخری دونوں کا عرض '24°58 ہے جبکہ حرم مقدس سے ان دونوں کا طول °104 ہے۔

سبحان اللہ! یہی تو فرمایا تھا امام احمد رضا نے مغربین یا مشرقین سے خارج ہونا جہت قبلہ سے خارج ہونے کو قرار دینا کہیں صادق نہیں آئے گا سوا گنتی کے دو چار مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں۔

سبحان اللہ! فاضل بریلوی نے ایک ساتھ چار جگہ کا تذکرہ نہیں فرمایا کہ چاروں مقاموں کی حیثیت برابر نہیں، "روس" میں جو علاقہ واقع ہے وہ خشکی کا علاقہ ہے لیکن دلدلی وغیر آباد ہے، "بحر ظلمات" میں جو ایک جگہ ملی وہ اور "ارجنٹینا" کے جنوب والی جگہ "Dreg water way" دونوں مقام زیر آب نہ سمندر میں اور "آسٹریلیا" کے جنوب والی جگہ تو زیر برف ہے اسی لئے سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ سوا گنتی کے دو چار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں۔ کرۂ زمین میں یہی چار جگہیں ہیں جن کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہے اور سمت سے خروج جہت سے خروج کو لازم ہے اور یہ چاروں جگہیں غیر آباد ہی نہیں بلکہ زیر آب اور زیر برف بھی ہیں تو وہ عام حکم دینا کیونکر صحیح ہوگا جو ان مقامات کے ساتھ خاص ہے اور اہل مشرق کا قبلہ مغربین کے درمیان منحصر کر دیا جائے اسی طرح اہل مغرب کا قبلہ مشرقین کے درمیان۔ یہ ہے امام احمد رضا کا وہ جملہ جس نے روئے زمین کو اپنے احاطے میں سمیٹ لیا ہے کہ اصلاً کہیں صادق نہ آئے گا سوا گنتی کے دو چار نادر مقاموں کے جو شاید آباد بھی نہ ہوں بلکہ غالباً سمندر میں پڑیں۔ بظاہر پہلی نظر میں لفظ شاید سے فاضل بریلوی کا یہ جملہ ترجی کا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن بنظر غائر ترجی یا تشکیک نہیں بلکہ معنیٰ تحقیق سے لبریز نظر آیا۔

بہر حال امام احمد رضا نے ان مقامات کی اس لئے نشاندہی فرمائی کہ علی گڑھ کے محققین نے یہاں عیدگاہ کو ڈھا دینا فرض قرار دیا اور سمت مغرب پر نئی عیدگاہ کی تعمیر واجب قرار دی اور یہ قہری حکم صرف اس لئے نافذ کیا کہ عیدگاہ کا رخ عین نقطۂ اعتدال پر نہیں ہے گویا کہ عین اعتدال سے ذرہ برابر دائیں بائیں انحراف ان حضرات کے نزدیک مفسد نماز

ہے یا کم از کم کراہت تحریمی تو ہے ہی جبکہ یہ چاروں جگہیں بھی ایسی نہیں کہ نقطہ اعتدال کے انحراف سے انحراف قبلہ لازم آئے بلکہ جہت سے خروج استقبال قبلہ سے خروج کو لازم ہے۔

دیوار اور قبلہ

ایک دانا اور ایک دیوانہ کا تذکرہ آیا تھا، دانا تو جدید دیوار کی رہنمائی میں حرم مقدس کی تلاش میں نکلا جو "فلسطین" کے قرب وجوار تک پہنچ چکا تھا لیکن دیوانے کو اپنی سابقہ نمازوں کا خیال آیا اور موجودہ دیوار عیدگاہ کی ہدایت پر آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ یمن کے جنوب میں "بحیرہ عرب" میں اپنا قبلہ تلاش کرتا رہا اور بحری لہروں سے الجھتا رہا۔ یہ کوئی فرضی افسانہ نہیں بلکہ عیدگاہ کی دیوار خود یہی بتا رہی ہے اور نئی روشنی والوں کی جدید تحقیق بھی یہی گل افشانی کر رہی ہے جس کے بارے میں قارئین کرام کو تو یہ معلوم ہی ہوگا کہ موجودہ عیدگاہ نئی تحقیق پر کس قدر بے چین ہو رہی ہوگی۔ بعد استفسار مستفتیان علی گڑھ نے موجودہ دیوار کی پیمائش 82.50 گز بتائی تھی اور نئی روشنی والوں کی دیوار بھی 82.50 گز کی تھی گرچہ ذہنی ہی صحیح لیکن وجود سے کسی کو انکار نہیں تھا۔

جنوب میں دونوں دیواروں کا مبداء ایک تھا جبکہ شمال میں مجوزہ دیوار کا رخ قطب شمالی کی طرف تھا لیکن موجودہ دیوار مجوزہ دیوار کے ساتھ ایک مثلث کی شکل میں مغرب کو مائل تھی۔ شمال میں حقیقی اور فرضی دیوار کے درمیان 90 فٹ کا فاصلہ بتایا گیا لیکن اس فاصلہ اور ان دونوں دیواروں سے جو مثلث بنا مستفتی ہی نے اُن اینگلوں کی پیمائش بتائی اور نہ ہی نئے محققین نے اس پر قیاس آرائیاں کیں اور نہ ہی کسی نے اس کی ضرورت کا احساس کیا جبکہ مسئلہ کا دارومدار انھیں زاویوں کی معرفت پر موقوف ہے۔ اس مثلث کے تینوں زاویوں میں سے جنوبی زاویہ تو کلیدی کردار کا حامل ہے یہی زاویہ بتائے گا کہ عیدگاہ میں پڑھی گئی نمازیں صحیح تھیں یا نہیں، اسی اینگل کی تفہیم میں فاضل بریلوی نے متعدد طریقے بتائے تھے

ہر ایک کا بیان یہاں منقول نہیں ہے اہل ذوق فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ فرمائیں۔

انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ سرکار اعلیٰ حضرت نے یہ بھی بتایا تھا اور جنوبی زاویہ کو دو برابر حصوں میں تقسیم کر دیا تھا، بظاہر مبداء سے ایک تیسری دیوار بنتی نظر آئی جو دونوں دیواروں کے درمیان میں تھی جس نے 90 فٹ کے فاصلہ کو 45 فٹ میں قطع کیا تھا اسی رضوی دیوار کو مثلث کی اصطلاح میں قاعدہ کا نام دیا جاتا ہے اور فاصلہ کا نصف اس پر عمود ہے اب فرضی و حقیقی دیواریں وتر کا کام کر رہی ہیں۔

اس رضوی دیوار کا صرف اضافہ کرنا ہی مقصد نہیں ہے بلکہ جنوبی زاویہ کو سمجھانے میں اسی نے اہم رول ادا کیا ہے۔ ریاضی داں اچھی طرح سے واقف ہیں کہ اب اگر نصف فاصلہ کو رضوی دیوار پر تقسیم کر دیں تو یہ ظل زاویہ ہوگا اور جدول ظل سے اس کی معرفت آسان ہے اور دونوں دیواروں سے بننے والا زاویہ اس کا دوگنا ہے۔

یا پھر نصف فاصلہ کو دونوں دیواروں میں سے کسی ایک پر تقسیم کر دیا جائے تو ثمرہ جیب زاویہ ہوگا لیکن یہ جنوبی اینگل کا نصف ہوگا۔ بہر حال کلیدی زاویہ کا سمجھنا بڑا آسان ہو گیا۔

ابتداء مضمون میں دانا اور دیوانہ کا تذکرہ آیا تھا، دانا نئی دیوار کی رہنمائی میں حرم الٰہی کی تلاش میں تھا لیکن رہنمائی کرنے والوں کے ذہن میں شاید کوئی دوسرا قبلہ رہا ہوگا اور دانا متلاشی کی دانائی نے اسے مدینہ سکینہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دیا کہ نئی روشنی والوں کی مجوزہ دیوار کے رخ میں حرم الٰہی نہ ہو کر حرم نبوی ہی جلوہ فرما ہے اور حرم الٰہی تو بائیں پہلو میں کافی دور رحمت و برکت لٹا رہا ہے۔ اسی طرح دیوانہ "یمن" کے جنوب سے گزرتا ہوا سمندر میں داخل ہو کر ہچکولے کھاتا رہے گا جبکہ حرم الٰہی اسکے دائیں پہلو میں کہیں دور انوار و تجلیات کی برسات کر رہا ہے۔

فاضل بریلوی نے ان دونوں دیواروں سے بننے والے زاویہ کی تفہیم میں ایک تیسری دیوار بنائی تھی جس نے جنوبی زاویہ کے راز سربستہ سے پردہ اٹھایا تھا لیکن اسی رضوی دیوار

نے اپنی خموش زبان سے یہ بھی بتا دیا تھا کہ او دانا اور دیوانہ! تمہاری منزل کہیں اور جلوہ فگن ہے۔ تقریب فہم کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت نے اس کا نقشہ یوں عطا فرمایا ہے
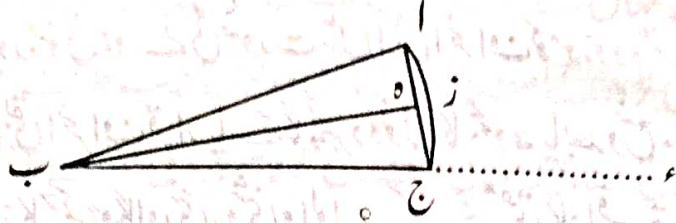
موجودہ دیوار "ا۔ب"، مجوزہ نئی تحقیق "ج۔ب"

"ب" سے سیدھا قطب شمالی "ء" کی طرف یہ نئی روشنی کی دیوار ہے۔

"ا۔ج" فاصلہ 90 فٹ، اس کا نصف "ج۔ہ" 45 فٹ یعنی 30 ذراع عمود

"ج۔ب" مجوزہ دیوار 82.5 گز = 165 ذراع وتر زاویہ

لہٰذا عمود 30 ذراع ÷ وتر = 165 ذراع نتیجہ جیب زاویہ = 0.1818

جدول جیب میں '29°10 کی یہ مقدار ہے۔ یہ پیمائش "ج۔ب۔ہ" کی ہے۔ "ہ۔ب۔ا" باقی ہے جو اس کے برابر ہے لہٰذا '29°10+'29°10='58°20 ہوا یعنی دونوں دیواروں سے جنوب میں بنا ہوا اینگل '58°20 کا ہے۔

یہی تو فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت نے

"۶۰×۶۰=۳۶۰۰÷۱۶۵=۱۸۱۸۱۸ء۲۱ یعنی کا مطہ کر مقدار وتر ہوئی اسکا نصف ی ندلب مد جدول جیب میں اس کی قوس ی کط تو قوس اج یعنی زاویہ اب ج = ک نح یعنی اس کی سمت قبلہ قطب شمالی سے دو دقیقے کم اکیس درجے جانب غرب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ صفحہ 38 جلد 4)

یہاں فاضل بریلوی نے موجودہ دیوار کا رخ بتایا ہے کہ یہ دیوار قطب شمالی سے تقریباً 21^0 جانب غرب ہے لہٰذا اس عیدگاہ میں موجودہ دیوار کے مطابق نماز ادا کرنے والے اسی مقدار میں نقطۂ اعتدال سے جنوب کی طرف مائل ہیں۔

اب اولین ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ علی گڑھ کا قبلہ کیا نقطۂ اعتدال ہے یا اس میں شمال یا جنوب کو انحراف ہے، اگر ہے تو شمالی ہونے کی صورت میں اس کو موجودہ سمت سے جوڑا جائے گا اور جنوبی ہونے کی صورت میں اس انحراف کو موجودہ سمت سے وضع کیا جائے گا بعد وضع ما بقی انحراف قرار پائے گا پھر دونوں کا مجموعہ یا بعد وضع ما بقی اگر 45^0 کے اندر ہے تو صحت نماز کا حکم ہوگا اور نئی روشنی والوں کے نئے مفتی کا نیا فتویٰ بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔

علی گڑھ کے استخراج قبلہ کے لئے عرض موقع عمود کا تعین اشد ضروری ہے اور فاضل بریلوی اس کے تعین میں یوں رقم طراز ہیں

"لوظل عرض مکہ ۹ء۵۹۳۵۴۲۳ -لوجم مابین الطولین لزنو ۹ء۸۹۶۹۲۶۵=۹ء۶۹۶۶۱۵۸" قوس ایں ظل کوکح عرض موقع عمود ظاہر ہے کہ عرض علی گڑھ کزنو سے بقدر اکط لب کم ہے لہٰذا سمت الراس سے جنوب کو واقع ہوا" (رضویہ صفحہ 40 جلد 4)

رضوی قلم کے ان سنہرے نقوش میں علی گڑھ کا عرض موقع عمود صاف جھلک رہا ہے۔ یہ عمود دراصل اس خط مستقیم کا نام ہے جو علی گڑھ کے نقطۂ مغرب سے خارج ہو کر نقطۂ سمت الراس مکہ سے گزرتے ہوئے نصف النہار علی گڑھ تک واصل ہے یہاں یہی پیش نظر ہے اور یہ "28'26^{0}26 ہے اس کے استخراج کے لئے سرکار اعلیٰ حضرت نے متعدد طریقے بتائے ہیں جن میں سے کچھ تو اس فن کی کتابوں سے منقول ہیں لیکن زیادہ تر اپنی ایجاد ہیں۔ بہر حال یہاں سرکار اعلیٰ حضرت نے وہ طریقہ اپنایا کہ لوگارثم ظل عرض مکہ سے علی گڑھ و مکہ کے درمیانی فاصلہ کی لوجیب تمام کو منہا کیا ما بقی لوظل عرض موقع عمود ہوا

یعنی	لوظل عرض مکہ	9.5935423
	-لوجم مابین الطولین	9.8969265
	=لوظل عرض موقع عمود	9.6966158

اور جدول ظل میں اس کی قوس "26°26'28 ہے۔ نئی روشنی والوں کی باتیں اگر قابل التفات ہوں یا ان کا اعتبار کیا جائے اور قطب شمالی کو معیار قبلہ قرار دیا جائے تو علی گڑھ یوپی میں نہیں ملے گا بلکہ یہاں سے جنوب ایم پی کے ضلع "مرینہ" میں واقع ہوگا کہ قطب شمالی سے قطب جنوبی تک علی گڑھ کے نصف النہار میں یہی وہ خوش نصیب جگہ ہے جس کا قبلہ نقطۂ مغرب ہے اس کی طرف رخ کرنا بعینہ مکہ کی طرف رخ کرنا ہوگا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے علی گڑھ کے اس مسئلہ پر زیادہ تر لوگارثم مقدار ہی کو استعمال کیا ہے کہ عام قارئین کے لئے بھی دشوار نہ ہو پھر جوڑنا اور گھٹانا آسان ترین حسابوں میں سے ہے پھر کسی بھی مثلث کو سمجھنے میں جو دشواریاں ہیں Trignomatry جاننے والوں کو اچھی طرح اس کا احساس ہے کہ علم ریاضی کا یہ دشوار ترین شعبہ صرف جوڑنے اور گھٹانے سے ہی حل ہو جائے تو پھر اس سے آسان طریقہ اور کون سا ہوسکتا ہے پھر اس سے چشم پوشی کی کوئی وجہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس میں صرف محبت، محنت اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔

فاضل بریلوی کے اس انداز بیان کو دور حاضر میں رائج طریقۂ تعلیم میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے

ظل عرض حرم مقدس 21°25'	0.392
÷ جم فصل طول 37°56'	0.7888
= ظل عرض موقع عمود	0.4969

اور جدول ظل میں بعد اسقاط ثانیہ 26°26' اس قوس کی مقدار ہے جو علی گڑھ کے نصف النہار میں اس کے موقع عمود اور معدل کے درمیان چھوٹی قوس ہے۔ نتیجہ وہی برآمد ہوا جو فاضل بریلوی نے فرمایا ہے کہ "کوکوکح" یعنی "26°26'28

یہاں تو تقسیم سے نتیجہ اخذ کیا گیا لیکن اس کے بجائے ضرب سے یہی ثمرہ حاصل کرسکتے ہیں کہ

ظم عرض حرم مکہ	2.55
×جم فصل طول	0.7887
=ظم عرض موقع عمود	2.0112

جدول ظل میں اس کی قوس '63°34 اس کا تمام وہی '26°26 نتیجہ عین اول آیا گرچہ یہاں تقسیم کی جگہ میں نے ضرب سے کام لیا۔

بہر حال فاضل بریلوی نے فرمایا کہ عرض علی گڑھ کزنو سے بقدر اکط لب کم ہے یعنی علی گڑھ کے نصف النہار کی وہ جگہ جس کا قبلہ نقطۂ اعتدال ہے وہ علی گڑھ سے '01°30 جنوب میں واقع ہے یقیناً یوپی سے یہ جگہ باہر ہوگی لہٰذا استقبال قبلہ کے لئے علی گڑھ والوں کو نقطۂ مغرب سے جنوب کو ہی میلان چاہئے لیکن اس کی مقدار کیا ہوگی فاضل بریلوی فرماتے ہیں

"لوظل تفاضل طول ۹ء۸۹۱۷۶۷۹ + لوجم عرض عمود ۹ء۹۵۲۰۱۳۴ = ۹ء۸۴۳۷۸۱۳

۹ء۸۴۳۷۸۱۳ - ۸ء۴۱۵۶۶۱۸ = ۱۱ء۴۲۸۱۱۹۵

جدول ظل میں اس کی قوس فز نب اس کا تمام ب ح کہ مقدار قوس ب ل مطلوب ہوئی یعنی دو درجے آٹھ دقیقے نقطۂ مغرب سے جانب جنوب جھکیں تو عین کعبہ معظمہ کے مواجہ ہوں۔" (فتاویٰ رضویہ صفحہ 40 جلد 4)

سیدنا اعلیٰ حضرت نے اپنے ان مبارک الفاظ میں علی گڑھ والوں کو قبلہ دکھادیا ہے وہ دیکھو نقطۂ مغرب سے بائیں ہاتھ کو '02°08 کے فاصلے پر حرم الٰہی جگمگا رہا ہے۔ اور اس میں وہ قاعدہ مرتب فرمایا کہ لوگارثم ظل تفاصل اور لوگارثم جم عرض عمود کے مجموعہ سے اس فرق کی لوگارثم جیب کو منہا کردیں جو علی گڑھ اور اس کے موقع عمود کے مابین ہے یعنی '01°30 تو ماحصل ظل انحراف ہوگا نقطۂ جنوب سے اور اسے یوں ترتیب دیا کہ

لوظل تفاصل طول	9.8917679
+ جم عرض عمود	9.9520134
محفوظ	9.8437813
- جیب فرق	8.4156618
ظل انحراف از نقطہ جنوب	11.4281195

جدول ظل میں اس کی قوس $87^0 52'$ اور اس کا تمام $02^0 08'$ ہے۔

اگر جدید روشنی کے مطابق عین مکہ فرض ہے تو صرف پرانی عیدگاہ پر آگ بگولہ ہونے کی کیا وجہ جبکہ مجوزہ دیوار بھی عین مکہ پر نہیں ہے۔ جب پہلی پر نماز باطل ہے تو دوسری بھی اس سے جدا نہیں ہے کہ انحراف دونوں میں موجود تو بطلان نماز دونوں میں ہوگا اور اگر یہ بطلان نماز کا حکم خروج جہت تک ممتد ہے اور یقیناً وہ جہت جہت اعتدال نہیں بلکہ جہت استقبال ہے تو دونوں کے مطابق پڑھی گئی نمازیں صحیح ہیں پھر موجودہ کا گرانا فرض اور مجوزہ کا بنانا فرض کیسے ہوا؟

یہاں لوگارثم عدد سے استقبال قبلہ کا اثبات ہے جس کی وجہ سے اگر بار خاطر ہو تو رائج طریقہ تعلیم سے بھی اس کا جائزہ لیا جاسکتا ہے

	جم عرض موقع عمود $26^0 26'$	0.8954
	× ظل تفاصل طول $37^0 56'$	0.7793
	= محفوظ	0.6978
پھر	محفوظ ÷ جیب فرق $01^0 30'$	0.0262
	= ظل انحراف از نقطہ جنوب	26.633

جدول ظل میں اس کی قوس $87^0 52'$ ہے اور اس کا تمام وہی $02^0 08'$ ۔ نتیجہ وہی برآمد ہوا امام احمد رضا نے جو فرمایا تھا کہ نقطہ مغرب سے $02^0 08'$ جنوب کو علی گڑھ کا قبلہ ہے۔

جدید طریقۂ تعلیم بھی فاضل بریلوی کی تائید و حمایت کیلئے مجبور ہے۔ علی گڑھ کے نقطۂ مغرب سے جنوب میں 02°08' پر علی گڑھ کا نقطۂ استقبال ہوا۔

ابتداء مضمون میں یہ بھی گزرا کہ عیدگاہ کا رخ نقطۂ مغرب سے 20°58' جنوب کو پھرا ہے اس سے قبلۂ حقیقی کو منہا کریں تو یہ انحراف 18°50' کا رہ جائے گا۔ بالفرض اگر مغربین ہی کو جہت قرار دے دیا جائے پھر بھی عیدگاہ داخل مغرب ہے کہ علی گڑھ کا میل 26°46' ہے تو 05°48' زائد ہے یعنی یہ عیدگاہ اور بھی 05°47' جنوب کو پھر جائے پھر بھی تنگ ترین قول کے مطابق بھی خارج جہت نہیں جبکہ علامہ برجندی نے عامۂ بلاد مغربیہ و مشرقیہ کے لئے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا اور فاضل بریلوی نے ثابت کیا کہ یہ حکم کہیں صادق ہی نہیں آئے گا۔ من شاء فلیطالعھا

پھر اس حکم کے بھیانک انجام کا اندازہ لگانا کوئی دشوار بھی نہیں مثلاً کوئی آبادی ہو اور اس کا قبلہ راس السرطان کا مشرق یا مغرب ہو تو شمال کی طرف ذرہ برابر حرکت سے ہی نماز باطل ہوگی کہ نمازی مغربین یا مشرقین سے باہر ہو گیا لیکن جنوب کی طرف یہاں سے 46°53' پھر گیا پھر بھی صحیح ٹھہری کہ مغربین یا مشرقین سے باہر نہیں حالانکہ شریعت کاملہ کا حکم اس کے برعکس ہے کہ یہ آبادی حالت نماز میں شمال کی طرف اگر نقطۂ اعتدال سے 68°26' بھی پھر جائے تو بھی نماز صحیح ہے لیکن 21°34' کے جنوبی انحراف سے ہی نماز باطل ہوگی۔

یہ احتمال صرف فرضی ہی نہیں بلکہ نفس الامری ہے معمولی توجہ سے اس مقام کا تعین کر سکتے ہیں جیسا کہ خط استوائی کی وہ آبادی جو نصف النہار مکہ سے 64°12' مشرق یا مغرب میں واقع ہے مشرقی کا حقیقی قبلہ راس السرطان کا نقطۂ مغرب ہے جبکہ مغربی جگہ کا حقیقی قبلہ راس السرطان کا نقطۂ مشرق ہے اور ان دونوں جگہوں میں سے ایک تو "انڈونیشیا" میں ہے جو "سنگاپور" سے جنوب میں سمندر عبور کر کے "سماترا" کی مشرقی سرحد جو خاص خط استوائی میں واقع ہے اس کا قبلہ مغرب راس السرطان ہے، اسی طرح دوسری جگہ کی تلاش کی تو وہ سمندر

میں ملی یعنی "برازیل" کے شہر "بیلیم" سے خط استوائی پر سمندر میں مشرق کی طرف تقریباً 3000 کلو میٹر چلنے پر وہ بحری جگہ آئے گی جہاں کا قبلہ خاص مشرق راس السرطان ہے۔ دونوں جگہوں کے لئے بعض جنوبی انحرف سے نماز باطل ہوگی حالانکہ وہ انحراف مشرقین یا مغربین سے باہر نہیں لیکن اعتدال سے شمالی انحراف '68°26 تک بھی نماز باطل نہیں حالانکہ یہ مقدار مشرقین ومغربین سے کافی باہر ہے۔

اس کو مزید اور پرلطف بنانے کے لئے فصل طول کو کچھ اور کم کیا جائے یعنی انڈونیشائی جزیرہ "سماترا" کی مشرقی سرحد کے بجائے مغربی سرحد لی جائے تو اس کا قبلۂ حقیقی مغربین سے باہر ہی ہے جبکہ یہ مکہ مکرمہ سے مشرقی شہر ہے۔ نئی روشنی والوں کی اگر بات مان لی جائے اور نقطۂ مغرب کو قبلہ قرار دیا جائے تو جو قبلۂ حقیقی چاہے اس کی نماز باطل ہوگی کہ نقطۂ مغرب نہیں اور جن لوگوں نے کہا کہ بین المغربین قبلہ ہے اس صورت میں بھی استقبال قبلہ سے نماز باطل ہوگی کہ اس کا رخ مغربین سے باہر ہے حالانکہ شریعت مطہرہ میں یہ استقبال اعلیٰ استحباب کا ہے۔ لہٰذا علی العموم بلاد مشرقیہ کے لئے نقطۂ مغرب کو قبلہ قرار دینا تو کسی کا مذہب نہیں ہے بلکہ مغربین کے درمیان قرار دینا بھی بایں معنی ہے کہ عوام پر اس کا ادراک آسان ہے اور یہ معنی ہرگز نہیں کہ اس سے خارج ہوتے ہی جہت قبلہ سے خارج ہوگیا۔

ماسبق مضمون سے روز نصف النہار کی طرح واضح ہوگیا کہ ایسی جگہ نہ ہونے کے برابر ہے کہ وسعت سے خروج جہت سے خروج ہو اور بعض جگہیں تو ایسی ہیں کہ جہت قبلہ مشرقین یا مغربین میں ہی ہے اور اسی کے اندر ہی بعض انحراف سے نماز باطل ہوجاتی ہے جیسا کہ "برازیل" کا وہ علاقہ جو "گوانہ" سے نیچے خطۂ استوائی پر '59°50 طول بلد مغربی میں واقع ہے کہ اس کا قبلہ بین المشرقین ہے پھر بھی مشرق راس الجدی کے قریب تک انحراف جہت قبلہ سے خارج کردے گا اور نماز باطل ہوگی۔

جہاں تک علی گڑھ کا سوال ہے تو سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ "معلوم ہوا کہ علی گڑھ

میں راس السرطان ۲۶/ درجہ ۴۶/ دقیقہ شمال کو راس الجدی اسی طرح جنوب کو ہٹا ہوا ڈو بتا ہے۔" (فتاویٰ رضویہ صفحہ 38 جلد 3)

علم مثلث کے جدید طریقۂ تعلیم سے بھی میں نے فتاویٰ رضویہ کی اس عبارت کا مفہوم واضح کیا تھا کہ یہی برحق ہے جو سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ افق علی گڑھ میں $26^0 46'$ تک ہی میل شمس ہے۔ لہٰذا علی گڑھ کا بین المغربین $53^0 32'$ ہوا جبکہ یہاں میل کلی $26^0 46'$ ہے اور پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ موجودہ دیوار قطب شمالی سے $20^0 58'$ جانب غرب جھکی ہے جس میں سے قبلۂ حقیقی کا جھکاؤ $02^0 08'$ اس سے منہا کریں تو باقی رہے گا $18^0 50'$۔

بالفرض اگر $20^0 58'$ ہی میل مان لیا جائے پھر بھی بین المغربین جنوب کو $05^0 47'$ کا طویل جھکاؤ باقی ہے کہ اس مقدار میں اور جھک جائے پھر بھی نماز باطل نہیں۔ یہ تو تنگ ترین قول کی بنیاد پر ہے جبکہ جہت قبلہ اس سے بہت آگے تک ہے کہ استقبال حقیقی سے 45^0 کے اندر تک علماء نے جائز قرار دیا اور علی گڑھ کے قبلۂ حقیقی کا جھکاؤ خود $02^0 08'$ جنوبی ہے۔ لہٰذا اس عیدگاہ میں نقطۂ مغرب سے جنوب کی طرف $47^0 07'$ تک جھکاؤ جائز ہے جبکہ دیوار کا میل صرف $20^0 58'$ ہے۔ یہ دیوار اتنا اور جھک جائے بلکہ اس سے بھی زائد یعنی $26^0 09'$ اور جنوب کو مائل ہو جائے پھر بھی بطلان نماز کا حکم نہیں دیا جائے گا بلکہ جواز ہی کا حکم ہوگا جیسا کہ ماسبق مضمون "نوے فٹ" میں اس کا بیان آچکا ہے۔

سبحان اللہ! یہ تھی رضوی تحقیق جس نے نئی روشنی کے نئے محققین اور نئے مفتی کو نئی سمت بتا کر قبلۂ حقیقی تک پہنچا دیا تھا اور اسی ہدایت کا ثمرہ ہے کہ علی گڑھ والوں کے سامنے ان کا قبلہ ان پر آج تک انوار و تجلیات کی بارش کر رہا ہے۔

الحمد للہ علی نوالہ و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ محمد و الہ و اصحابہ و ازواجہ و اہل بیتہ و سراج امتہ الامام الاعظم و ابنہ الغوث الاعظم و فداء محبتہ المجدد الاعظم و مطیع شریعتہ المفتی الاعظم۔

رضوی پیغام سُنّی مسلمانوں کے نام

فرمانِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ

ردِّ وہابیہ کرنا فرضِ اعظم ہے

جب کوئی گمراہ بد دین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوبِ مسلمین سے شبہاتِ شیاطین کا رفع فرضِ اعظم ہے جو اس کو روکتا ہے یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اُس میں کجی چاہتے ہیں اور خلافت کمیٹی کا حیلہ اللہ کے فرض کو باطل نہیں کرتا نہ شیطان کے مکر کو دفع کرنے سے روکنا شیطان کے سوا کسی کا کام ہوسکتا ہے۔۔۔

مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں، گمراہ گروں، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں۔ اُن پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود اِن بے دینوں یا جس کا فتنہ اُٹھتا دیکھیں سدِّ باب کریں، وعظِ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعتِ رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں۔ حسبِ استطاعت اس فرضِ عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اُس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ اُس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف / جلد ۲۱ / صفحہ ۲۵۶)

IDARA ZIA-E-RAZA, KARACHI